ایوانِ نجد میں ہے کوئی مردِ میدان تو جواب دے

فیضِ رضا جاری رہے گا.....

بُرہانِ صداقت

بر رد

نجدی بطالت

محمد حسن علی

مولانا ابوالخیر محمد الطاف قادری رضوی

ناشر

انجمن انوار القادریہ

کراچی

فون 0300-9231183-4120794
0300-9201959-2435088

عرض ناشر

تحریکِ پاکستان کی مخالفت اور قیامِ پاکستان کے بعد استحکامِ پاکستان اور پاکستان کی بقاء اور سلامتی کیلئے خطرات یہ کانگریسی علماء ہی رہے ہیں یہ بغض و عناد ان کو مولوی حسین احمد "مدنی" ابو الکلام آزاد جیسے کانگرسی کٹھ پتلی لوگوں سے وِرثہ میں ملا ہے اور آج بھی یہ کانگرسی مولویوں کی روش ہے کہ حقیقی سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت بریلوی مکتبِ فکر کے خلاف سخت دل آزار و شر انگیز کتب و پمفلٹ شائع کرتے رہتے ہیں اور ملک کی پُر امن فضاء کو مکدر کرتے ہیں اسی سلسلہ میں کراچی کے کسی کانگریسی ملاّ نام نہاد "علامہ" محمد عمر قریشی نے ایک فرقہ واریت کو ہوا دینے والی کتاب سیف حقانی شائع کی اور اس جیسی ہی ایک تحریر مولوی ریحان الدین قاسمی دیوبندی نے بنام "بریلی کا نیا دین" شائع کی ہے۔ کتابچہ بریلی کا نیا دین کی چربا سازی سیف حقانی ہے اوران دونوں کتابوں میں اگر پچاس فیصد دور نگوئی اور افرات ہے تو پچاس فیصد حوالہ جات سراسر بے محل نقل کئے ہیں اور حوالہ جات کی نقل میں خیانت سے کام لیا گیا ہے اور ایک بات کا بار بار تکرار ہے۔

صدہا تحسین کے لائق ہیں حضرت علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی میلسی جنہوں نے سیف حقانی کا مدلل، مسکت و بحوالہ جواب ارقام فرمایا اور سیف حقانی کا ناطقہ حوالہ جات کے انبار سے بند کرکے "برہان صداقت" کو قیامت تک کیلئے ان دیوبندیوں کیلئے ایک سوال کے طور پر قائم کر دیا۔

انجمن انوار القادریہ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اربابِ حکومت کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہے کہ جس طرح حکومت نے "سپاہ صحابہ" اور "جیش محمد" اور اس جیسی دیگر مذہبی اور جہادی دہشت گرد تنظیموں پر پابندی عائد کی ہے اورانہیں کالعدم قرار دیا ہے اسی طرح ان کتابوں پر بھی پابندی عائد کی جائے جس میں فرقہ واریت کو پروان چڑھایا گیا ہے ان کتابوں میں اللہ و رسول کی توہین و گستاخی کی گئی ہے جن کے نام یہ ہیں: تقویۃ الایمان، حفظ الایمان، براہین قاطعہ، فتاویٰ رشیدیہ، صراط مستقیم، تحذیر الناس، دھماکہ، سیف رحمانی، سیف حقانی، بریلی کا نیا دین، جواہر القرآن اور ان جیسی دیگر کتابیں تفرقہ اور فتنہ کا سبب بنی ہوئی ہیں ان تمام کتابوں کو ضبط کیا جائے اور ان کی اشاعت پر پابندی کی جائے اور فتنہ و شر کا خاتمہ کیا جائے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ پاکستان کو استحکام نصیب فرمائے اور اس کی حفاظت فرمائے۔ آمین

اراکین انجمن انوار القادریہ

انتساب

صدر الصدور صدر الشریعت بدر الطریقت فقیہ امت خلیفہ اعلیٰ حضرت

علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی قدس سرہ العزیز

مصنف بہارِ شریعت کے نام

جن کی تدریس کا ڈنکا چاروانگ عالم میں بجتا رہا جو حدیث وفقہ کے مسلمہ امام بہارِ شریعت جیسی عظیم کتاب کے مصنف جن کے تلامذہ اپنے عہد کے استاذ الاساتذہ اور فن تدریس کے امام مانے گئے اور آج درس و تدریس تصنیف و تالیف وعظ و تبلیغ اور سیاست میں مرکزی کردار ادا کر رہے ہیں۔

سیّدی امجد علی ہیں چاند یہ ہیں چاندنی

چاند گو پردے میں ہے پھیلی ہوئی ہے چاندنی

فقیر قادری محمد حسن علی الرضوی غفرلہ

انوار رضا میلسی ملتان ڈویژن

شہزادہ اعلیٰ حضرت مخدوم اہل سنّت حضرت قبلہ مفتی اعظم امام العلماء
مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان سجادہ نشین بریلی شریف
کا
پیغام تہنیت

عزیز گرامی قدر محب مکرم و محترم مولانا محمد حسن علی قادری رضوی سلمہٗ ربہ و کرم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔۔

مزاج گرامی بحمدہٖ تعالیٰ فقیر مع الخیر ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو تادیر سنّت اہل سنّت کی خدمت کیلئے قائم رکھے آپ کی خدماتِ دینیہ کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین

آپ سے آپ کی دینی خدمات کے سبب دل کو تعلق ہے اپنی خیر وعافیت سے مطلع کرتے رہیں آپ کے والد محترم سلمہ ربہ و کرم کو داخل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کرلیا ہے شجرہ مرسل ہے ان سے فقیر کا سلام مسنون فرمادیجئے۔

والسلام والدعا

فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہٗ

تقریظ جلیل

زینت العلماء پاسبانِ مسلک رضا امیر شریعت حکیم الامت علامہ ابو داؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی

کاشف اسرار مجدیت، دافع فتنۂ دیوبندیت، مجاہد اہلسنّت، رئیس التحریر، برادر عزیز مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی بریلوی کی تصانیفِ کثیرہ میں سے "برہانِ صداقت" بھی بڑی مدلل، بڑی حقانیت وصداقت کی حامل تصنیف ہے۔ جس میں اہل کذب وضلالت دیوبندی وہابی "علماء" کی جہالت و خیانت کو خوب بے نقاب کیا گیا ہے تعجب ہے یہ لوگ (مخالفین اہلسنّت) جھوٹ بولتے اور تحریف خیانت کرتے وقت ذرا نہیں شرماتے مگر ایسا کیوں نہ ہو جبکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے متعلق بھی امکان کذب و جھوٹ بول سکنے کا عقیدۂ باطلہ رکھتے ہیں۔

فالی المشتکی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

خدا تعالیٰ مولانا محمد حسن علی صاحب کا بھلا کرے اور اُن کی عمر و صحت وعلم و عمل اور زبان و قلم میں مزید برکت و قوت عطا فرمائے جنہوں نے پے در پے تصانیفِ کثیرہ میں مذہبِ حق اہلسنّت و مسلکِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا تحفظ و دفاع کیا ہے کہ الحمدللہ مسلکِ اعلیٰ حضرت بالکل بے غبار ہے اور دیوبندی وہابی مولوی محض اپنی گستاخیوں، جہالتوں اور خیانتوں کی پردہ پوشی اور سادہ لوح عوام کو ورغلانے کیلئے جھوٹا پراپیگنڈہ اور حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ ۔

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

ابو داؤد محمد صادق غفرلہ

دعائیہ کلمات

قائد اہلسنّت فقیہ اُمت نبیرۂ اعلیٰ حضرت

علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری بریلوی فاضل جامع ازہر مصر

جانشین سیّدنا حضور مفتی اعظم شہزادہ اعلیٰ حضرت

حضرت مولانا مولوی محمد حسن علی قادری رضوی اہلسنّت کے ممتاز، کہنہ مشق مصنف و مناظر ہیں موصوف کی ہر کتاب لاجواب ومدلل ہوتی ہے مولانا موصوف نے اپنے عہد میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خوب خوب ترجمانی اور تبلیغ واشاعت فرمائی۔

باطل رضا کے نیزہ کی مار کے آگے ٹھہر نہیں سکتا مجھے خوشی ہے کہ نظامی کتابستان نخاس کہنہ الٰہ آباد حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی صاحب کی مشہور کتاب "برہانِ صداقت" چھاپ رہا ہے اللہ تعالیٰ مقبول خاص وعام فرمائے۔ آمین

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

آراء عالیہ

امام التارکین مجاہد ملت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن الہ آبادی

صصام المناظرین حضرت مولانا محمد حسن علی قادری رضوی چشتی صابری دار الخیر اجمیر شریف میں سلطان الہند خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار پر حاضر تھے نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا قاری تسلیم رضا خان صاحب نوری نے اطلاع دی کہ حضور مجاہد ملت تشریف لائے ہوئے ہیں دونوں حضرات حضور مجاہد کی خدمت میں "اڑھائی دن کا جھونپڑا" (اجمیر مقدس میں ایک مقام ہے) میں حاضر ہوئے دست بوسی و مصافحہ کے بعد حضرت ممدوح نے عرض کیا حضور محدث اعظم پاکستان کا سگِ دربار ہوں اور کتاب برہانِ صداقت پیش کی حضور مجاہد ملت نے اسی وقت کتاب برہان صداقت کی ورق گردانی شروع کی اور بار بار حضرت کی زبان سے ماشاءاللہ، سبحان اللہ جاری ہوا فرمایا کتاب بہت خوب ہے تاریخی دستاویز ہے فرمایا اس کتاب کے کتنے دام ہیں حضرت ممدوح نے عرض کیا دعائے خیر حضور مجاہد ملت نے کتاب پڑھ کر ایسا اثر لیا کہ جب بھی ملاقات ہوتی دست بوسی فرماتے اور جہاں بیٹھتے اپنے پہلو میں جگہ عنایت فرماتے۔

مرسلہ سردار احمد رضا مشرف القادری

مکتوب گرامی

شہزادہ محدث اعظم پاکستان مولانا صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم حامد رضوی
ناظمِ اعلیٰ مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان

محترم جناب حضرت مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی دامت برکاتہم

السلام علیکم۔۔۔۔

اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ اہل سنّت کو پہلے ہی آپ جیسی شخصیتوں پر ناز ہے آپ اہلسنّت کیلئے بہت کام فرمارہے ہیں آپ نے پہلے بھی بہت سی کتابیں لکھی ہیں لیکن تازہ کتاب "برہانِ صداقت بردّ مجدی بطالت" سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہوگی اس کے پڑھنے سے بہت سے اہلسنّت کو فائدہ ہوگا اور معلومات میں اضافہ ہوگا۔

میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعاگو ہوں کہ آپ کو اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ اِسی طرح کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین آپ کی اس کتاب اور سلسلہ تصنیف و تالیف میں برکتیں عطا فرمائے میری طرف سے تمام گھر والوں کو بہت بہت سلام۔

فقط والسلام

حاجی محمد فضل کریم حامد

جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

اللہ ربّ محمد صلی علیہ وسلما

نحن عبادُ محمد صلی علیہ وسلما

احوال واقعی

از حضرت علامہ مولانا سردار احمد رضا مصطفوی رضوی مدظلہ العالی

(جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت واقعی ہے کہ علماءِ اہلسنت نے کبھی بھی مذہبی مسلکی فتنہ وشر اور تخریب کاری کا جارحانہ طرز عمل اختیار نہیں کیا مذہبی اعتقادی و مسلکی اختلاف بہت پہلے سے ہے اور نہ صرف پاکستان میں بلکہ تقریباً تمام ایشیائی و افریقی اور بیشتر عرب ممالک میں اوائل اسلام ہی سے ہے اور یہ نہ صرف دین اسلام میں بلکہ ہندوؤں، عیسائیوں اور یہودیوں میں کئی کئی فرقے اور متعدد گروہ ہیں اور فرقوں کے معمولات اور عبادت کے طور طریقے جدا جدا اور ایک دوسرے سے مختلف ہیں مختلف اَدوار میں مختلف حکومتوں اور سربراہانِ مملکت نے اپنی اپنی ضرورت کے مطابق اِن اختلافات کو مٹانے اور بڑھانے کی بھرپور کوشش کی لیکن ہر دین اور دھرم میں مذہبی بنیاد پر فرقہ بندی جوں کی توں رہی اور فرقہ بندی نہ صرف مذہب کی بنیاد پر موجود ہے بلکہ سیاست میں زبردست فرقہ بندی ہے اور سیاسی لیڈر بھی اپنے اپنے نظریات اور اپنے اپنے موقوف کی تائید و حمایت ایک دوسرے کو مناظرہ کے چیلنج بھی دیا کرتے اور ایک دوسرے پر اپنی سیاسی ضرورتوں کی تحت کفر کے فتاویٰ بھی لگایا کرتے ہیں مگر یہ الزام صرف مولویوں پر ہے کہ مولوی جھگڑالو ہیں حالانکہ آج کل میاں بیوی، باپ بیٹے اور بھائی بھائی کا جھگڑا عام ہے ویسے بھی اختلاف رائے ایک فطری عمل ہے۔ بزنس اور تجارت اور عدالتوں میں وکالت کی بنیاد پر اختلاف رائے موجود ہے۔ ماحصل یہ کہ مذہبی، مسلکی اختلافات آج کے دور کی کوئی جدید ایجاد نہیں ہاں البتہ اختلاف رائے وفساد، قتل وقتال، دہشت گردی و تخریب کاری و الزام تراشی، گالی گلوچ، ضد اور ہٹ دھرمی ضرور عصر نو کی پیداوار ہے اور بزعم خود آپ کے اس ترقی یافتہ اور خود ساختہ مہذب دنیا کا قلمکار اپنے قلم کو جارحانہ طرز تحریر کی آلودگی سے نہیں بچا سکا اور اس کا زندہ و تازہ بتازہ ریکارڈ ثبوت ہمارے مخالف مکتب فکر کی مبنی پر کذب وافتراء سیف حقانی اور بریلی کا نیا دین نامی کتابیں ہیں جو سراپا کذب وافتراء کا شرمناک مجموعہ ہیں جن میں ہمارے اسلاف کی عبارات کا حلیہ بگاڑا گیا اور عبارات کے قرار واقعی مفہوم کو مسخ کیا گیا ہے نہ صرف عبارات میں تحریف و خیانت کی بلکہ غلط مفہوم اخذ کئے اور من پسند معنی پہنائے گئے اور یہی اس طائفہ شر ذمہ قلیلہ کا نصب العین و وطیرۂ خاص ہے ہماری مراد کانگریسی گاندھوی دیوبندی وہابی فرقہ جس کو وطن عزیز مملکت خداداد پاکستان کا امن و استحکام ایک نظر نہیں بھاتا یہ فرقہ مختلف ناموں اور مختلف کاموں اور نت نئے سائن بورڈوں سے وطن عزیز میں انتشار و خلفشار کی آگ بھڑکاتا رہتا ہے۔

ہمارا جوابی طرزِ عمل جارحانہ نہیں ہم اپنے تحفظ و دفاع کا حق ادا کر رہے ہیں ہم اپنے اکابر پر وارد شدہ بے تحاشہ معاندانہ الزامات اور افترات کا قرار واقعی مدلل و محقق و مؤثر جواب دے رہے ہیں تاکہ عوام میں غلط فہمی پیدا نہ ہو ایک ردِّ عمل ہے ردِّ عمل زیادہ تلخ اور تیز ہوا کرتا ہے لیکن پھر بھی ہم نے دلائل و شواہد و حقائق متانت و سنجیدگی کا دامن نہیں چھوڑا، اور اپنے قلم کو فریق مخالف کی طرح الزام تراشیوں اور تحریف خیانت سے آلود نہیں ہونے دیا کسی بھی مکتب فکر اور کسی بھی عقیدہ مسلک کے خلاف کچھ لکھنے میں پہل نہیں کی مسلکی بحث و مباحثہ کی کبھی ابتداء نہ کی سیّدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی الکوکبۃ الشہابیہ، السبحان السبوح اور اکابر علماء عرب و عجم کی تائید و حمایت تقریظات و تصدیقات سے حسام الحرمین اُس وقت شائع فرمائیں جب نام نہاد تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، یکروزی، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان و فتاویٰ گنگوہی وغیرہم جیسی شدید توہین آمیز گستاخانہ کتابیں منظر عام پر آئیں تب حسام الحرمین و الصوارم الہندیہ کا حکمِ شرعی منظرِ عام پر آیا۔

قیامِ پاکستان کے بعد نظریہ پاکستان کے دشمن قیامِ پاکستان کے مخالف اکھنڈ بھارت کے حامی ہندو کانگریس کے حامی و ہمنوا دو قومی نظریہ کے مخالف ہندو مسلم بھائی بھائی کا نعرہ لگانے والے کانگریسی گاندھوی نام نہاد "علماء" نے قیامِ پاکستان کے حامی و ہمنوا اور تحریکِ پاکستان کے مجاہدین کے ہر اوّل دستہ علمائے اہلسنّت و امامِ اہلسنّت سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عقائدِ اہلسنّت پر جارحانہ حملے اور خود ساختہ شرک و بدعت کے جاہلانہ فتوے دینا شروع کر دیئے اور ایک ہی قسم کے الزامات و افترات کا اعادہ کیا گیا عوام و خواص کو ورغلانے اور دھوکہ دینے کی مذموم سعی کی گئی جس کا زندہ و نقد تازہ بتازہ ثبوت کتاب سیف حقانی اور بریلی کا نیا دین۔ مطالعہ بریلویت و البریلویہ جیسی سراسر جھوٹی، فریبی کتابیں ہیں جو زبان و بیان کے اعتبار سے دل جلے احساس کمتری میں مبتلا مرفوع القلم نام نہاد باغی و فتن ذہن رکھے مصنفین کے جہالتوں کا منہ بولتا شاہکار ہیں۔ کاش کہ ہر دور میں حکومتِ وقت ایسی شر انگیز و فتین جارحانہ کتب و رسائل پر پابندی لگا کر ضبط کر لیتی تو ہمیں قلم نہ اُٹھانا پڑتا۔

اس موقع پر ہم اپنے برادران اہلسنّت و جماعت سے بھی اپیل کریں گے کہ وہ مخالفین اہلسنّت کانگریسی گاندھوی ملاؤں کی اشتعال انگیزیوں سے متاثر نہ ہو ضبط و تحمل سے کام لیں مخالفین کی الزام تراشیوں کے علمی تحقیقی مدلل و مسکت جوابات اور ناقابل تردید دلائل و شواہد علماء اہلسنّت کی کتب میں موجود ہیں اور ایسے کہ جن کے جواب الجواب سے ہمارے مسلکی مخالفین عاجز و قاصر و بے بس ولاجواب ہیں قارئین قہرِ خداوندی کا برق آسمانی، محاسبہ دیوبندیت، تکفیری افسانہ، آئینہ صداقت اہلسنّت، اہلسنّت کی یلغار اور زیر نظر کتاب برہانِ صداقت کو زیر مطالعہ رکھیں بلکہ بحمدہٖ تعالیٰ ان کتابوں میں ایسا مدلل و مؤثر و مثبت مواد ہے کہ آپ خود بھی اپنے مخالفین کو مؤثر و معقول علمی تحقیقی جواب دے سکتے ہیں گولی اور گالی سے جواب دینا ہمارا کام نہیں۔

اس موقع پر ہم اپنے مذہبی و مسلکی مخالفین سے بھی عرض کریں گے کہ جھوٹ اور الزام تراشی کسی بھی دین و دھرم کسی بھی مذہب مسلک میں جائز نہیں ہے اپنے قبر و حشر و آخرت کے امتحانات اور شدید ترین عذاب کو پیش نظر رکھ کر جھوٹ اور الزام تراشیوں سے اجتناب واحتراز کیا کریں کیونکہ جھوٹ کا پول ضرور کھل جاتا ہے اور پھر اس کا اُلٹا اثر پڑتا ہے دنیا و آخرت کی روسیاہی حصے میں آتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اس تحریر میں اثر و برکت عطا فرمائے اور اہل اسلام واہل پاکستان کو ہر فتنہ و شر سے بچائے۔ آمین

فقیر سگ بارگاہِ غوث ورضا

سردار احمد رضا رضوی مصطفوی غفرلہ

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

حیات مصنف کا اجمالی خاکہ

از حضرت علامہ مولانا سردار احمد رضا مشرف القادری مدظلہ العالی

جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازہ لاہور

مصنف کتابِ ہٰذا ضیغم اہلسنّت علمبردار مسلکِ اعلیٰ حضرت صاحبِ تصانیفِ کثیرہ رئیس التحریر صمصام المناظرین حضرت مولانا محمد حسن علی قادری رضوی چشتی صابری دامت برکاتہم القدسیہ کی علمی تحقیقی مذہبی تبلیغی قلمی تحریری خدمات ناقابلِ فراموش اور اہلسنّت کی تاریخ کا ایک روشن و درخشندہ باب ہیں۔ راقم الحروف نے حضرت ممدوح کی خدمت میں بار بار عرض کیا کہ اپنی حیاتِ مبارکہ کے کچھ واقعات بتادیجئے تاکہ راقم ایک جامع و مفصل سوانح حیات مرتب کرسکے تو ہر بار یہی جواب ملا، ارے میں کیا ہوں؟ ابھی تو ہمارے بڑوں کی سوانح حیات مرتب نہ ہوسکی، پھر اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجددِ دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ ذیل اشعار ارشاد فرمائے۔

اک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی — مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں — مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے — دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

راقم الحروف کے اصرار پر اپنی حیات مبارکہ کے چند دلنشین واقعات ارشاد فرمائے اور کچھ راقم نے مختلف کتب ورسائل سے اخذ کئے جو موقر قارئین کرام کی خدمت میں حاضر ہیں۔

ولادت

قیامِ پاکستان اور تقسیمِ ہند سے کچھ پیشتر شہر ہانسی شریف ضلع حصار النبالہ ڈویژن ہریانہ میں جو دہلی سے ۸۰ میل جانب مغرب میں روہتک سے کچھ آگے ہے میں مولانا محمد بشیر احمد قادری رضوی مصطفوی بن شیخ محمد کریم الدین کے گھر ہوئی، یہاں تاراگڑھ اجمیر مقدس کے بعد پرتھوی راج کا دوسرا بڑا قلعہ تھا جسے سلطان اسلام شہاب الدین غوری نے فتح کیا تھا، یہ شہر اولیاء اللہ بزرگانِ دین کا مرکز و مسکن رہا ہے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں بارہ سال اور ایک روایت کے مطابق اٹھارہ سال رونق افروز ہوئے اور یہاں آپ کے محبوب ترین خلیفہ اعظم مجاز مہر ولایت بنیرۂ امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت بو علی شاہ قلندر پانی پتی کے بہنوئی امام العارفین قطب الواصلین حضرت خواجہ قطب جمال الدین احمد ہانسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار پُر انوار ہے جو زبردست عالم و فاضل ادیب و شاعر تھے اور بیان و کلام کا جادو جگاتے تھے۔ حضرت ممدوح کے خاندان کے افراد متصلب سنّی مسلمان تھے گھر میں میلاد و گیارہویں شریف کی تقاریب اہتمام سے ہوتی تھیں یہی وجہ تھی کہ حضرت ممدوح ایامِ طفولیت ہی سے ان کے مزار پُر انوار پر قلعہ کہنہ ہانسی پر واقع حضرت میراں صاحب نعمت اللہ ولی شہید اور عقب قلعہ حضرت سلطان شہید اور شہر میں مختلف مقامات پر حضرات اولیاءِ کرام اور شہداءِ عظام کے مزارات طیبہ پر اکثر حاضری دیا کرتے تھے۔

اب آپ کے آباء و اجداد روہتک دہلی روڈ کی وسط میں شہر سانپلہ سکونت پذیر رہے پھر ضلع روہتک میں مہم شریف اور انبالہ چھاؤنی کو مسکن بنایا انبالہ چھاؤنی میں ریلوے اسٹیشن سے بالمقابل شیشوں والی حویلی کے نام سے آپ کا جدی مکان آج بھی موجود ہے پردادا کا انتقال اس وقت ہوا جبکہ آپ کے جدِ امجد بہت تھوڑی عمر میں تھے لہٰذا آپ کے دادا کی پرورش اپنے نانا کے گھر شہر ہانسی شریف میں ہوئی اور یہیں سے خاندانی سلسلہ آگے بڑھا۔

تعلیم و تربیت

آپ نے ۱۹۴۵ء میں شہر ہانسی کے اسلامیہ پرائمری اسکول میں داخلہ لیا اور ۱۹۴۷ء میں قیامِ پاکستان کے بعد مہاجر ہو کر والدین کے ساتھ پاکپتن شریف بہاولپور ریلوے لائن پر واقع ضلع ملتان کے اہم شہر میلسی میں قیام پذیر ہوئے اور مڈل تک تعلیم میلسی میں ہی حاصل کی اس زمانے کے مڈل آج کی ایف اے کے برابر ہوتی تھی اور تحصیل علومِ دینیہ و عربیہ جامعہ غوثیہ نعیمیہ گجرات حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ اور ۱۹۵۸ء میں آپ نے جب نائبِ اعلیٰ حضرت مظہر صدر الشریعہ محدث اعظم پاکستان امام اہلسنّت علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قادری رضوی قدس سرہ صدر المدرسین و شیخ الحدیث دار العلوم بریلی شریف کے علوم و معارف کے دریا بہتے دیکھتے اور آپ نے ہر باطل فرقے کا رد و ابطال کیا ہر طرف ان کا چرچہ و شہرہ ہوا تو آپ نے یادگار رضا پاکستان مرکزی دار العلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور (فیصل آباد) میں حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ سے طویل خط و کتابت کی ان کے خطوط میں غضب کی جاذبیت و کشش اور ایک خاص روحانیت کارفرما تھی ان کے قلمی و تحریری ارشادات دل کی گہرائیوں میں اُترتے چلے گئے اور آپ تحصیلِ علم کیلئے مرکزی دار العلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام حاضر ہو گئے اور متعدد مدرسین جامعہ رضویہ سے ابتدائی و متوسط کتب پڑھیں اس دوران بھی وقت ملنے پر حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے دورۂ حدیث میں شامل رہتے اور دل کی گہرائیوں میں اُترنے والے آپ کے ارشادات و فرمودات اور احادیثِ مبارکہ پر آپ کا محققانہ و محدثانہ تبصرہ و توضیح بغور سنتے علومِ دینیہ کے حصول کے بعد محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ سے حدیث شریف کی کتب پڑھیں اور اسناد حاصل کیں یہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کا کمال تھا یا کرامت کہ چھ چھ گھنٹے سات سات گھنٹے بیٹھ کر جم کر پڑھاتے کسی صورت میں دورۂ حدیث کے اسباق کا ناغہ نہ کرتے جب بہت ہی زیادہ دِینی ضرورت کے پیشِ نظر باہر تبلیغی دورے پر جانا پڑتا تو پھر واپسی پر رات کو دورۂ حدیث شریف کے اسباق پڑھاتے اور اکثر رات کو ایک ایک بجے تک پڑھاتے رہتے وہ حدیث شریف کی کوئی ایک کتاب یا ایک کتاب کے بعض اسباق پڑھانے والے محدث یا شیخ الحدیث نہیں تھے بلکہ بتمام و کمال بالاستیعاب دورۂ حدیث شریف کی جملہ کتب حرفاً حرفاً پڑھاتے عبارات کی تصحیح فرماتے اور علوم معارف کے دریا بہاتے اور طلباء کے سوالات اور مخالفین کے اعتراضات کے محققانہ جوابات ارشاد فرماتے کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑتے دن رات طلباء کے کمروں میں جا کر خود نگرانی فرماتے خلوص و ایثار کے ساتھ بے لوث خدمت و تبلیغ سنیت اور اشاعت مسلکِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی تاکید فرماتے محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے ایسے روح پرور شب و روز کے مشاہدات نے حضرت ممدوح کے افکار پر گہرے مسلکی روحانی اثرات مرتب کئے اور آج اصاغر کا ذکر نہیں بلکہ اکابرین کرام بھی حضرت ممدوح کو علمبردار مسلکِ اعلیٰ حضرت، پاسبان مسلک رضا، محافظ و جانثار مسلک اعلیٰ حضرت، ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت، قاطع بدمذہبیت، مجاہد اہلسنّت، ضیغم اہلسنّت، صاحب تصانیفِ کثیرہ، رئیس التحریر کے القابات سے یاد کرتے ہیں یہ سب امام اہلسنّت حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی قادر نظر فیض اثر کا کرشمہ و کرامت ہے۔

یادِ الٰہی نامیوں کے نام سے منسوب رکھو

دائما بجتا رہے ڈنکا رضا کے واسطے

خطابت و امامت

زمانہ طالب علمی میں جودی رضوی مسجد فیصل آباد اور اس کے بعد جامع مسجد فریدیہ بلدیہ میلسی ملتان ڈویژن، میں علم وفضل کے دریا بہا رہے ہیں اور خوب جم کر مذاہب باطلہ کی سرکوبی فرما رہے ہے اور ترویج و اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت علیہ الرحمۃ میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

تصانیفِ جلیلہ

یوں تو حضرت ممدوح میں اللہ پاک کے فضل و کرم سے اور اس کے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر عنایت سے بہت سے اوصاف جمیلہ پائے جاتے ہیں لیکن حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی نظر فیض اثر سے ان کی تعلیم و تربیت کی وجہ سے آپ پر تصنیف و تالیف و مناظرہ و ابطال مذاہب باطلہ کے علاوہ بالخصوص اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت مطہرہ پر خطابت کا رنگ اغلب نظر آتا ہے یہ انھیں سرکاروں سے غایت درجہ محبت کا نتیجہ ہے آپ نے سلسلۂ تصنیف و تالیف اپنے شیخ طریقت حضرت محدث اعظم پاکستان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیاتِ مبارکہ سے ہی شروع فرمادی تھی اور یہ آپ کی کم عمری کا زمانہ تھا۔ مضامین میں اس کی ابتداء ماہنامہ ماہ طیبہ سیالکوٹ سے ہوئی اور کتب میں آپ کی سب سے پہلی تصنیف لطیف "نور مجسم یا البشر مثلکم" ہے جو ایوان دیوبندیت پر رضوی میزائل ثابت ہوئی جس نے بڑے بڑے نجدی دیوبندی کلغیاں رکھنے والے نام نہاد علماء کو بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ اور كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ کا مزہ چکھا دیا۔ بد مذہبیت بالخصوص نجدیت و دیوبندیت کے طول، عرض، عمق سے حضرت ممدوح بخوبی واقف ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے تحریر کردہ کتب و رسائل بدمذہبیت پر اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے تحفظ و دفاع میں ناقابل تردید و ناقابل فراموش دستاویز و ریکارڈ کی صورت میں بفضلہٖ تعالیٰ تا قیام قیامت لاجواب رہیں گے۔ مذہب مہذب مذہبِ حق اہلسنّت و جماعت مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تائید و حمایت میں اور ابطال باطل میں ہزاروں اہم مضامین لکھے جو ناقابلِ فراموش یادگار تاریخی سرمایہ ہے مخالفین اہلسنّت کے چوٹی کے مشہور و ممتاز مناظرین و اہل قلم کی عنق پر آپ کا تحفظ شانِ رسالت میں بے دریغ چلنے والا قلم شمشیر برہنہ نظر آتا ہے آپ کی تصانیف کی کل مجموعی تعداد آٹھ سو پچاس سے متجاوز ہے جو کتابیں زیور طباعت سے آراستہ ہیں ان کی مجموعی تعداد ایک سو کے لگ بھگ ہے۔ جن میں مشہور اور تکرار سے چھپنے والی کتب مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱	نور مجسم یا البشر مثلکم	۲۱	جواب خواب التحریر فی التعبیر
۲	آئینہ حق و باطل	۲۲	اہلسنّت کی یلغار بجواب اہل حدیث کی پکار
۳	تنبیہ الجہال	۲۳	عجائب انکشاف
۴	اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ	۲۴	محاسبۂ دیوبندیت جلد اوّل
۵	انوارِ حق بجواب اظہارِ حق	۲۵	محاسبۂ دیوبندیت بجواب مطالعہ بریلویت جلد دوم
۶	سیف الجبار علی متن الافتخار	۲۶	آئینہ شفاف محدث اعظم پاکستان
۷	برق آسمانی بر فتنۂ شیطانی	۲۷	امام اہلسنّت محدث اعظم پاکستان کا عالمگیر علمی روحانی فیضان
۸	برہانِ صداقت بر د مجدی بطالت	۲۸	مناظرہ بریلی نصرت خداداد معہ تقدیم رضوی
۹	قہر خداوندی بر دھاکہ دیوبندی	۲۹	کونڈوں کی فضیلت معہ فتاویٰ اکابر اہلسنّت
۱۰	جرم و سزا	۳۰	محاکمہ کا محاسبہ رد طاہر القادری
۱۱	تذکرۂ محدثِ اعظم پاکستان	۳۱	بیس تراویح چیلنج پر چیلنج
۱۲	دیوبندی شاطر اپنے منہ کافر	۳۲	لاؤڈ اسپیکر پر نماز معہ تحقیقات اکابر اہلسنّت
۱۳	اظہارِ حقیقت	۳۳	تقدیم رضوی بر قول فیصل
۱۴	ضرب کبیر	۳۴	آئینۂ مجدد دیوبند
۱۵	قرآن اور دیوبندی مولویوں کا ایمان	۳۵	ایک غلط فہمی کا ازالہ
۱۶	آئینہ صداقت اہلسنّت	۳۶	تین اعتقادی رشتے بجواب تین خونی رشتے
۱۷	اثبات مزارات	۳۷	مناقب مجددِ اعظم
۱۸	تحقیقی تعاقب	۳۸	گستاخوں سے اتحاد و اشتراک
۱۹	مجددِ اعظم اصطلاح مسلکِ اعلیٰ حضرت	۳۹	دیوبندی مولویوں کے عقائدِ باطلہ کی ننگی تصویر
۲۰	وصایا شریف پر اعتراضات کے جوابات	۴۰	الفتنۃ الکبریٰ تقدیم لاجواب

علاوہ ازیں ماہنامہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ ہفت روزہ پندرہ روزہ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ، ماہنامہ رضوان حزب الاحناف لاہور، ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف، ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف، ماہنامہ سنّی دنیا بریلی شریف، ماہنامہ دامن مصطفےٰ بریلی شریف، ماہنامہ فیض الرسول براؤن شریف انڈیا، ماہنامہ اشرفیہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی۔ ماہنامہ جام نور کلکتہ، ماہنامہ سنّی آواز ناگپور مہاراشٹر، ماہنامہ نور و ظہور قصور، ماہنامہ السعید ملتان، ماہنامہ القدیر ساہیوال، ماہنامہ فیض عالم بہاولپور، روزنامہ سعادت فیصل آباد، روزنامہ انجام کراچی، روزنامہ جنگ لاہور کراچی، روزنامہ مشرق لاہور، روزنامہ لاہور ملتان، ہفت روزہ الہام بہاولپور، روزنامہ آفتاب ملتان، روزنامہ سنگ میل ملتان، ماہنامہ النظامیہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، ہفت روزہ ضرب اسلام کراچی، ماہنامہ القول السدید لاہور، رفیق علم دارالعلوم امجدیہ کراچی، علاوہ ازیں بے شمار دینی، مسلکی رسائل اور جرائد میں بکثرت مضامین لکھے اور علمائے اہلسنّت کی دینی مذہبی سماجی سیاسی خدمات کو متعارف کرایا جو بلاشبہ یادگار علمی تحقیقی تاریخی سرمایہ ہیں آج کل محاسبۂ دیوبندیت جلد سوم اور سیرت صدر الشریعہ زیر قلم ہیں، اگر ان ہزاروں صفحات پر پھیلے ہوئے مضامین کو باب بندی کے بعد یکجا کر کے کتابی شکل دی جائے تو بلاشبہ کئی ضخیم جلدوں پر محیط ہوں گے۔

دینی مذہبی مسلکی جرائد کی ادارت

مولانا مختار احمد نعیمی کے ساتھ مل کر حضرت ممدوح نے ماہنامہ آستانہ فیض عالم، لاہور داتا دربار و گجرات جاری کیا، پھر محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے خلف اکبر حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی کے حکم پر جامعہ رضویہ منظر اسلام فیصل آباد کے ہفتہ وار ترجمان محبوب حق میں نائب مدیر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں، پھر مسلکِ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی ترویج واشاعت کیلئے میلسی سے سہ ماہی مجلّہ "نورِ بصیرت" کا اجراء فرمایا۔

مختلف النوع دینی خدمات

میلسی شہر میں سنیت و رضویت کی تبلیغ و اشاعت کیلئے حضرت ممدوح نے سب سے پہلے انجمن خدام الاولیاء قائم فرمائی جس نے ضلع ملتان میں علمائے اہلسنت کی تصانیف کو عام کرنے کیلئے انتھک کوشش کیں اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک کی تبلیغ واشاعت میں ایک اہم مقام حاصل کیا متعدد جلسے کرائے جن میں بارہا مولانا غلام محمد بشیر احمد رضوی ساہیوال اور مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم کو مدعو کیا ماہانہ گیارھویں شریف کا اہتمام کیا بعد ازاں حاجی محمد سلیمان اور مولانا ابوالمختار عبدالجبار صاحب کے تعاون سے تحصیل بازار میلسی میں ایک کرائے کے چوبارہ میں جامعہ رضویہ سراج العلوم قائم فرمایا لیکن کچھ عرصہ کے بعد امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قادری رضوی چشتی علیہ الرحمۃ نے حضرت ممدوح کو ایک خط تحریر فرمایا کہ جامعہ رضویہ سراج العلوم کے نام سے ہمارا مدرسہ گوجرانوالہ میں ہے آپ اپنے مدرسہ کا نام تبدیل فرما کر مدرسہ حنفیہ رضویہ مصباح العلوم رکھیں چنانچہ حضرت ممدوح نے مدرسے کا نام تبدیل فرما کر مدرسہ حنفیہ رضویہ مصباح العلوم رکھ دیا اور ساتھ ہی انجمن خدام الاولیاء کا نام تبدیل فرما کر لائل پور کی انجمن فدایانِ رسول پر انجمن فدایان رسول رکھ دیا، پھر احباب اہلسنت حاجی سلیمان صاحب وغیرہ نے آپ کو مدرس لانے کیلئے فیصل آباد بھیجنا چاہا لیکن قریب ہونے کی وجہ سے آپ علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ملتان گئے اور مدرسہ انوار العلوم کے فاضل مولانا سیّد کاظم القادری کو اپنے ہمراہ لائے علاوہ ازیں محدث پاکستان کی یادگار میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کیلئے میلسی میں مدرسہ حنفیہ غوثیہ انوار رضا قائم فرمایا جس نے کافی عرصہ دینی مسلکی تبلیغی خدمات سرانجام دیں۔ انجمن خدام رضا اہلسنت، بزم انوار رضا اہلسنت جیسے اہم اداروں کی کارکردگی میں آپ کی سرپرستی قابل تحسین ہے۔ شہر میلسی میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام اہلسنت کا عرس یوم رضا سب سے پہلے آپ ہی نے شروع فرمایا، آجکل وسیع اراضی پر سنی رضوی جامع مسجد اور مدرسہ کی تعمیر وترقی میں مصروف ہیں۔

مناظرے و مباحثے

حضرت ممدوح نے دینی مسلکی جذبے اور ولولے کے تحت متعدد مناظروں اور کامیاب مباحثوں میں شرکت فرمائی فتح پور میلسی میں مولوی عبدالشکور دین پوری دیوبندی اور مسجد مائی والی میلسی میں مولوی سلطان محمود مظفر گڑھی سے کامیاب مباحثے فرمائے موضع پیر شاہ میلسی کرم پور میں مولانا مہر علی گولڑوی چشتیاں شریف اور صدر تنظیم اہلسنّت مولوی دوست محمد قریشی کے درمیان نوک جھونک ہوئی اور مولوی دوست محمد قریشی نے مناظرہ کا چیلنج دیا تو میلسی سے حضرت ممدوح نے مولوی دوست محمد کو جوابی چیلنج دیا اور دس اہم سوالات پر مشتمل ایک اشتہار شائع کیا جس سے مولوی دوست محمد لاجواب ہوگیا۔ آپ نے شورش کاشمیری ضیاء القاسمی فیصل آبادی اور غلام راولپنڈی دیوبندی مولویوں کے چھوٹے موٹے کتابچوں اور پمفلٹوں کے جوابات کی صورت میں چیلنج کیا لیکن وہ قبول کرنے سے عاجز رہے پاکستان کے دیوبندی مناظرین میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کے ذمہ آپ کا تحریری تصنیفی مناظرانہ اور مختلف النوع سوالات کا قرض نہ ہو رسائل وجرائد کے فائلیں گواہ ہیں کہ مخالفین اہلسنّت میں سے جس کسی نے بھی مذہب اہلسنّت و مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف زہر اُگلا تو آپ نے حاسدین اور معاندین کو مدلل و مسکت دندان شکن جواب دیا علاوہ ازیں بہت سے تحریری مناظروں میں شرکت فرمائی اور مخالفین اہلسنّت کے مناظرین کو شکست فاش دی۔ اہلسنّت و جماعت کیلئے آپ کی تحریری تصنیفی خدمات قابلِ فخر وباعثِ صد شکر ہیں۔

فتاویٰ اکابر اہلسنّت ایک تاریخی ریکارڈ

حضرت ممدوح مدظلہ العالی کے پاس اکابر اہلسنّت مشائخ طریقت کی نایاب کتب اور برصغیر پاک وہند کے اکثر مناظروں کی روئیداد کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے اور مختلف ادوار میں علمائے اہلسنّت میں جن بعض مسائل پر علمی تحقیقی اختلاف ہوتا رہا ان سب کا فیصلہ کن جواب آپ نے حضور سیّدی مرشدی مفتی اعظم علامہ الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خان بریلوی، مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا خان جیلانی میاں، محدث اعظم علامہ سیّد محمد محدث کچھوچھوی، حضرت علامہ ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین بہاری، محدث پاکستان ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی، امام العلماء حضرت علامہ قاری سیّد محمد خلیل الکاظمی محدث امروہوی، مفتی پاکستان علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری رضوی، علامہ مفتی مظہر اللہ دہلوی، حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی، مولانا عبدالحامد بدایونی، شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی، فقیہ کبیر علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، مفتی محمد عمر نعیمی، مفتی محمد رفاقت حسین کانپوری، علامہ عبدالمصطفےٰ الازہری، علامہ مفتی تقدس علی خان صاحب قدست اسرارہم سے حاصل کئے اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف نئے نئے ماڈرن محققین کی راہیں مسدود فرمائیں اکابر اہلسنّت کے یہ فیصلہ کن نورانی فتاویٰ اہم علمی ذخیرہ ہیں اکابر اہلسنّت آپ پر بہت کرم وشفقت فرماتے تھے۔ آپ فتاویٰ کے اس علمی ذخیرہ کو فتاویٰ اکابر اہلسنّت کے نام سے شائع فرمانا چاہتے ہیں آپ نے تذکرہ محدث اعظم پاکستان کیلئے ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل مواد جمع کیا ہے جو اس موضوع پر لاجواب و بے مثال مجموعہ ہے۔

شرفِ بیعت، اجازت و خلافت

حضرت ممدوح مدظلہ العالی کو شرفِ بیعت محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قادری رضوی چشتی سے حاصل ہے اور پھر آپ کی خدماتِ دینیہ اور مذہبی جذبہ کو دیکھ کر محدث اعظم پاکستان نے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ چشتیہ صابریہ میں اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا اور ۲۴/ ذیقعدہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۳۰/ اپریل ۱۹۶۲ء بروز دوشنبہ کو مولانا معین الدین صاحب شافی سے اجازت و خلافت نامہ لکھوا کر اپنی مہر اور دستخطوں سے ارسال فرمایا۔ شہزادۂ اعلیٰ حضرت مخدوم اہلسنت مفتی اعظم مولانا الشاہ مصطفےٰ رضا خان صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف آپ پر بہت ہی کرم فرماتے تھے حضرت مفتی اعظم ہند نے بھی مولانا موصوف کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں اجازت و خلافت عطا فرمائی اور ۲۰/ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ کو مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی رضوی سے نہایت خوشخط اجازت نامہ لکھوا کر اپنی مبارک مہر اور دستخطوں سے ارسال فرمایا اسی طرح خلیفہ اعلیٰ حضرت ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین بہاری اور نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خان عرف جیلانی رحمۃ اللہ علیہما نے بھی اپنی اپنی اجازتوں سے سرفراز فرمائیں بارگاہِ اعلیٰ حضرت کے نعت گو شاعر حضرت سیّد محترم مخدوم اہلسنّت سیّد ایوب علی رضوی بریلوی علیہ الرحمۃ نے آپ کے شجرہ کیلئے یہ شعر تحریر فرما کر شامل شجرہ فرمایا ۔

بارش انوار رضا ہو رضویوں پر تا ابد   مرشدی سردار احمد رضا کے واسطے
جذبہ تبلیغ دیں دے حسن رضوی کے طفیل   دائما بجتا رہے ڈنکا رضا کے واسطے

نرینہ اولاد و اخلاف

راقم الحروف سردار احمد رضا مصطفوی رضوی، مولانا انوار احمد رضا مصطفوی رضوی، دلدار احمد رضا برہانی رضوی، اقمار احمد رضا قادری، حامد رضا قادری، مصطفےٰ رضا قادری، دیدار احمد رضا قادری' قارئین کرام ہم سب کیلئے خدمتِ دین و خدمتِ مسلکِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی دعا فرمائیں۔

(ماخوذ کتاب مفتی اعظم اور ان کے خلفاء جلد اوّل ۳۲۴ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۳)

(مقالہ محمد غلام مصطفےٰ مجمی نامہ نگار امروز ملتان مشرق لاہور کتاب برہانِ صداقت پہلا ایڈیشن ۱۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ابتدائیہ

ع ہے ابتدا ہماری تری انتہا کے بعد

خدا جانے کس سوچی سمجھی اسکیم کے تحت دیوبندی وہابی فرقہ کی طرف سے یکے بعد دیگر دھماکہ، سوانح اعلیٰ حضرت، سیف رحمانی وغیرہ شر انگیز کتب شائع ہوئیں فقیر راقم الحروف دھماکہ کے جواب قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی کے جواب سے فارغ ہوا تو ایک روز منڈی جہانیاں سے واپسی پر محب محترم رانا خلیل احمد صاحب نے "سیف حقانی" کے نام سے ۱۷۶ صفحات پر مشتمل ایک نہایت خوبصورت مجلد کتاب عنایت فرما کر اس کے جواب کیلئے ارشاد فرمایا۔ میلسی پہنچا تو فخر اہلسنّت مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب الرضوی نگرانِ اعلیٰ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ کا حکم نامہ موجود پایا۔ اس دوران مختلف مقامات کے علماء واحباب اس کے جواب کیلئے اصرار فرماتے رہے۔ اس کتاب سے میری ذاتی دلچسپی بڑھ گئی تھی کیونکہ اس کے صفحہ اوّل پر بڑے طمطراق سے لکھا تھا، بجواب زلزلہ و تبلیغی جماعت۔ ان الفاظ نے مجھے چونکا دیا کہ کیا واقعی دیوبندی خانوادہ میں بھی کوئی ایسا بچہ پیدا ہو گیا ہے جو کلک رضا خنجر خونخوار برق بار کے مظہر اتم رئیس التحریر علامہ ارشد القادری الرضوی مدظلہ العالی کے قلم حق رقم کا جواب لکھ سکے۔ فقیر اپنی تمام تر مصروفیات کو چھوڑ چھاڑ کر زلزلہ اور تبلیغی جماعت اور ان کے جواب سیف حقانی کو لے کر بیٹھ گیا اور سیف حقانی کے اس خواب کی تعبیر تلاش کرنے لگا کہ یہ کتاب زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا جواب ہے کیونکہ اس کے مصنف نے جو حال ہی میں علامہ ابوالناصر محمد عمر قریشی کے بھاری بھرکم نام سے قلمی دنیا میں پہلا قدم کے طور پر نمودار ہوئے ہیں الغرض پہلی ہی شب میں سیف حقانی کو اوّل سے آخر تک دیکھ لیا۔ یقین فرمایئے! ہمیں خود اپنے آپ پر اعتبار نہیں آرہا تھا۔ ہم نے کتاب کی بار بار ورق گردانی کی لیکن علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی کے زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا سیف حقانی کے کسی صفحہ پر کوئی جواب نہ تھا۔ عام طور پر یہ تو ہوتا ہے کہ جوابی کتاب لکھنے والے اگر کسی کتاب کا حرفاً حرفاً پورا جواب نہیں لکھ پاتے تو کم از کم چند ایک باتوں کو تو ضرور جھٹلاتے اور ان کا جواب دیتے ہیں لیکن سیف حقانی کو اس زوردار دعویٰ کی روشنی میں کہ بجواب زلزلہ و تبلیغی جماعت اوّل تا آخر حرفاً حرفاً ملاحظہ فرمایئے لیکن اس میں زلزلہ اور تبلیغی جماعت کی کسی ایک بھی دلیل کو تو نہیں جھٹلایا گیا۔ زلزلہ و تبلیغی جماعت میں مذکور حوالہ جات میں سے کسی ایک کو بھی تو چیلنج نہیں کیا گیا۔ البتہ مصنف نے اپنے مکتبِ فکر کی ڈوبتی کشتی کو تنکے کا سہارا دینے کیلئے علمائے اہلسنّت بالخصوص امام اہلسنّت سیّدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الامام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات پر بے سرپا الزامات واتہامات کی بوچھاڑ کی تھی۔ مصنف کا یہ نام نہاد جواب "سوال گندم جواب چنے" کا عکاس و آئینہ دار تھا۔ ہم حیران تھے کہ

یہ کیا کرامت ہے کہ علامہ ارشد القادری مدظلہ کے زلزلہ و تبلیغی جماعت کے ایڈیشن پر ایڈیشن چھپ رہے ہیں اور ہاتھوں ہاتھ جا رہے ہیں۔ اس کا اب انکشاف ہوا کہ دیوبندی کی پوری قلمی مشینری زلزلہ و تبلیغی جماعت کے ردّ و جواب کے خبط میں مبتلا ہے اور اس طرح یہ لوگ خود ہی زلزلہ و تبلیغی جماعت کے تعارف کا باعث بن رہے ہیں۔ جہاں تک زلزلہ و تبلیغی جماعت کے جواب کا تعلق ہے تو یہ حقیقت اربابِ فکر و نظر سے مخفی نہیں۔ سیف حقانی تو بجائے خود زلزلہ و تبلیغی جماعت کے لاجواب ہونے کی دلیل ہے ورنہ بتایا جائے کہ سیف حقانی کے کسی صفحہ پر زلزلہ و تبلیغی جماعت کی کسی بات کا کیا جواب ہے؟

اور پھر اہل علم و انصاف سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ دیوبندی طائفہ کی طرف سے سیفِ حقانی یا اس کے ساتھ حال ہی میں جو کتب دھماکہ، سیف رحمانی، بریلی کا نیا دین، سوانح اعلیٰ حضرت شائع ہوئیں زبان و کلام اور اسلوب بیان کے لحاظ سے وہ کس قدر غلیظ ہیں اور کیسی بازاری زبان استعمال کی گئی ہے اور ان میں حقائق و دلائل کا کتنا کیا عنصر ہے اس سے اہل دیوبند کی بے چارگی اور علمی بے بضاعتی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ سیف حقانی کے مصنف کا صفحہ اوّل پر دعویٰ تو یہ ہے کہ سیف حقانی وہ کتاب ہے جس میں "ہم نے دلائل سے بتایا کہ یہ (زلزلہ و تبلیغی جماعت) اتہامات محض ہیں" لیکن اس دعویٰ کی دلیل از اوّل تا آخر سیف حقانی کے کسی صفحہ پر موجود نہیں۔ ہم بقلم خود علامہ ابوالناصر محمد عمر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ جناب جب آپ کے پاس جواب نہیں تھا تو بجواب زلزلہ و تبلیغی جماعت لکھنا کیا ضروری تھا۔ آپ جی بھر کر دل کی بھڑاس نکالتے۔ اہلسنّت و امام اہلسنّت بریلیوں اور فاضل بریلوی پر جاہلانہ خرافات اور الزامات و افترات کی بوچھاڑ کرتے اور "ذخیرہ آخرت" بناتے۔

بے بسی کا اعتراف اور تضاد بیانی

مصنف سیف حقانی یوں تو اپنے زعم باطل میں جواب لکھنے بیٹھ گیا اور اپنی سادہ لوح دیوبندی قوم کو باور کرادیا کہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا جواب ہوگیا۔ لیکن یہ جواب لکھنے والے "علامہ" خود اعتراف کرتے ہیں "میرے کرم فرمادوست حضرت محمد عثمان صاحب حضرت شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مدنی کے خاص عقدیت مندوں میں سے ہیں بیک وقت تین کتابیں لاکر دکھائیں۔ چنانچہ میں نے تینوں کتب (زلزلہ، تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی) جو کسی علامہ ارشد القادری صاحب کی تالیف ہیں تین چار دِن میں بالاستیعاب دیکھ لیں اور اس کے بعد دیکھنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ اس لئے کہ از آغاز تا اختتام جملہ کتب میں ایک ہی بات کا تکرار اتنے التزام کے ساتھ ہے کہ جی متلانے لگے اور دوبارہ دیکھنے کے تصور سے ہی کوفت ہونے لگے"۔

(سیف حقانی، باب اوّل صفحہ ۵)

اس کے بعد لکھتا ہے، لیکن (زلزلہ و تبلیغی جماعت میں) کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی کہ جواب دیا جائے محض دعویٰ سے کام چلایا ہے۔ (سیف حقانی، ص۷)

انصاف پسند قارئین کرام! غور فرمائیں کہ جب مصنف سیف حقانی کو ایک بار کتاب زلزلہ و تبلیغی جماعت کے دیکھنے کے بعد دوبارہ دیکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی ہو اور جس کو دوبارہ دیکھنے کے تصور سے ہی کوفت ہو ایسے علامہ نے زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا کیا جواب لکھا ہوگا اور اس کے نام نہاد جواب کی کیا حقیقت ہوگی۔ بھلا جو شخص اپنے اندھے پن کی بناء پر یہ کہہ رہا ہے کہ زلزلہ و تبلیغی جماعت میں کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی گئی کہ جواب دیا جائے۔ جب اس بے چارے کو زلزلہ و تبلیغی جماعت میں دلائل و حوالہ جات نظر ہی نہیں آئے تو یہ کیا جواب دے سکتا ہے لہٰذا اس کے اپنے قول پر یہ ماننا پڑیگا کہ اس نے جو یہ نام نہاد جواب دیا ہے وہ اندھے کی لاٹھی ہے۔

جھوٹے کی پہچان مان نہ مان میں تیرا مہمان

کہتے ہیں "دروغ گورا حافظ نباشد" سچ ہے جھوٹے آدمی کا حافظہ نہیں ہوتا ایک طرف تو سیف حقانی کا مصنف علامہ بن کر یہ کہہ رہا ہے کہ

"کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی گئی کہ جواب دیا جائے"

لیکن تضاد بیانی ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:۔

"اکابرین دیوبند کی کتب عقائد سے عبارات نقل کر کے لیکن بغیر بیان کردہ سیاق وسباق کے دلائل کے ان کے مقابلہ میں کتب سوانح کے اقتباس پیش کئے ہیں پھر آسمان سر پر اُٹھالیا کہ لوگو قیامت کیوں نہیں آگئی" (سیف حقانی، ص ۸)

"ہم نے کتاب زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا مدلل جواب دیا ہے" (سیف حقانی، ص ۴)

اب اس بھلے آدمی سے کون پوچھے کہ ایک طرف آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ زلزلہ و تبلیغی جماعت میں دلائل سے بات نہیں کی گئی کیا جواب دیا جائے اور دوسری طرف آپ یہ فرما رہے ہیں اکابرین دیوبند کی کتب عقائد کے مقابلہ میں کتب سوانح کے اقتباس پیش کئے ہیں۔

"کتب عقائد کا مقابلہ چند سوانحی خاکوں سے کیا ہے" (سیف حقانی، ص ۸)

جب آپ کے اس اعتراف کے مطابق کتب عقائد وکتب سوانح کے حوالہ جات و دلائل ہیں تو پھر یہ کیا بے شرمی ہے کہ آپ دوسری طرف یہ فرما رہے ہیں کہ کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی۔ یہ واضح تضاد بیانی مصنف سیف حقانی کے ذہنی خلفشار کی عکاس و آئینہ دار ہے اور وہ اپنی اس غلط بیانی کے سہارے دن دھاڑے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتا ہے۔

ہم مصنف سیف حقانی سے پوچھتے ہیں کہ کیا اکابر دیوبند کی سوانح عمریاں کتب عقائد کے منافی ہیں۔ یہ بات ہر ذی فہم وشعور جانتا ہے کہ کتبِ سوانح کسی بھی شخص کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ہوا کرتی ہیں۔

یا تو یوں کہو کہ دیوبندی کتب عقائد میں جو کچھ لکھا ہے وہ لکھنے کی حد تک ہے عمل سے اس کا کوئی تعلق نہیں مثلاً دیوبندی کتب عقائد میں شراب کو حرام لکھا ہے۔ اگر کوئی دیوبندی عالم شراب پی لے تو وہ گنہگار نہ ہو گا۔ یا دیوبندی کتب عقائد میں غیر خدا کو سجدۂ عبادت شرک اور سجدۂ تعظیم حرام لکھا ہے لیکن اگر کوئی دیوبندی عالم غیر خدا کو سجدہ کر لے تو وہ مشرک نہ ہو گا یا بصورت دیگر گنہگار قرار نہ پائے گا۔ یہ کیا تاویل ہے؟ یہ کیا مدلل جواب ہے؟ سینکڑوں کتابوں کے حوالوں پر مشتمل زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا کیا صرف اتنا کہہ دینے سے جواب ہو گیا؟ یا تو یوں کہو کہ اکابر دیوبند کے حالاتِ زندگی کتب عقائد کے منافی تھے یا یوں کہو کہ اکابر دیوبند کی سوانح عمریاں غلط ہیں۔ ان کے صحیح حالاتِ زندگی پر مشتمل نہیں ہیں۔ ان سے تذکرۃ الرشید، سوانح قاسمی،

اشرف السوانح وغیرہ میں غلط باتیں منسوب کردی گئی ہیں اور پھر علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہ العالی نے کتب سوانح سے ایسی ہی عبارات نقل کی ہیں جو ان کے عقیدہ و مسلک کو ظاہر کرتی ہیں یا ان کی عملی زندگی سے متعلق۔ مصنف سیف حقانی پر لازم تھا کہ:

- اوّل تو وہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت میں دیئے گئے حوالوں کو غلط ثابت کرتا۔ اگر غلط ثابت نہ کرسکتا تو ان حوالوں میں کتر بیونت یا جوڑ توڑ ثابت کرتا۔
- دوم یہ ثابت کرتا کہ مولانا ارشد القادری صاحب نے ان عبارات کو غلط معنی پہنائے ہیں من مانے مفہوم اخذ کئے ہیں۔
- سوم یہ ثابت کیا جاتا کہ ان کا تقابلی نقشہ غلط ہے اور جو متضاد عبارات نقل کی گئی ہیں وہ معنی و مفہوم کے لحاظ سے ایک ہی ہیں۔

لیکن بقائمی ہوش و حواس کوئی بھی شخص اس علامہ صاحب کی اس منطق کو کس طرح تسلیم کرلے گا اور صرف اس ایک جملہ کو کس طرح زلزلہ و تبلیغی جماعت کا مدلل جواب قرار دیا جائے گا کہ:

"دیوبندیوں کی دشمنی میں یہ نرالا قاعدہ اختراع کیا ہے کہ کتب عقائد کا مقابلہ چند سوانحی خاکوں سے کیا ہے بھلا سوانحی خاکوں سے بھی عقائد بنا کرتے ہیں۔" (سیف حقانی، ص ۸)

اس لایعنی بات سے مصنف جو علامہ بھی ہیں کی بے بسی و بے بضاعتی واضح ہے۔ جناب مصنف صاحب! عقائد سوانحی خاکوں سے نہیں بنتے تو عقائد سے سوانحی خاکے تو بنتے ہیں جیسے جس کے عقائد ہوں گے ویسا ہی سوانحی خاکوں میں لکھا جائے گا لہٰذا جیسے اکابر دیوبند کے عقائد تھے ویسا ہی ان کے سوانح نگاروں نے ان کے سوانحی خاکوں میں لکھا ہے اور پھر مصنف نے امام اہلسنّت سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ و دیگر علماءِ اہلسنّت کی تصانیف سے جو کچھ لکھا ہے ان میں سے اکثر کون سا کتب عقائد سے لکھا ہے ان میں بھی زیادہ تر کتب مناقب و سوانح حیات و منظوم کلام سے ہے کتب عقائد سے نہیں ہے۔ مصنف میں اگر رتی بھر دیانت ہوتی تو وہ سیّدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ یا دیگر علماءِ اہلسنّت کے خلاف کچھ لکھنے یا محض الزامات کی بوچھاڑ کرنے سے قبل اپنے اکابر کے سر سے بار ہلکا کرتا زلزلہ اور تبلیغی جماعت کے دلائل و حوالہ جات کا توڑ پیش کرتا اور پھر ہمارے عقائد پر تبصرہ کرتا۔ لیکن "علامہ" اتنی استعداد و قابلیت کہاں سے لائے۔ یہاں بھی علامہ ارشد القادری صاحب کی نقالی کا جذبہ کار فرما ہے جیسے انہیں لوگ علامہ کہتے ہیں اور ان کے نام گرامی کے ساتھ زلزلہ و تبلیغی جماعت پر علامہ ارشد القادری لکھا ہے ایسے مصنف نے بھی اپنے آپ کو "علامہ" کے ساتھ پیش کیا ہے تاکہ دنیا کو پتا چل جائے کہ دیوبندیوں میں بھی ایک عدد علامہ ہے۔ ہمارا مقصد تلخی اور تیزی نہیں جواب دینا ہے ورنہ ہم مصنف سیف حقانی کی جملہ لن ترانیوں عامیانہ پھبتیوں بے ڈھنگی لفاظی کا پوری طرح پوسٹ مارٹم کرسکتے ہیں مصنف نے علامہ ارشد القادری صاحب کو یہ بھی لکھا ہے "کتب عقائد سے عبارات نقل کرکے۔۔۔۔ ان کے مقابلہ میں کتب سوانح کے اقتباس پیش کئے ہیں اور پھر آسمان سر پر اٹھالیا" اور یہ کہ کوئی پوچھے بھلے آدمی واویلا مچانے اور بدحواسی کا مظاہرہ کرنے کی کیا ضرورت

لاحق ہوئی ہے مولانا ارشد القادری نے تو دلائل قائم کر کے آسمان سر پر اُٹھایا ہو گا لیکن آپ زبانی کلامی وہی خیالی اختراعی باتیں کرتے ہوئے شرم سے زمین میں کیوں نہیں گڑھ جاتے واویلا مچانے اور بد حواسی کا مظاہرہ کرنے کی بھی خوب کہی حالانکہ ہر سمجھدار یہ جانتا ہے کہ بد حواس واویلا نہیں کرتا۔ بد حواسی اور واویلا بھی متضاد چیزیں ہیں الغرض سیف حقانی میں ایسی ہی لایعنی و بے معنی و متضاد باتیں ہیں علامہ ارشد القادری صاحب کیا بد حواس ہوں گے یا واویلا کریں گے انہوں نے تو اہل دیوبند کی اعتقادی بے راہ روی کی روح قبض کرلی اور ان پر دلائل کی دیوار کھڑی کر دی ہے اور اب اہل دیوبند پر بد حواسی چھائی ہوئی ہے اور "علامہ ابو الناصر" واویلا کر رہے ہیں کتاب سیف حقانی پر ایک نظر ڈالنے سے پتا چلتا ہے کہ مصنف کو اُردو زبان میں کتاب لکھنے کا شوق تھا ایک ہی معنی کے متعدد الفاظ بیک وقت نقل کئے گئے بے ربط و بے مقصد فقرے اور محاورے استعمال کئے گئے ہیں اور استعداد اور قابلیت کا یہ عالم ہے عبارت صحیح لکھنے یا فقرہ یا محاورہ بنانے پر یہ علامہ قادر نہیں اور اندازِ بیان ایسا ہے جیسے کوئی مسخرہ واعظ اپنی ہوائی فائرنگ سے سادہ لوح عوام کو بے وقوف بنا رہا ہو۔ تھرکتی ہوئی طبیعت مچلتی ہوئی زبان اور آوارہ قلم کے ساتھ سیف حقانی تحریر فرمائی گئی ہے ہم اپنے جواب میں اِن شاءَ اللہ العزیز ان ہی باتوں کا جواب دیں گے جو اس علامہ نے بحوالہ کتب اہلسنّت نقل کی ہیں اور جو بھی خیالی الزامات واتہامات ہیں وہ اس کے نامہ اعمال میں شامل رہیں گے کل بروزِ قیامت اور محشر کے روز جواب دینا ہو گا۔

فقیر محمد حسن علی الرضوی غفرلہ

مہتمم مدرسہ حنفیہ غوثیہ انوار رضا میلسی

مصنف کا علمی حدود اربعہ

مصنف "سیف حقانی" نے جس قدر ہولناک غلطیوں اور لفظی و معنوی تحریف کا ارتکاب کیا ہے۔ اس کا مکمل حال تو زیر نظر کتاب کے مفصل مطالعہ سے معلوم ہو گا۔ قارئین کرام کی ضیافت طبع کیلئے ہے اس "علامہ" مصنف کی علمی استعداد و قابلیت کا ایک اجمالی خاکہ بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتے ہیں جس سے پتا چلے گا کہ اس "علامہ" جاہل کو اُردو کے عام الفاظ لکھنے اور فقرے بنانے کی بھی لیاقت نہیں مثلاً صفحہ ۵ پر بالاستیعاب کی بجائے باالاستیعاب اور صفحہ ۱۰ پر برصغیر کی بجائے برے صغیر صفحہ ۱۳ پر وردوں کو کی بجائے پروردوں نکو صفحہ ۱۹ پر کل داور محشر کے سامنے کی بجائے داور محشر میں ص ۳۳ پر اہل یا مجاز صفحہ ۳۶ پر کشف صلاح دیوبند کی بجائے کشف ضلاح دیوبند صفحہ ۴۲ پر علاقہ کی جگہ علاقعہ ص ۴۸ پر امام شعرانی کی بجائے امام شترانی صفحہ ۶۷ پر ظاہرہ کی بجائے ظاہرا صفحہ ۸۷ پر اساتذہ کی بجائے استاذہ صفحہ ۹۰ پر تبریٰ کی بجائے تبرا صفحہ ۹۵ گاہِ گاہے حتیٰ کہ کی بجائے حتیکہ صفحہ ۱۰۰ پر عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ عیسا صفحہ ۱۲۵ پر دعویٰ کی بجائے دعوہ صفحہ ۱۴۳ پر مملکت کی بجائے ممکت صفحہ ۱۷۴ پر اعتراف و اقرار کی بجائے اعترافا و اقرار۔ صفحہ ۱۷۵ پر صواب کی بجائے ثواب لکھتا اور دھر گھسیٹتا ہے اور صریح جہالت و حماقت کے اس زعم میں علامہ بنا بیٹھا ہے اور تعجب تو اس بات پر ہے کہ اپنی اس جہالت کے غرور و گھمنڈ میں سیّدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی جیسے علم و فضل کے بادشاہ اور علماء و فقہاء عرب و عجم کے ممدوح پچاس مختلف علوم میں ایک ہزار سے زائد کتب کے مصنف مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی تصانیفِ جلیلہ پر تنقید کر رہا ہے تو کہیں فاضل محقق علامہ ارشد القادری جیسے عظیم مصنف و رئیس التحریر کے منہ آ رہا ہے اور قطعاً کوئی شرم و حیا محسوس نہیں کرتا۔

”خدام الدین“ کے دل آزار تبصرے

اور تو اور ہفت روزہ ”خدام الدین“ لاہور جیسے صلح کلی اور بظاہر صلح و آشتی کا پیغام دینے والے دیو بندی ہفت روزہ نے بھی اس جہالت افروز کتاب پر زور دار معاندانہ تبصرے شروع کر دیئے اور ”خدام الدین“ میں اشتہار آنے لگے۔ ”خدام الدین“ نے اپنی ۲۶/ دسمبر ۱۹۷۵ء کی اشاعت میں صفحہ ۲ پر لکھا۔

❖ سیف حقانی۔ مصنف علامہ محمد عمر قریشی‘

”انگلستان کی فضاؤں میں بیٹھ کر اہل حق پر سب و شتم کرنے والے ارشد القادری نامی مصنف کی کتابوں ”زلزلہ“ اور ”تبلیغی جماعت“ کا مسکت و دندان شکن جواب علامہ محمد عمر قریشی نے اس کتاب میں دیا ہے۔ ارشد صاحب کی یہ کتابیں مغالطہ انگیزی میں اپنی مثال آپ ہیں جس سے امن عامہ شدید طور پر متاثر ہو رہا ہے۔ بعض نام نہاد ادارے اور جماعتیں ان خرافات کے مجموعوں کو مفت تقسیم کر کے صورتحال کو بری طرح بگاڑنے کی فکر میں ہیں اور کوئی عجب نہیں کہ ایک برطانوی تنظیم جس کے ارشد صاحب کرتا دھرتا ہیں۔ یہ گل کھلا رہی ہو۔ بہر حال جواب آں غزل ازبس ضروری تھا اور قریشی صاحب نے فرض کفایہ ادا کیا ہے۔ اہل حق کی محبت میں سرشار قلم سے یہ کتاب نکلی ہے پڑھیں اور حرز جاں بنائیں“۔ (خدام الدین ۱۲/۲۶/۷۵)

❖ اور ایک دوسری اشاعت میں لکھا ہے:۔

سیف حقانی بجواب ارشد القادری ہندوستانی۔ احمد رضا خاں صاحب اور ان کے گروہ کی پوری داستان عجیب۔ از علامہ ابو الناصر محمد عمر صاحب قریشی کراچی۔ وغیرہ وغیرہ۔ (خدام الدین ۱۵/اکتوبر ۱۹۷۶ء، ص ۲۳)

یہ ہے ”خدام الدین“ جو جانشین دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری مولوی عبید اللہ انور صاحب امیر جمعیت العلماء اسلام صوبہ پنجاب مفتی گروپ کی زیر ادارت شائع ہوتا ہے اور غالباً پاکستان میں جانشین دیوبندی شیخ العرب والعجم مولوی حسین احمد صدر مدرسہ دیوبندی مفتی محمود صاحب اس کے رئیس التحریر ہیں۔ سینکڑوں لفظی و معنوی غلطیوں کے مرتکب کو علامہ کہہ رہے ہیں۔ اس سے ادارہ ”خدام الدین“ کی جہالت و لا علمی کا پتا چلتا ہے اور غصہ ہے کہ تھمتا نظر نہیں آرہا۔ کہیں ارشاد ہے کہ انگلستان کی فضاؤں میں بیٹھ کر سب و شتم کرنے والے ارشد القادری۔ حالانکہ ارشد القادری صاحب مدظلہ نے زلزلہ و تبلیغی جماعت میں کوئی سب و شتم نہ کیا۔ اکابر دیوبند کے حوالہ جات نقل کئے ہیں جن کی تردید یا تاویل یا کوئی معقول جواب نہ ”علامہ“ محمد عمر کے بس میں، نہ صوبائی امیر عبید اللہ انور صاحب اور قائد جمعیت مفتی محمود صاحب جیسے رئیس التحریر کے بس کا روگ ہے اور پھر انگلستان کی فضاؤں میں بیٹھ کر تو انہوں نے سب و شتم کیا تھا جن کو عبید اللہ انور صاحب ”خدام الدین لاہور“ کی ۱۵/اکتوبر ۱۹۷۶ء کی اشاعت میں صفحہ ۱۵ پر۔

بگرامی خدمت محترم علامہ خالد محمود صاحب ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی کہہ کر سپاس نامہ پیش کیا ہے۔ ان "محترم علامہ" نے بھی رداء شرافت و انسانیت اُتار کر ایک غلیظ و پلید مجموعہ خرافات "دھماکہ" کے نام سے شائع کیا تھا جس کا پوسٹ مارٹم فقیر راقم الحروف کو "قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی" میں کرنا پڑا۔

آپ کا نہایت سادگی اور بھولے پن کے ساتھ یہ ارشاد کتنی بے خبریوں کا مظہر ہے کہ ارشد صاحب کی یہ کتابیں "زلزلہ و تبلیغی جماعت" مغالطہ انگیزی میں اپنی مثال آپ ہیں وائے انصاف اس دور کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ جس کو یہ پتا کہ میں غلطی پر ہوں وہ بھی لڑتا ہے۔ کاش کہ مولوی عبید اللہ انور صاحب یا رئیس التحریر مفتی محمود صاحب دلائل اور سنجیدگی کے ساتھ یہ ثابت کرتے کہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت میں فلاں فلاں مغالطے ہیں ان کا یہ دعویٰ دلیل کے ساتھ کتنا اچھا لگتا۔ زلزلہ اور تبلیغی جماعت سے تو امن عامہ شدید طور پر متاثر ہو رہا ہے۔ حالانکہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت میں زیادہ سے زیادہ علمائے دیوبند کے خلاف لکھا گیا ہے اور وہ بھی ان کی اپنی کتابوں کے حوالوں سے لیکن ادارہ خدام الدین کو کیا اس کا احساس نہیں کہ تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ، بہشتی زیور سے لیکر دھماکہ، سوانح اعلیٰ حضرت، سیف رحمانی، سیف حقانی، بریلی کا نیا دین سے بھی امن عامہ شدید طور پر متاثر ہو رہا ہے زلزلہ اور تبلیغی جماعت تو ان کا معمولی ردِ عمل ہے۔ یہ وہ کتب ہیں جن میں علمائے بریلی کے خلاف نہیں بلکہ انبیاء و رسل علیہم السلام اور محبوبانِ خدا حضرات اولیاء اللہ قدست اسرارہم کی شان ارفع و اعلیٰ میں نہایت جسارت اور بے باکی کے ساتھ دریدہ دہنی کی گئی ہے اور ایسی کہ مخالفین و باغیانِ اسلام کی کتب میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی۔ جس کی تفصیل حسام الحرمین، الکوکبۃ الشہابیہ، اطیب البیان وغیرہ میں ہے اور مختصر اہم بھی عرض کرینگے۔ اہل دیوبند اگرچہ بحوالہ کتب اکابر دیوبند ہی ہو اپنے علماء کے متعلق تو حق بات بھی سننے کو تیار نہیں لیکن حضرات انبیاء و اولیاء (علیہم السلام و قدست اسرارہم) کی شان میں یہ لوگ جس طرح چاہیں بد زبانی کا مظاہرہ کرتے رہیں دوسروں کے احساسات کی انہیں کوئی پرواہ ہیں۔ انہیں تو اوّل و آخر اپنے اکابر کی عزت و ناموس کی فکر دامن گیر ہے۔ خدام الدین کے تبصرہ نگار کی زبان درازی ملاحظہ ہو زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا مدلل جواب تو بن نہ پڑا اُلٹا زلزلہ اور تبلیغی جماعت چھاپنے والے دینی اداروں اور جماعتوں کو بھی نام نہاد ہونے کا فتویٰ دے دیا اور زلزلہ و تبلیغی جماعت کو مجموعہ خرافات قرار دیا ہے۔ زلزلہ اور تبلیغی جماعت میں تو جو کچھ بھی ہے وہ آپ کے اکابر ہی کا ہے مجموعہ خرافات تو اکابر دیوبند کی وہ کتب ہیں جن سے زلزلہ و تبلیغی جماعت ترتیب دی گئیں۔

برطانیہ میں اہلسنّت وجماعت کی جو عالمگیر تنظیم دی ورلڈ اسلامک مشن ہے اس کے صدر بھی بفضلہ تعالیٰ پاکستانی ہیں اور وہ وہی ہیں جن کو آپ اور آپ کی جماعت جمیعت علمائے اسلام نے بھٹو صاحب کے مقابلہ میں وزارت عظمیٰ کا ووٹ دیا یعنی مولانا شاہ احمد نورانی

قادری رضوی خلف خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی میر ٹھی قدس سرہ۔۔۔ اس طرح آپ نے برطانوی تنظیم کے مرکزی صدر کو ووٹ دے کر خود کو برطانوی تنظیم کے نمائندہ کا حامی ثابت کیا۔

اور پھر برطانیہ میں آپ کی بھی تو ایک تنظیم انجمن خدام التوحید والسنۃ برمنگھم میں ہے شائد یہ برطانوی تنظیم پاکستان میں فتنہ وانتشار کے گل کھلا رہی ہے۔

آپ نے اپنے تبصرہ میں یہ کہہ کر سیف حقانی کی تمام ذِمہ داری قبول کرلی ہے کہ ''قریشی صاحب نے فرض کفایہ ادا کیا ہے'' گویا اب آپ تمام حضرات کی طرف سے فرض ادا ہو گیا۔ اس کے جاہلانہ مندرجات اور بازاری خرافات میں اس طرح آپ بھی حصہ دار بن گئے۔ اس جاہل مصنف کو آپ نے علامہ قرار دیا۔ اس کی ناپاک کتاب کو حرز جان بنانے کا دیوبندی قوم کو مشورہ دیا۔ لگے ہاتھوں آپ نے اپنا تعارف بھی کرا دیا۔ ہم آپ کے مشکور ہیں۔

قارئین کرام! دیانتداری کے ساتھ دیوبندی قوم کے علاموں کی حالتِ زار ملاحظہ فرمائیں اور ایسوں کو علامہ کی ڈگری دینے والے جانشین شیخ التفسیروں و رئیس التحریروں کی اپنی شخصیتوں کا اندازہ بھی لگائیں۔ جن کو املا لکھنے کی بھی تمیز نہیں وہ ان کے نزدیک علامہ ہیں۔ جہالت وحماقت کی یہ باتیں انہیں تک محدود نہیں۔ دیوبندی حکیم الامت جناب تھانوی صاحب کو بھی اپنی اور اپنی دیوبندی قوم کی جہالت وحماقت اور بے وقوفی کا اعتراف ہے ملاحظہ ہو۔

دیوبندی حکیم الامت کا اعتراف

فرماتے ہیں:۔

- چھنٹ چھنٹ کر تمام احمق میرے حصے میں آ گئے۔ (الافاضات الیومیہ، ج ا ص ۲۴۰)
- میں بھی بے وقوف ہوں مثل بدھو کے۔ (الافاضات الیومیہ، ج ا ص ۲۴۰)

جب حکیم الامت صاحب کو اپنی دیوبندی قوم کی حماقت اور اپنی بے وقوفی کا اعتراف ہے تو پھر ''علامہ'' ابو الناصر صاحب مصنف سیف حقانی کی کیا شکایت جو برصغیر کو برے صغیر لکھے اور اساتذہ کو استاذہ تحریر کرے اور کیوں نہ ہو کہ مصنف کے حضرت شیخ العرب والعجم (حسین احمد) صدر دیوبند نے بھی الشہاب الثاقب میں صفحہ ۹۸، ۹۹ پر حضرت شاہ حمزہ کی بجائے دو جگہ شاہ ہمزہ شاہ ہمزہ لکھا ہے۔

ع چھوٹے میاں چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ

مصنف سیف حقانی کی دھوکہ منڈی

ناظرین کرام! مصنف سیف حقانی کی شخصیت کے اس مختصر سے تعارف کے بعد اس کے ہیر پھیر کا مشاہدہ کریں۔ مصنف کی چار سو بیسی ملاحظہ ہو۔ سیف حقانی اس بات کی شہادت دے گی۔ اس کا مصنف جب چاہتا بے دردی سے بے دریغ الزام عائد کردیتا ہے بکثرت مقام ایسے ہیں جہاں مصنف نے اپنے دعویٰ کی دلیل پیش نہیں کی الزام کا ثبوت نہیں اور بکثرت مقام ایسے ہیں جہاں مصنف الزام عائد کرنے کے بعد ثبوت کی جگہ لکھتا ہے۔

- اس پر ہم آگے چل کر بات کریں گے۔ صفحہ ۸
- یہ ہم کسی اور عنوان کے تحت بتائیں گے۔ صفحہ ۱۰
- کسی دوسرے عنوان کے تحت ہم نے اس بات کو دلائل اور وضاحت سے بیان کیا ہے۔ صفحہ ۱۱
- ہم اگلے صفحات۔۔۔۔ پر نقل کریں گے۔ صفحہ ۱۳

الغرض الزام پر الزام لگاتا چلا گیا اور ثبوت کی بجائے ارشاد فرماتے رہے آگے چل کر بتائیں گے۔ کسی دوسرے عنوان کے تحت بیان کریں گے۔ الغرض بکثرت مقام ایسے ہیں جہاں اپنے قائم کردہ الزامات کے ثبوت میں حوالہ ادھار کرلیا ہے۔ اور جب ہم حوالوں کی تلاش میں کتاب سیف حقانی دیکھتے دیکھتے آگے پہنچے تو پتا چلا جناب "علامہ" پیچھے حوالہ دے آئے ہیں۔ پیچھے مدلل بیان کر آئے ہیں۔ بکثرت مقام ایسے ہیں آگے پہنچ کر پیچھے کا نام لے دیا۔ مثلاً

- ہم پچھلے اوراق میں نقل کر آئے ہیں۔ صفحہ ۱۳۸
- حوالے سب گزر چکے ہیں۔ صفحہ ۱۲۷
- پہلے باب میں نقل کر آئے ہیں۔ صفحہ ۱۲۸

کہتے ہیں کہ ایک مصنف سیف حقانی کی طرح کا چار سو بیس آدمی کسی حلوسائی کی دوکان پر گیا اور ارشاد فرمایا لڈو کیا بھاؤ ہیں؟ دوکاندار نے کہا، دس روپے سیر۔ فرمایا ایک سیر دے دو۔ دوکاندار نے ایک سیر لڈو تول کر لفافہ میں بند کرکے دے دیئے۔ پھر دریافت فرمایا، جناب جلیبیاں کیا بھاؤ ہیں؟ دوکاندار نے کہا، وہ بھی دس روپے سیر ہیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا تو پھر لڈو واپس رکھ لو اور جلیبیاں دے دو۔ دوکاندار نے ایک سیر جلیبیاں تول کر دے دیں اور جناب بغیر رقم ادا کئے جلیبیاں لے کر چل پڑے۔ دوکاندار نے کہا قریشی صاحب پیسے تو دیتے جاؤ۔ فرمایا پیسے کیسے؟ دوکاندار نے عرض کیا حضرت جلیبیوں کے پیسے۔ فرمایا جلیبیاں تو لڈو کے بدلہ میں لی ہیں۔ دوکاندار نے عرض کیا تو پھر لڈو کے پیسے عنایت فرمائیں۔ ارشاد فرمایا، لڈو تو واپس کردیئے۔ گویا حضرت نے نہ لڈو کے پیسے دیئے اور نہ جلیبیوں کے اور چلتے ہوئے۔ یہی حال سیف حقانی کے "علامہ" کے مصنف کا ہے۔ بے حیائی سے آنکھیں بند کرکے الزامات عائد کرتا رہا ہے۔ ابتدائی اوراق میں آگے کا نام لے دیا، آگے پہنچ کر پیچھے کا نام لے دیا۔

دیوبندی فریب گزہ

سیف حقانی کے جاہل علامہ نے مختلف النوع جعلسازیوں کا ارتکاب کیا بلکہ جعلسازی میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ آج تک یہ تو ہوا ہے کہ عاقبت نا اندیش مصنفین اپنے مدمقابل کے دلائل سے عاجز آکر حوالہ جات میں جوڑ توڑ کر لیتے ہیں لیکن مصنف سیف حقانی کا مقام ان سے بھی بلند ہے۔ اس نے الزام اپنی زبان سے لگایا اور ثبوت اپنے گھر سے دیا ہے۔ کیا یہی زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا جواب ہے؟ جی ہاں مدلل جواب اور دندان شکن جواب۔ دنیا جانتی ہے کہ مولوی ریحان الدین قاسمی، پروفیسر روحی، عبدالکریم شورش مدیر چٹان اور ظفر علی خاں دیوبندی وہابی مکتب فکر کے حامل ہیں۔ مصنف نے ان اور ان جیسے دوسرے متعدد حضرات کے حوالہ سے اپنا مدعا ثابت کیا ہے۔ مثلاً

سیف حقانی صفحہ ۱۹ پر سیّدی حجۃ الاسلام امام الاولیاء حضرت مولیٰنا شاہ مفتی محمد حامد رضا خان صاحب قادری رضوی بریلوی قدس سرہ العزیز کے خلاف بہارستان ظفر علی خاں سے ایک نظم نقل کی ہے۔

صفحہ ۲۷ پر امام المناظرین شیر بیشہ اہلسنّت مولانا ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان صاحب قادری رضوی پیلی بھیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منسوب ایک درود کا حوالہ "بریلی کا دین" مصنفہ مولانا ریحان الدین قاسمی دیوبندی سے نقل کیا ہے۔

صفحہ ۱۰۴ پر انگریز دوستی کا ایک حوالہ دیوبندیت وہابیت کے جدید وکیل آغا عبدالکریم شورش سے نقل کیا ہے۔

صفحہ ۱۲۳ و صفحہ ۱۲۹ پر حکم تکفیر سے متعلق ایک حوالہ اپنے دیوبندی وہابی پروفیسر روحی صاحب سے نقل کیا ہے۔

یہ ہے "علامہ" مصنف کے حوالہ و دلائل کی حقیقت الزام اپنی زبان سے ثبوت اپنے گھر سے اور بجواب زلزلہ و تبلیغی جماعت لکھ کر مصنف بن بیٹھے۔ بتایئے یہ کیا جواب ہے؟

سببِ تالیف سیفِ حقانی

سیف حقانی کا سببِ تالیف کیا ہے وہ مصنف نے بڑی رازداری کے ساتھ خود ہی بتادیا۔ فرماتے ہیں:۔

”اس (نئی) نسل کو زلزلہ و تبلیغی جماعت جیسی لغو و بیہودہ کتب دین ور جال دین دونوں سے اور ہی دور جا رہی ہے و متنفر کر رہی ہیں۔ دیوبندی دشمنی میں نسل نو کے سامنے دین کے نام پر ایسا جدلی لٹریچر کہ جس سے اہل دین کی رُسوائی ہو دین دشمنی کے مترادف ہے آپ (یعنی اہلسنت) یہی بات ہمیں (دیوبندیوں کو) بھی کہہ سکتے ہیں لیکن بھیا یہ مظلوم کی آہ ہے کہ پون صدی آپ ہمارے اکابرین کے ساتھ بلاوجہ اسی قسم کا ناروا سلوک کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان کی رواداری چشم پوشی وسیع القلبی تمہاری اصلاح نہ کر سکی تو ہم صرف اتنا عرض کئے دیتے ہیں کہ شیشہ کے گھر میں بیٹھ کر اگر کلوخ اندازی کرو گے تو پھر پتھر بھی پڑیں گے ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس کیلئے آپ ہی نے ہمیں مجبور کیا ہے۔ آپ اپنی روش بدل دیں گے تو ہماری طرف سے یعنی دیوبندی حلقے کی طرف سے پہل نہ کبھی ہوئی ہے نہ آئندہ اس کا کوئی سوال ہے ......الخ (سیف حقانی، صفحہ ۱۳۹۔ ۱۴۰)

اہل علم و انصاف پسند قارئین کرام! غور فرمائیں مصنف سیف حقانی نے اپنی اس مایہ ناز تالیف کی غرض و غایت خود ہی بڑی صفائی سے بیان کر دی۔ خط کشیدہ عبارت ملاحظہ فرماتے ہیں: ”آپ ہمارے اکابرین کے ساتھ بلاوجہ اسی (سیف حقانی کی) قسم کا ناروا سلوک کرتے چلے آرہے ہیں“ مقصد یہ کہ سیف حقانی بدلہ لینے کیلئے ایک جذباتی انداز میں لکھی گئی ہے اور اس میں جو صفحہ ۲۰ پر تحفظ انگریز، صفحہ ۲۸ پر خدا کی توہین، صفحہ ۳۶ پر قرآن کی توہین، صفحہ ۵۰ پر توہینِ رسول، صفحہ ۵۴ پر گستاخانہ کفریہ جسارتیں، صفحہ ۵۶ پر انکارِ شفاعت، صفحہ ۸۷ پر خدا کی خدائی اور رسول کی ختم نبوت کا انکار، صفحہ ۹۰ پر رفض نوازیوں کے جو الزامات لگائے گئے ہیں، وہ حقیقت نہیں ہیں اور فی الواقعہ بریلویوں کے ایسے عقیدے نہیں ہیں جیسے سیف حقانی میں نقل کئے گئے ہیں بلکہ سیف حقانی میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ صرف اور صرف اس لئے ہے کہ پون صدی سے آپ (یعنی سنی بریلوی) ہمارے (دیوبندی) اکابرین کے ساتھ بلاوجہ اسی (سیف حقانی قسم) کا سلوک کرتے چلے آرہے ہیں اس لئے سیف حقانی میں سب کچھ بدلہ لینے کیلئے لکھا گیا ہے۔ پس جذبہ انتقام کار فرما ہے اور کچھ نہیں۔

ہم پوچھتے ہیں کہ مصنف کون سے ضابطہ شریعت کے اعتبار سے بدلہ لے رہا ہے؟ اور پھر مصنف کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ ہم آپ کے اکابر سے ”بلاوجہ“ ناروا سلوک کرتے چلے آرہے ہیں۔ ”علامہ“ صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ کتب چھپی ہوئی ہیں چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ ہم اگر پون صدی سے آپ کے اکابر کے ساتھ ناروا سلوک کر رہے ہیں تو آپ کے اکابر گذشتہ ایک صدی سے شان الوہیت و رسالت میں شدید ترین بے ادبیوں، گستاخیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں کیا آپ کو اس کا کچھ پاس ولحاظ نہیں ہے؟

فرضی کتابیں اور فرضی حوالے

بلاشبہ ضد وعناد کا مرض بہت ہی برا مرض ہے جذبہ انتقام آدمی کو اندھا کردیتا ہے سنّی بریلوی، دیوبندی، وہابی اختلافات سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا بخوبی جانتا ہے کہ یہ ضد اور جذبہ انتقام ہی تھا کہ مصنف سیف حقانی کے ''حضرت شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مدنی، نے جذبۂ انتقام اور ضد وعناد سے مجبور ہو کر اپنی الشہاب الثاقب میں سیّدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجددِ دین وملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جد طریقت سیّدی حضرت شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ ''خزینۃ الاولیاء'' اور جد امجد امام العارفین سیّدی مولانا شاہ رضا علی خان صاحب علیہ الرحمۃ کے ذمہ ''ہدایۃ الاسلام'' نامی فرضی کتابیں لگا کر فرضی مطبوعہ کانپورو صبح صادق سیتاپور تک لکھ دیا تھا۔ حالانکہ خزینۃ الاولیاء اور ہدایۃ الاسلام نامی کتابوں کا دنیا میں کوئی وجود ہی نہیں۔ اگر صدر دیوبند کی ذُریت میں جرأت ہے تو دکھائے اور اپنی صداقت کا لوہا منوائے ورنہ اہل حق پر افتراء سے باز آئے۔ ہاں تو کہنا یہ ہے کہ سیف حقانی کے مصنف نے بھی اپنے شیخ العرب والعجم صدر دیوبند ''مدنی'' صاحب کی اتباع میں فرضی حوالے بکثرت دیئے اور اکثر حوالوں کا حلیہ بگاڑ کر نقل کئے ہیں جس سے عبارات کے الفاظ ومفہوم سب کچھ بدل جاتا ہے۔ مثلاً صفحہ ۸۷ پر سیّدنا اعلیٰ حضرت پر افتراء کیا کہ ''قرآن وحدیث کے خلاف بزرگوں کے قول کو حجت پکڑنا جائز ہے'' حالانکہ حسام الحرمین، فتاویٰ افریقہ، احکامِ شریعت میں کسی جگہ یہ عبارت نہیں ہے۔

اسی صفحہ پر شیر بیشہ اہلسنّت مولانا محمد حشمت علی خان صاحب علیہ الرحمۃ کے ذمہ یہ لگایا ''ہم محمد کے بندے ہیں محمد کی عبادت ۔۔۔۔۔ الخ حضرت شیر بیشہ اہلسنّت قدس سرہ کی کسی کتاب میں ''محمد کی عبادت'' کا لفظ موجود نہیں۔

صفحہ ۸۶ پر حضرت مولانا شیر بیشہ اہلسنّت علیہ الرحمۃ کے ذمہ یہ بھی لگایا ''ہم خدا کی بندگی کیلئے نہیں پیدا کئے گئے بلکہ رسول اللہ کی بندگی کیلئے پیدا کئے گئے ہیں'' اور حوالہ کیلئے لکھ دیا از مقامع الحدید علی الکذاب العنیدہ'' حالانکہ نہ آپ کی اس نام سے کوئی کتاب ہے اور نہ ہی کسی اور کتاب میں یہ عبارت موجود ہے۔ عبارت کے الفاظ ہی بتا رہے ہیں کہ یہ شیر بیشہ اہلسنّت کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے نہیں حضرت مولانا نام پاک **محمّد** سے پہلے القاب اور آخر میں دُرود شریف ضرور لکھتے ہیں ہر گز ہر گز ترک نہیں فرماتے۔ حوالہ فرضی کتاب کا ہے۔ اور تو اور بغیر حوالہ وثبوت کے علمائے اہلسنّت کے ذمہ یہ بھی لگایا کہ ان کا عقیدہ ہے۔

بنا دیتا ہے سلطاں آپ سا جس پر عنایت ہو
خدا سے کم نہیں عزو جلال اس دین کے سلطان کا

مگر حوالہ موجود ہی نہیں۔ بھلا یہ کہاں کی شرافت ہے کہ کسی مراثی کا شعر لے کر علمائے اہلسنّت کے ذِمہ لگا دیا جائے۔

صفحہ ۹۲ پر علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری رضوی علیہ الرحمۃ کے ذمہ یہ لگایا کہ "ہر حنفی اہلسنت والجماعت کو لازم ہے کہ مندرجہ بالا افعال سے متفق ہو کر ان پر عمل پیرا ہو یعنی ننگے سر سیاہ پوش ہو کر ہاتھ میں علم لے کر اقسام اقسام کے مرثیے پڑھے واویلا کرے اور خوب منہ پیٹے اور سر پیٹے اور چلّا چلّا کر روئے اور ماتم کرے اور تعزیہ نکالے"۔ حوالہ کی جگہ لکھ دیا کہ نقل اشتہار محرم الحرام ۵۳ء "اوراق غم" مصنف نے نقل اشتہار محرم الحرام ۵۳ء کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ محرم الحرام سے سن عیسوی کا کیا تعلق۔ کیا محرم بھی عیسوی سن کا مہینہ ہے؟ اگر اس سے اس کی مراد سن ۵۳ء کا محرم الحرام ہے تو ۱۹۵۳ء کے محرم الحرام میں تو مولانا ابوالحسنات قادری تحریک تحفظ ختم نبوت کی قیادت فرماتے ہوئے سول نافرمانی کے جرم میں سکھر جیل میں تھے۔ سکھر جیل سے مولانا نے کس طرح اشتہار شائع فرمادیا اور اگر مصنف کی مراد ۵۳ ہجری ہے تو آج سے ۴۵ سال پہلے نہ مولانا لاہور میں تھے نہ مسجد وزیر خاں کے خطیب تھے کیونکہ مصنف نے اشتہار کے حوالہ کے ساتھ انہیں خطیب مسجد وزیر خاں بھی لکھا ہے اور موصوف کو مفتی الور پنجاب بھی لکھا ہے حالانکہ الور پنجاب میں نہیں، الور تو خود ریاست ہے۔ ثابت ہوا یہ اشتہار فرضی ہے۔ مولانا کی طرف اسی طرح غلط منسوب کیا گیا ہے جس طرح حسین احمد صدر دیوبند نے خزینۃ الاولیاء اور ہدایۃ الاسلام کی فرضی کتابیں سرکارِ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اکابر کرام کے ذمہ لگائی تھیں۔ اور "اوراق غم" میں یہ ہے ہی نہیں۔

صفحہ ۱۷۲ پر لکھا ہے "خدا کے ساتھ نبی بھی عالم الغیب ہے" اس کا بھی قطعاً کوئی حوالہ نہیں ہے۔

صفحہ ۳۴ پر الامن والعلی کے حوالہ سے لکھا ہے "اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں" حالانکہ الامن والعلی میں کہیں بھی ایسا نہیں ہے۔

قارئین کرام! یہیں سے سیف حقانی کی حیثیت کا اندازہ لگاسکتے اور اس کے مصنف کی دیانت و امانت کا پتا چلاسکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب فرضی کتابوں کے فرضی حوالوں پر مشتمل ہے یا پھر اپنے گھر کے حوالوں پر انحصار کیا ہے۔ یعنی ہمارے خلاف اپنے گھر سے شہادت پیش کی ہے۔

اکابر کا خلاف

قارئین کرام و منصف مزاج حضرات کیلئے یہ بات خالی از دلچسپی نہ ہو گی اور ناظرین کیلئے موجب حیرت ہو گی کہ سیف حقانی کے مصنف نے اپنی یہ کتاب اپنے اکابرین دیوبند کے طریقہ کے خلاف تحریر فرمائی ہے۔ یہ بات بھی اس نے خود ہی کھول دی ہے خود بعنوان معذرت کے ساتھ صفحہ ۷ پر لکھتا ہے:۔

"اگرچہ ہمارے اکابرین کثر اللہ سوادہم کا طریق اپنے مخالفین (علمائے اہلسنّت) کے بارے میں بڑا نرم اور سنجیدہ رہا ہے اور ہمیشہ اعتدال و میانہ روی جو طریقہ صواب بھی ہے اور طریق سلف بھی کے پابند رہے ہیں۔۔۔ بہر حال ہمارے اکابرین اگر اپنے معیار بلند سے ہمیں فروتر پائیں تو ہمیں معاف فرمائیں۔۔۔ اگر کہیں بے احتیاطی نظر آئے یا ضبط کا دامن چھوٹ جائے تو ہمیں مطعون کرنے کی بجائے۔۔۔ الخ" (صفحہ ۷)

ایک دوسری جگہ یوں لکھتا ہے:۔

"پورا زمانہ طالب علمی جب یاد کرتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ لائق صد احترام اساتذہ میں سے کسی نے بھی تو دورانِ اسباق میں بریلوی مکتب فکر سے نفرت کا اظہار نہیں کیا۔ قیام ملتان کے زمانہ میں طلباء مدرسہ قاسم العلوم بعد از عصر قلعہ پر چلے جاتے تھے نمازِ مغرب کا مسئلہ اُٹھ کھڑا ہوا کہ قلعہ کی جملہ مساجد کے آئمہ بدعتی ہیں نماز باجماعت ترک کر دی جائے معاملہ استاذی مفتی محمود صاحب تک پہنچا۔ آپ نے فرمایا باجماعت نماز ادا کرو۔ اگرچہ امام بدعتی بھی ہو۔ طلباء نے حجت کی۔ بحث چل پڑی۔ مفتی صاحب نے اس حدیث اور اس کی سند پر بہترین بحث فرمائی "صلوا خلف کل بر و فاجر"۔ کسی نے کہا حضرت یہ فاجر نہیں مشرک ہیں۔ بس پھر کیا تھا جلال میں مفتی صاحب نے فرمایا کہ کیا دین تم اس لئے پڑھتے ہو کہ مخلوقِ خدا کو کفر و شرک کی تلوار سے ذبح کرتے پھرو تم رب کی جنت کے ٹھیکیدار ہو۔ میرے اکابرین (دیوبند) نے اس فرقہ (اہلسنّت) پر کوئی فتویٰ فسق کے علاوہ نہیں دیا۔ میرا ابھی یہی فتویٰ ہے۔ (سیف حقانی، صفحہ ۷۸)

قارئین کرام! غور سے ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں "علامہ" صاحب کی سیف حقانی صفحہ ۲۰ پر تحفظ انگریز، صفحہ ۳۶ پر توہین قرآن، صفحہ ۴۱ پر خدا کی توہین، صفحہ ۵۰ پر توہین رسول وغیرہ کے ناپاک الزام غلط اور سراسر مبنی بر بغض و عناد ہیں یا نہیں۔ مفتی محمود صاحب خود اور بقول مفتی صاحب اکابرین دیوبند ہمیں مسلمان سمجھتے ہیں ہماری اقتداء میں نماز ادا کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور شرک و کفر کا فتویٰ دینے والوں پر جلال آجاتا ہے۔ کیا مصنف سیف حقانی نے مذکورہ بالا قسم کے الزامات لگا کر اپنے اکابر و اساتذہ کا خلاف نہ کیا۔ مصنف کی اس تحریر سے یہ واضح ہوا کہ سیف حقانی اکابر دیوبند کے طریقہ سے ہٹ کر لکھی گئی ہے۔

اب اس بھلے آدمی سے کون پوچھے کہ جناب "علامہ" جب آپ خود ہی اپنے اکابر کا خلاف کرتے ہیں تو دوسرا کون ان کی مانے گا؟

سیف حقانی

سیف حقانی کے مصنف نے اپنی کتاب کو اگرچہ دس ابواب میں بند کیا ہے اور ہر باب کو علیحدہ علیحدہ عنوان دیا ہے۔ مگر کتاب کو از اوّل تا آخر دیکھتے چلے جاؤ کھچڑی پکی پڑی ہے اور تقریباً ہر باب میں تکفیر اور اپنے آقا انگریز کا رونا رویا ہے۔ ایک ہی بات کو بے مقصد و بے ڈھنگی لفاظی کے سانچہ میں ڈھال کر متعدد مقامات پر نقل کیا۔ بہر حال اس نے مجموعی طور پر اپنی جملہ خرافات کو دس ابواب میں بند کیا ہے۔ہم اس کے جملہ ابواب میں بکھرے ہوئے الزامات کو چن کر صرف پانچ ابواب میں جواب عرض کریں گے۔ اور جس قدر بھی اس نے حوالہ جات و دلائل نقل کئے ہیں ان کا لازمی طور پر جواب دیں گے اور جو بازاری گالیاں،بے ہودہ الزامات، مسخرانہ خرافات ہیں ان کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں۔

باب اوّل

انگریز پرستی

مصنف نے سب سے پہلے اپنے آقا انگریز کو یاد کیا ہے۔ علمائے اہلسنت پر الزامات کے بہانے اپنے فرنگی مربی و سرپرست کے نام کا وظیفہ جپا ہے۔ کیوں نہ ہو اپنی سرکار برٹش کے احسانات عظمٰی تو یہ قیام قیامت تک نہیں بھول سکتے۔ سرکار نے ان کو جن نازبرداریوں کے ساتھ پالا تھا یہ اسی کا حق نمک ہے۔ لہٰذا مصنف نے صفحہ ۱۰ پر یہ زوردار سرخی جمائی ہے۔

علمبرداران تثلیث کی عیاری

اس عنوان کے تحت مصنف نے بلا دلیل و ثبوت ایک وہمی خیالی کہانی اس انداز سے پیش کی کہ جیسے مصنف انگریزی حکومت کا پالیسی ساز یا مشیر خصوصی تھا کہ انگریز نے یوں کیا یوں کیا ایسی بات تو کوئی بندۂ بارگاہ و مقرب خصوصی ہی بتا سکتا ہے۔ جملہ خرافات اپنی جگہ لیکن یہ بات ہر ذی فہم و شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ انگریز نے سوچا۔

"اب عیسائیت کے وہی مشرکانہ عقائد اسلام کے نام پر چند نوکر پیشہ زر خرید ملاؤں کے ذریعہ رسولِ عربی سے محبت کی آڑ میں پھیلاؤ۔" (سیف حقانی، صفحہ ۱۱)

کیا کوئی مسلمان رسول عربی سرکار مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کامل محبت کے بعد عیسائیت کو اپنا سکتا ہے۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے جس قوم کو اس کے مذہب سے برگشتہ کرنا ہوتا ہے اس مذہب کے بانی کی عزت و عظمت اس کے دل سے تلف کی جاتی ہے کیونکہ مذہب کے بانی کا احترام نہ رہا تو اس کے مذہب کا احترام کیا خاک رہے گا لیکن یہ عجیب بے تکی پالیسی تھی کہ انگریز نے اسلام کو عیسائیت میں بدلنے کیلئے محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و عظمت مسلمانوں کے قلوب میں جمانے کا اہتمام کیا۔ اُلٹی منطق کو کون تسلیم کرے گا۔

مارہرہ شریف اور بدایوں

بے خبر ولا علم مصنف نے اپنے اکابر کے احوال سے عدم واقفیت کے باعث بہر عنوان دل کی بھڑاس نکالنے کیلئے صفحہ ۱۱ پر بلا دلیل وثبوت یہ بھی لکھا ہے:۔

"گدی نشینان مارہرہ انگریز بہادر کے وظیفہ خوار تھے خود اس آلہ کار فرقہ کے پیش رو یعنی اپنے قبلہ فضل رسول بدایونی مولوی محمد صادق آنریری مجسٹریٹ جو بانیان تحریک میں سے ہیں بڑی خوبیوں اور شہرتوں کے مالک ہیں انگریز بہادر تو اللہ نظر بد سے بچائے ایسا گرویدہ ہوا کہ چار پشتوں تک آپ کے بعد آپ کی اولاد کے عشق میں مبتلا رہا۔" (صفحہ ۱۱)

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے سچ کہا ہے کہ

"جو کسی کو نہ سوجھتی تھی وہ ہم ـــــ کو سوجھتی تھی" (الافاضات الیومیہ، ج ۴ ص ۲۳۰)

تو مصنف سیف حقانی اس حکیم الامت صاحب کے بیمار ہیں ان کو ایسی ہی سوجھے گی جو کسی کو نہ سوجھی ہو اور پھر جہالت و عدم واقفیت کا یہ عالم ہے کہ گھر کی خبر نہیں۔ آستانہ عالیہ قادریہ مارہرہ شریف وہ عظیم آستانہ ہے جس کے گدی نشین زبدۃ العارفین سیّدی حضرت شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب یوں لکھتے ہیں اور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و مرحوم لکھ کر ان کی بزرگی وولایت کا اقرار کرتے ہیں۔

"مجدد صاحب (اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی) کے دادا پیر حضرت شاہ ہمزہ صاحب مرحوم ومغفور مارہروی" (الشہاب الثاقب، ص ۹۸)

"جناب شاہ ہمزہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" (الشہاب الثاقب، ص ۹۹)

مشہور دیوبندی کتاب دھماکہ صفحہ ۸۲ پر لکھا ہے:۔

"مولانا احمد رضا خاں نے مارہرہ کے نامور بزرگ شاہ آلِ رسول سے ۱۲۹۴ھ میں بیعت کی" (دھماکہ، ص ۸۲)

اور فخر خانوادۂ قادریت مخدوم علماء اہلسنّت مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ ہیں جن کے متعلق بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے تاثرات ملاحظہ ہوں۔

"سیّدنا امام الکبیر خواجہ تشریف فرما تھے کسی مجلس میں مولوی فضل رسول صاحب بدایونی کا ذکر چھڑ گیا۔۔۔ میری زبان (یعنی امیر شاہ خاں کی زبان) سے بجائے فضل رسول (بضاد معجمہ) فصل رسول (بصاد مہملہ) نکل گیا۔ گویا ایک نقطہ کو فضل کے لفظ سے ساقط کر کے امیر شاہ خان صاحب مولوی صاحب کو ایک ایسی ہستی قرار دے رہے تھے جو رسول کی اُمت کو رسول کی راہ اور سنت سے جدا کرنے میں معاون ثابت ہو رہی ہو ظاہر ہے کہ تقریباً یہ وہی خیال تھا جو دیوبند کی جماعت مولوی (فضل رسول) صاحب کے متعلق رکھتی ہے ان پر الزام ہی یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کی جگہ بدعت کی ترویج سے دلچسپی رکھتے ہیں شائد خان صاحب

سمجھے ہوئے تھے کہ ایک نقطہ کے ردّ و بدل سے جو نکتہ میں نے پیدا کیا ہے وہ سیّدنا امام الکبیر (نانوتوی صاحب) کی خوشنودی کا باعث ہوگا لیکن بالکل خلاف توقع وہ سن رہے تھے کہ حضرت والا ان سے پوچھ رہے ہیں کہ لوگ ان کو (مولوی فضل رسول کو) کیا کہتے ہیں۔ خان صاحب نے عرض کیا کہ فضل رسول کہتے ہیں۔ تب آپ (مولانا نانوتوی) نے فرمایا، تم فصل رسول کیوں کہتے ہو؟" (ارواح ثلٰثہ، ص ۲۷۴۔ حکایت نمبر ۲۲۸۔ سوانح قاسمی، ج ۱ ص ۲۷۴)

آج صدر مدرسہ دیوبند حسین احمد صاحب اور بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب ہوتے تو اپنے اس نالائق فرزند کی حیاباختہ باتوں پر نوحہ کناں ہوتے کہ اس نے شرافت اور آداب انسانیت کو بالائے طاق رکھ کر مارہرہ مطہرہ کے گدی نشینوں اور پیکر عشق رسول مولانا شاہ فضل رسول علیہ الرحمۃ کو کس بے دردی سے (معاذ اللہ) انگریز کا وظیفہ خوار وغیرہ قرار دیا اور حیاء کی آنکھ پر پٹی باندھ کر قطعاً کوئی حوالہ ثبوت میں پیش تک نہ کیا۔

مصنف نے یہی الزام "لارڈ میکالے کے بقیہ اصول" کے زیر عنوان صفحہ ۱۰۴ پر دھرایا ہے اور اپنے اس ناپاک الزام کے ثبوت میں دیوبندی طائفہ کے ماڈرن محافظ آغا عبد الکریم شورش کاشمیری کو پیش کیا ہے۔ گویا الزام بھی اپنا اور ثبوت بھی اپنے گھر سے لکھتا ہے۔

"محترم آغا عبد الکریم شورش صاحب ایڈیٹر چٹان کا وہ پرچہ ہمارے پاس ہے جس میں آپ نے برٹش لائبریری لندن کے حوالہ سے گورنمنٹ کی ان خفیہ رپورٹوں کی نشاندہی فرمائی ہے جن میں اس خانوادہ کے باوا آدم رضا خاں صاحب اور ان کے پیش رو فضل رسول بدایونی پھر ان کے معاصرین ہم مشرب مذہب فروشوں کے اسماء گرامی گورنمنٹ کے آلہ کار کی حیثیت سے درج ہیں۔" (سیف حقانی، ص ۱۰۴)

حوالہ تو بہت زوردار ہے مگر ثبوت موجود ہی نہیں۔

- "چٹان" کا وہ کون سا پرچہ ہے شمارہ نمبر و تاریخ اور بعینہٖ الفاظ کیا ہیں یہ کچھ موجود نہیں بس اتنا ہے ایڈیٹر چٹان کا وہ پرچہ ہمارے پاس ہے۔ مصنف نے ایڈیٹر چٹان کا پرچہ لکھا ہے چٹان کا پرچہ نہیں لکھا۔ ممکن ہے کہ شورش صاحب نے کوئی پرچہ ان کو لکھ دیا ہو تاکہ سند رہے اور بوقتِ ضرورت کام آئے۔ اگر پرچہ سے مراد ہفت روزہ "چٹان" ہی ہے تو یہ چٹان کون سا پارہ ہے؟ کیونکہ مصنف خود عارف باللہ سیّدی حضرت فتح محمد صاحب علیہ الرحمۃ کی تالیف "سبع سنابل شریف" پر اعتراض کرتا ہوا صفحہ ۴۰ پر مسخرانہ انداز میں لکھتا ہے کہ سبع سنابل کون سا پارہ ہے۔ اب مصنف خود بتائے کہ یہ "چٹان" کون سا پارہ ہے؟

➢ پھر شورش کاشمیری جو اپنی مغربی و فرنگی شکل و صورت اور کردار کے اعتبار سے اور ذہنی اور فکری اعتبار سے خود انگریز مردود کی غلامی میں جکڑا ہوا ہے وہ سیّدنا اعلیٰ حضرت یا شاہ فضل رسول بدایونی جیسے عشاق رسول پر کس طرح انگریز کی آلہ کاری یا وظیفہ خوری کا ناپاک الزام لگا سکتا ہے جس دیوبندی مجاہد کا سارا جہاد عظیم سنتِ رسول داڑھی کے منڈانے اور صفایا کرنے کیلئے وقف تھا وہ اعلیٰ حضرت اور مولانا شاہ فضل رسول جیسے علمبر داران سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کس طرح منہ آسکتا ہے؟

➢ باقی رہی خفیہ رپورٹوں کی نشاندہی وہی کر سکتا ہے جو خود انگریز کا خصوصی معتمد اور جدی پشتی ایجنٹ ہو۔ جب وہ رپورٹیں تھیں ہی خفیہ (اور دیوبندی بظاہر انگریز دشمنی کا دعویٰ کرتے ہیں) تو پھر انگریزوں نے اپنی خفیہ رپورٹیں اپنے دشمنوں کو کس طرح دکھادیں؟ خفیہ رپورٹیں وہی دیکھ سکتا ہے جو مقربِ خاص ہو اور منظورِ نظر ہو۔ بات دراصل یہ ہے کہ انگریز بڑا عیار ہے اور یہ لوگ ان کے ایجنٹ و معتمد خصوصی ہیں ممکن ہے اس نے اپنے ایجنٹ شورش کے ذریعہ دیوبندیت کی مردہ نعش میں جان ڈالنے اور اپنے قدیم دشمنوں (سنّی بریلوی علماء) کے خلاف آخری وار کے طور پر وہاں کسی جعلی رپورٹ کی نقل شورش کو دے کر اپنے دشمنوں کو اپنا ایجنٹ کہلوا کر بدنام کرنے کی ناپاک سعی کی ہو۔ اگر فی الواقع علمائے اہلسنّت انگریز کے ایجنٹ ہوتے تو خفیہ رپورٹوں کی نقل شورش کو نہ ملتی۔ دشمنوں کو کوئی خفیہ رپورٹوں کی نقل دے، یہ کوئی عقل میں آنے والی بات نہیں۔ جس طرح یہ عقل میں آنے والی بات نہیں کہ انگریز زر خرید ملاؤں کے ذریعہ رسولِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کی آڑ میں عیسائیت پھیلانا چاہتا تھا کوئی بھی شخص بقائمی ہوش وحواس ایسی بات نہیں کرتا۔

➢ اور پھر سوچنے کی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ کی "خفیہ رپورٹیں" بطورِ نمائش یا عام مطالعہ کیلئے لائبریریوں میں رکھی جاتی ہیں۔ مصنف سیف حقانی نے یہ بھی لکھا ہے کہ آغاز عبدالکریم شورش نے یہ خفیہ رپورٹیں برٹش لائبریری لندن سے حاصل کی ہیں۔۔۔۔

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

اور پھر اس کو کیا کہئے کہ مصنف سیف حقانی اپنے منہ پر خود طمانچہ مارتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"مسلمانانِ ہند جو انگریزوں کی آمد سے قبل بھی مختلف مذہبی و سیاسی گروپوں میں بٹے ہوئے تھے اور کسی حد تک گاہِ گاہے باہمہ گر بر سرپیکار ہوتے رہتے تھے۔" (سیف حقانی، ص ۹۵)

جب اختلاف پہلے بھی تھا تو پھر یہ الزام کیسا کہ علمائے اہلسنت کو انگریزوں نے آلہ کار بنا کر تفریق بین المسلمین کا کام کرایا وغیرہ کچھ تو شرم چاہئے۔

مصنف سیف حقانی کے پاس اگر انگریز دوستی کا یہی ثبوت ہے کہ

"دیکھ لو علامہ ارشد القادری کا مرکزی دفتر لندن میں ہے" (سیف حقانی، ص ۱۳)

ہم کہیں گے کہ جناب انگریز کے آلہ کاروں جانثاروں اور قدیم وظیفہ خواروں دیوبندی ملاؤں کا مرکز بھی لندن ہے۔ اور دیوبندیوں کی مرکزی تنظیم انجمن خدام التوحید والسنۃ برمنگھم برطانیہ میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو "دھماکہ" صفحہ ۳۔

لارڈ میکالے کی تعلیمی پالیسی بیان کرتے ہوئے مصنف سیف حقانی نے یہ منطق بھی ماری ہے کہ اس کا یہ مقصد بھی تھا:۔

"علماء عوام سے کٹ جائیں گے تو عوام عیسائیت کے جال سے مانوس ہوں گے" (سیف حقانی، ص ۱۲)

یہ بھی خوب! مصنف صفحہ ۱۱ پر تو انگریز کی پالیسی یہ بتاتا ہے کہ اس نے رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آڑ میں عیسائیت کے مشرکانہ عقائد پھیلائے اور یہاں لارڈ میکالے کی یہ پالیسی بیان ہو رہی ہے کہ علماء عوام سے کٹ جائیں گے تو عوام عیسائیت کے مشرکانہ عقائد اپنانے کا سبب بنتی ہے اور دیوبندی علماء کا تعلق اور ان کی محبت عیسائیت کے جال سے مانوس نہیں ہونے دیتی۔ گویا محبت و عقیدت رسول عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بجائے دیوبندی علماء سے ہونی چاہئے۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

باقی رہا دارالسلام کا مسئلہ کہ امام اہلسنت سیّدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے یہ فرمایا کہ ہاں ہندوستان بفضلہٖ تعالیٰ دارالسلام ہے تو یہ بھی مصنف کی بے خبری ہے کاش وہ اپنے اکابر میں سے تھانوی صاحب اور گنگوہی صاحب کی کتب کا بغور مطالعہ کرتا اور پھر دارالسلام کہنے کے جرم میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز پر انگریز کا حق ادا کرنے کا ناپاک الزام عائد کرتا۔ ہم ابھی اس مسئلہ پر مفصل گفتگو کریں گے کہ مصنف کے دانت کھٹے ہو جائیں گے۔

داعیان تثلیث کی ترجمانی

مصنف نے داعیان تثلیث کی ترجمانی کرتے ہوئے صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے:۔

”رضاخانی فرقہ تثلیث کا داعی اور مسیحیت کا خوشہ چین ہے یہ کوئی الزام نہیں اور نہ محض بدنام کرنا مقصود ہے“ (سیف حقانی، ص ۹۴)

ہم نے کہا حضرت ثبوت! فرمایا ثبوت تو رشید گنگوہی کے ساتھ دفن کر دیا تھا۔ مان جاؤ ہم جو کہہ رہے ہیں۔ یہ کوئی الزام نہیں نہ محض بدنام کرنا مقصود۔ ہم نے کہا، آپ جو کہتے ہیں وہ وحی آسمانی تھوڑا ہی ہے۔ اور کچھ نہیں تو ٹیچی کے بھائی شورش سے ہی ثابت کر دو ٹیچی انگریز سے مرزا قادیانی مردود کیلئے خبریں لاتا تھا اور شورش دیوبندیوں کیلئے برٹش لائبریری لندن سے خفیہ رپورٹیں تک لے آتا تھا مگر شورش بھی برٹش لائبریری ہی سے کچھ حوالہ تو بیان کرے کہ لارڈ میکالے نے اس کے ہاتھ کیا کہلا بھیجا ہے۔ شورش کاشمیری نے تو مصنف کے استاذ مفتی محمود اور غلام غوث ہزاروی کے متعلق یہ بھی کہا ہے۔

بظاہر مفتی و ملا بباطن ڈوم ڈھاری ہیں
انہیں نزدیک آکر دیکھ لو پکے مداری ہیں

(چٹان لاہور ۷۰/۴/۱۳)

ہم حیران ہیں کہ مصنف سیف حقانی نے صفحہ ۱۰ تا صفحہ ۱۴ علمبرداران تثلیث کی عیاری اور صفحہ ۲۰ تا صفحہ ۲۲ تحفظ انگریز کا جذبہ صادقہ ایمان کا پہلا رکن ہے، اور پھر صفحہ ۹۴ تا صفحہ ۱۱۸ باب پنجم ”داعیان تثلیث“ ایک حوالہ بھی ایسا نقل نہیں کیا جس سے حضرت مخدوم العلماء مولانا شاہ فضل رسول صاحب قادری بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و سیّدنا امام اہلسنّت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ یا کسی بھی سنّی بریلوی عالمِ دین یا شیخِ طریقت کا انگریز مردود سے کوئی تعلق وربط ثابت ہوتا ہے۔ مصنف نے صدہا اقسام کی لن ترانیوں سے کام لیا ہے لیکن اس کے پاس اپنے دعویٰ کے ثبوت میں قطعاً کوئی دلیل نہیں۔ زبانی کلامی باتوں اور محض دعووں سے کام چلایا ہے یا پھر کھینچاتانی اور جوڑ توڑ کا سہارا لیا ہے کہ انگریز یہ چاہتا تھا اور وہ چاہتا تھا۔ رضاخانی دین کا ماخذ مسیحیت ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

- **مولوی منظور سنبھلی**

مشہور دیو بندی مناظر مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان کہتے ہیں:۔

"ہم خود اپنے بارے میں بھی بڑی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں" (سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی، ص ۱۹۲)

- **مولوی محمد زکریا صاحب**

"مولوی صاحب! میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں" (سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی، ص ۱۹۳)

اب مصنف سیف حقانی بتائے کہ اس کے اکابر جو خود کو برملا وہابی وہابی کہہ رہے ہیں انہوں نے انگریز سے کتنے پیسے لئے تھے؟ اگر نہیں تو کم از کم اتنا تو ارشاد فرمائیں کہ جب اکابر دیو بند خود کو وہابی کہنے میں ایک فخر محسوس کرتے ہیں اگر علمائے اہلسنت نے انہیں وہابی کہہ دیا تو کون سا جرم کیا؟ جب وہ ہیں ہی وہابی تو وہابی کہا جائے گا بلا وجہ یا انگریز کے اشارہ پر ہم نے تمہیں مرزائی قادیانی تو نہیں کہہ دیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ سیف حقانی کا مصنف جو "علامہ" بھی ہے درجہ دوم کا افسانہ نویس ہے۔ سیف حقانی افسانوی طرز پر لکھی گئی ہے اور کچھ نہیں تو صفحہ ۲۰ پر تحفظ انگریز کا جذبہ صادقہ ایمان کا پہلا رکن کے زیر عنوان یوں لکھا کہ

"فرقہ ضالہ (اہلسنت) کے ایمان کی اساس انگریز کا تحفظ ہے حاشاوکلا یہ کوئی الزام محض نہیں بلکہ تاریخی حقیقت ہے"

اگر کوئی پوچھے جناب آپ کے اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے فوراً تلملا کر جواب ارشاد ہوتا ہے:۔

"جو لوگ (علماءِ دیوبند) علمی و عملی میدان میں انگریز کے خلاف تھے اور اپنی جملہ قوتوں کو مجتمع و یکجا کر کے اس خبیث پودے کو بیخ و بن سے اُکھاڑ دینا چاہتے تھے تو اس فرقہ (اہلسنت) کے پیش رو یعنی مولوی فضل رسول بدایونی اور انکے ہم عصر گدی نشینانِ مارہرہ و بدایوں اور نوابان مارہرہ و بدایوں نیز آنریری مجسٹریٹ مولوی محمد صادق صاحب مالک صبح صادق پریس سیتاپور اور خطاب یافتہ سب مل کر ان مجاہدین سبیل اللہ کے خلاف وہابیت کے فتوے لگانے میں مصروف تھے لطف یہ کہ فتوے لگانے والے کون تھے انگریز کے پیسے پر پلنے والے۔۔۔۔ الخ"

اب جناب مصنف کو کون بتائے کہ وہابیت کا الزام صرف علماءِ اہلسنت یا حضرات مشائخ طریقت گدی نشینان مارہرہ شریف و بدایوں ہی نے نہ لگایا تھا بلکہ دیوبندی وہابی تو خود وہابیت پر فخر کرتے تھے اور اعلانیہ وہابیت کا اظہار کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو۔

- **مولوی اشرف علی تھانوی**

جن دِنوں تھانوی صاحب کانپور مدرسہ جامع العلوم میں مدرس تھے۔ محلہ کی کچھ عورتیں فاتحہ کرانے کیلئے مٹھائی لیکر آئیں۔ تھانوی صاحب کے طلباء نے فاتحہ دینے کی بجائے مٹھائی لے کر خود کھالی اس پر بڑا ہنگامہ ہوا۔ تھانوی صاحب کو خبر ہوئی تو وہ آئے اور انہوں نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

"بھائی! یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کیلئے کچھ مت لایا کرو" (اشرف السوانح، ج ا ص ۴۵)

- **مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی**

تو وہابیت پر اس قدر فریفتہ تھے کہ وہابیت کے لفظ سے انھیں جنون کی حد تک عشق تھا فرماتے ہیں:۔

"محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے" (فتاویٰ رشیدیہ، ج ا ص ۱۱۱)

علاوہ ازیں مصنف نے صفحہ ۲۲ پر بھی لکھا ہے کہ

"بدایوں۔ بریلی۔ مارہرہ وعلی پور انگریز کے پشتیبان تھے"

مگر اس کا حوالہ برائے نام اور جوڑ توڑ شدہ بھی موجود نہیں۔ صفحہ ۱۲ کے بعد پھر دوبارہ صفحہ ۲۲ پر مسئلہ دارالسلام پر کلام کیا ہے اور احکام شریعت حصہ دوم صفحہ ۷۸ کا حوالہ دیا ہے اس پر ہم اسی باب میں مفصل معروضات پیش کرنے والے ہیں۔ دارالسلام کے متعلق تھانوی صاحب، گنگوہی صاحب، نانوتوی صاحب، محمود الحسن صاحب، حسین احمد صاحب اس کی خرافات کی زد میں آتے ہیں اور ہم اس مسئلہ کو عنقریب مدلل بیان کر رہے ہیں جیسا کہ ہم نے ابھی پیچھے وعدہ کیا ہے۔

وہابیت سازی کیلئے تھانوی کی بیقراری

مصنف سیف حقانی اکابرین اہلسنت پر یہ ناپاک الزام عائد کرتا ہے کہ انہوں نے انگریز سے پیسے لے کر اکابر دیوبند پر وہابیت کے فتوے لگائے حالانکہ دیوبندی حکیم الامت جناب اشرف علی صاحب تھانوی کا ذوق وہابیت سازی اور اشاعت وہابیت کیلئے بیقراری یہاں تک تھی۔ فرماتے ہیں:۔

"اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو تو سب کی تنخواہ کر دوں پھر لوگ خود ہی وہابی بن جائیں" (الافاضات الیومیہ، ج۵ ص ۶۷)

اگر انگریز تھانوی صاحب کو دس ہزار روپیہ عنایت فرمادیتے تو وہ سب کی تنخواہ کر دیتے اور لوگ خود ہی وہابی ہو جاتے مگر افسوس کہ تھانوی صاحب کو انگریزوں نے صرف چھ سو روپیہ ماہوار دیا لہٰذا وہ محدود تعداد میں لوگوں کو وہابی بنا سکے اور یہ چھ سو روپیہ ماہوار والی بات بھی حریف شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی نے اپنے مد مقابل کانگرسی شیخ الاسلام مولوی حسین احمد صاحب "مدنی" اور اراکین جمعیت العلماء ہند کو جواب دیتے ہوئے خود ہی کھول دی۔ فرماتے ہیں:۔

"دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ (حسین احمد وغیرہ) کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ حکومت (برطانیہ) کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔" (مکالمۃ الصدرین، ص ۱۶)

بتائیے جناب! انگریزوں سے پیسہ لے کر تو جناب تھانوی صاحب لوگوں کو وہابی بنا رہے تھے لیکن الزام ہمارے اکابر کو دیا جارہا ہے کہ ہم انگریز سے پیسہ لے کر ان پر وہابیت کے فتوے لگاتے تھے۔ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

مصنف سیف حقانی نے تحفظ انگیز کے ذیل میں اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں کہ مولانا فضل رسول صاحب بدایونی اور گدی نشینان مارہرہ و بدایوں انگریز سے پیسے لیکر اکابر دیوبند پر وہابیت کے فتوے لگاتے تھے۔ مولانا شاہ ضیاء القادری بدایونی مرحوم کی سوانح مولانا فضل رسول اکمل التاریخ صفحہ ۳۷، ۳۸، ۵۱ کے حوالہ سے یہ بھی لکھا ہے کہ

"فکر معاش نے عرصہ تک کسی ہندو راجہ کی دربانی کرائی پھر حکام وقت (انگریز) اور والیان ملک (راجے نواب جو انگریز کے ایجنٹ تھے)

آپ کی خدمات کو سرکاری کاموں کی انجام رسی کیلئے مانگنا چاہا پہلے مفتی پھر رشتہ داری کے عہدے پر فائز رہے۔"

قارئین کرام کیلئے لمحہ فکر یہ ہے کہ مصنف کی نقل کردہ معہ دو بریکٹ کے اضافہ شدہ الفاظ کے یہ تین سطری عبارت سوانح فضل رسول اکمل التاریخ ص ۳۷، ۳۸، ۵۱ کا خلاصہ ہے جو اس نے جوڑ توڑ کے ذریعہ تیار کیا اور عبارت کے درمیان بصورت بریکٹ انگریز اور راجے نواب جو انگریز کے ایجنٹ تھے کا اضافہ کر کے عبارت کا حلیہ تبدیل کیا اور غلط معنی پہنا کر علماءِ دیوبند کی انگریز پرستی پر پردہ ڈالا۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ عبارت بعینہٖ اکمل التاریخ میں ہے ہی نہیں۔ مصنف نے کمال جعلسازی سے جوڑ توڑ کے ذریعہ یہ چوں چوں کا مربہ تیار کیا ہے کیوں نہ ہو جبکہ خود بانی مدرسہ دیوبند جناب مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی

جوڑتوڑ کا کھیل کھیلتے تھے۔ ملاحظہ ہو سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۱۶۰ مصنف نے کمال بے حیائی سے حکام وقت سے مراد انگریز لیا ہے اور والیان ملک (ریاست) سے مراد راجے اور نواب جو انگریز کے ایجنٹ تھے مراد لئے ہیں اور اس جملہ کو بھی بریکٹ میں بند کر کے عبارت کا مفہوم تبدیل کیا ہے حالانکہ حکام وقت اس وقت مغلیہ خاندان کے افراد تھے اور والیان ملک (ریاست) مسلمان نواب صاحبان تھے نہ کہ انگریز مردود یا اس کے ایجنٹ وغیرہ۔ اور پھر خیانت شدہ اس عبارت میں یہ کہیں موجود نہیں کہ مولانا شاہ فضل رسول قدس سرہ یا مشائخ کرام مارہرہ شریف و بدایوں نے انگریزی حکومت کو اپنی رحملی و بے ریا گورنمنٹ قرار دیا یا انگریزوں کے خلاف جہاد نہ کرنے کا فتویٰ دیا ہو۔ جیسا کہ ہم اس باب میں اکابر دیوبند سے بحوالہ کتب ثابت کریں گے۔ اس کے بعد "روشن مستقبل" صفحہ ۱۸۸،۱۸۷ کا حوالہ اگرچہ خیانت شدہ ہے لیکن ہمارے خلاف نہیں اس کا اطلاق خود علمائے دیوبند پر ہوتا ہے کیونکہ وہی سرکار برٹش سے وظیفے اور تنخواہیں وصول کرتے تھے۔ اس کے بعد مصنف نے پھر دوبارہ صفحہ ۲۱ ہی پر سترہ روپیہ یومیہ کی بات کی ہے جو بعد میں گھٹ کر گیارہ روپیہ ہو گیا اور بعد میں یہ گیارہ روپیہ آپ کے بیٹے مولانا عبد القادر بدایونی اور پھر ان کے بعد عبد المقتدر پھر فرزند ثانی عبد القدیر کو ملتا رہا اس کے حوالہ کے طور پر مصنف نے صرف یہ لکھا ہے دیکھئے اکمل التاریخ۔ حالانکہ مصنف سیف حقانی نے حوالہ کے بعینہٖ الفاظ نقل نہیں کئے کیونکہ ایسا ہوتا تو اس کی بے ایمانی کا راز منکشف ہو جاتا مگر اس حوالہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ یہ ریاست حیدر آباد دکن سے مقرر ہوئے تھے نہ انگریز مردود سے اور حیدر آباد دکن کے حکمران مسلمان تھے۔ مذکورہ بالا الزام کے اختتام پر مصنف نے یہ کہا دیکھئے اکمل التاریخ مگر دوسرے ہی سانس میں یہ الزام بھی دھر مارا کہ

"مارہرہ کے گدی نشینوں کیلئے بھی وظائف مقرر رہے"

اس کا قطعاً کوئی حوالہ بیان نہیں کیا گیا۔ اگر مارہرہ شریف کے مشائخ کرام ایسے ہی تھے تو صدر دیوبند حسین احمد صاحب انہیں حضرت اور رحمۃ اللہ علیہ اور دیوبندی دھماکہ کے مصنف نے نامور بزرگ کہہ کر کیوں ذکر کیا جیسا کہ ہم پیچھے "الشہاب الثاقب" اور دھماکہ" کے حوالہ سے نقل کر چکے ہیں۔ گویا دیوبندیوں کے مسلمہ ولی اور نامور بزرگ جن کو وہ رحمۃ اللہ علیہ بھی کہتے ہیں وہ انگریز کے وظیفہ خوار تھے۔

”حسام الحرمین“ کی ضرباتِ قاہرہ

اہل علم سے حقیقت مخفی نہیں کہ امام اہلسنت سیّدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم تصنیف کی ضرباتِ قاہرہ سے مرتدین زمانہ تڑپ رہے ہیں سسک رہے ہیں۔ حسام الحرمین کا کس کے پاس کیا جواب ہے۔ بے چارے خلیل احمد انبیٹھوی سے لیکر حسین احمد تک ٹھوکریں کھا گئے حسام الحرمین کا جواب نہ بن پڑا تو ”علامہ“ صاحب کس کی بھیڑ ہیں جو حسام الحرمین پر جم کر کلام کرسکے اور کچھ نہیں تو اپنے ناولانہ انداز میں اس پر بھی عادت سے مجبوری کے باعث صفحہ ۹۶، ۹۷ پر یہ ذلیل تبصرہ کرڈالا۔

”مشرکانہ عقائد و اعمال پر اصرار ہونے لگا اس لئے علومِ نبوت کے فیض یافتہ یقیناً ان مشرکانہ اعمال و عقائد سے اظہارِ بیزاری کرینگے تو جاہل قوم کو یہ کہہ کر ان سے بدظن کیا جاسکے گا کہ میاں انگریز سے جہاد وغیرہ کا نعرہ اسلام سے محبت اور اس کے غلبہ کیلئے نہیں ہے اس لئے کہ یہ تو خلاصہ کائنات سردار دوجہاں کے دشمن ہیں، اولیاء کے مخالف ہیں اس لئے جہاد کرنا ہے بھی تو ان کے خلاف کرو۔ انگریز تو صرف کافر ہے اور یہ کافر کے ساتھ وہابی بھی ہیں ان کے ایک کا قتل ہزار کافر انگریز کے قتل سے بہتر ہے۔ اندازہ کیجئے حسام الحرمین کی یہ ابلیسانہ شاطری بربادیٔ اسلام کیلئے کتنی تباہ کن ہے۔“ (ص ۹۶، ۹۷)

بتایئے یہ بازاری بکو اس خالص مرثیانہ انداز حسام الحرمین شریف کی کس بات کا جواب ہے؟ جاہل علامہ کی جرأت دیکھو قوم کو جاہل بتارہا ہے اور خود جہالت کے اندھے کنویں میں پڑا ہے۔ اپنے کو خلاصہ کائنات سردارِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دشمن اور اولیاء کا مخالف نہ ہونے کا پرچار بھی کرنا چاہتا ہے لیکن اندرونی بخار کی یہ حالت ہے کہ سردارِ دوجہاں خلاصہ کائنات پر ”صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ کا درود شریف اور حضرات اولیائے کرام کو فقط بازاری انداز میں اولیاء لکھتا ہے اور ”قدس سرہ یا رحمۃ اللہ علیہ“ قسم کا لفظ لکھنے کا بھی روادار نہیں اور کانگریس کے ایجنٹ اور مدرسہ دیوبند کے صدر کی باری آتی ہے تو صفحہ ۵ پر حضرت شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف اور اولیائے کرام کے نامِ گرامی کے ساتھ حضرت یا رحمۃ اللہ علیہ لکھنے کی بھی توفیق نہیں حتی کہ حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم محی الدین شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی ذاتِ گرامی کو صفحہ ۶۲ پر عامیانہ انداز میں بے چارے عبدالقادر لکھتا ہے نہ پہلے کلمہ تعظیم نہ آخر میں کلمہ دعا اور گاندھی و نہرو کے پٹھو کانگریس کے ایجنٹ دیوبند کے صدر کو ایک سانس میں دو دو بار حضرت حضرت اور شیخ العرب والعجم و شیخ الاسلام لکھتا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۵۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں کہ ان کے ناپاک دل اور پلید ذہن میں حضرات انبیائے کرام و اولیائے عظام (علیہم السلام وقدست اسرارہم) سے زیادہ کانگریسی کٹھ پتلی علماء کا زیادہ اور بہت زیادہ احترام ہے۔

اگر ان کے اس اندرونی بخار سیّد الانبیاء حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرات اولیاءِ کرام قدست اسرارہم سے بغض وعناد کے ملیریا کا ٹیکہ لگایا جائے تو چلاتے ہیں تکفیر ہو گئی تکفیر ہو گئی۔ تکفیر تو جبھی ہوتی ہے جب محبوبانِ خدا انبیاء و رسل علیہم السلام کے بغض وعناد توہین و تنقیص کی تبخیر ہو۔ بغض وعناد توہین و تنقیص کی تبخیر نہ ہو تو تکفیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور پھر۔۔۔

؎ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

مصنف اپنے صفحہ ۹۷ کے مضمون میں ہمیں اپنے زعم باطل میں انگریز مردود کا وظیفہ خوار وغیرہ بھی ثابت کرنا چاہتا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھتا ہے کہ (بریلوی کہتے ہیں) جہاد کرنا بھی ہے تو ان (دیوبندیوں وہابیوں) کے خلاف کرو انگریز تو صرف کافر ہے اور یہ کافر کے ساتھ وہابی بھی ہیں۔ یہاں مصنف اعتراف کرتا ہے کہ ہم اہلسنت انگریزوں کو کافر سمجھتے ہیں اس کے اپنے قلم سے یہ ثابت ہو گیا۔ اب جو چاہے بکتا پھرے۔ دماغی توازن دُرست نہ ہو تو ایسا ہی ہوتا ہے اور پھر جس حسام الحرمین کی بنیاد پر یہ گفتگو شروع کی وہ بات "حسام الحرمین شریف" میں ہے ہی نہیں۔ الفاظ تو کیا اس قسم کے معانی ومفہوم کی بھی کوئی بات حسام الحرمین میں نہیں ہے۔ ؎

کذب گوئی کو سمجھ رکھا ہے معیارِ کمال

سچ بتاؤ بے کمالو! کیا یہی تہذیب ہے

لارڈ میکالے کے اصول

سیف حقانی کا مصنف بے ربط لکھتا چلا گیا ہے کسی عنوان و موضوع کو مدِّ نظر رکھ کر ترتیب وار نہیں لکھا مثلاً صفحہ ۱۰۴ پر لارڈ میکالے کے بقیہ اصول کے موضوع پر لکھا ہے لیکن بغیر عنوان قائم کئے۔ اس موضوع پر صفحہ ۱۰۱ پر بھی لکھ چکا ہے۔ الغرض موضوع خواہ کچھ ہی ہو جب بھی کچھ اس کو یاد آیا بے موقعہ ہی سہی نقل کر دیا۔ اس لئے ہمیں اس کے مختلف النوع الزامات کے باب باندھنے میں دشواری ہو رہی ہے متعدد مقام ایسے ہیں ایک ہی بات کا بار بار اعادہ کیا گیا اور اس کے اپنے بقول اس التزام اور تکرار سے اس کا جی متلانے نہیں لگا۔ صفحہ ۹۷ پر رضا خانی عقائد و اعمال کے زیر عنوان لکھا ہے۔ لیکن یہی بات دوسرے باب میں کر چکا ہے۔ بہر حال اس نے لارڈ میکالے کے اصولوں کے ٹکڑے کر کے دو جگہ نقل کئے ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ہم صفحہ ۱۰۱ و صفحہ ۱۰۴ پر مذکور لارڈ میکالے کے اصولوں کا ایک ہی جگہ جواب عرض کرتے ہیں۔ مصنف کے لارڈ میکالے کے اصول یہ ہیں:۔

- ہندوستان میں عیسائیت کی اعتقادی و فکری ترویج خواہ عیسائیت کے نام سے یا کسی اور نام سے۔
- ہندوستان میں لامذہبیت کا فروغ خصوصاً مسلمانوں میں کہ اگر عیسائی نہ بن سکیں تو مسلمان بھی نہ رہیں۔
- مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت تیار کرنا جو بظاہر مسلمان اور بباطن گورنمنٹ انگلشیہ کی وفادار ہو جو حاکم اور رعایا میں ترجمان کا کام دے۔ (صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۴۔ سیف حقانی بحوالہ روشن مستقبل)

ہنری ہر نگٹن طامس اپنے رسالے (ہندوستان میں گذشتہ بغاوت اور ہماری آئندہ پالیسی) میں انہی تین اصولوں کو بنیادی پالیسی قرار دیتے ہیں۔ مقامِ شکر ہے کہ موخر الذکر اصولوں کے متعلق تو اس نے خود فیصلہ کر دیا کہ

> "تیسرے اصول کیلئے سرسید آگے آئے اور آج پوری ایک صدی گزرنے کے بعد تو یہ بات عیاں ہوگئی کہ انگریزی حکومت کی آپ (سرسید) نے عظیم خدمات سرانجام دی ہیں۔" (سیف حقانی، ص ۱۰۲)

اس موقعہ پر ہم منصف مزاج قارئین کرام کو یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ

> "سرسید احمد خاں صاحب بقول "مولانا" عبید اللہ سندھی مولانا مملوک العلی نانوتوی کے تلامذہ میں سے تھے۔"

(کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۱۸۵)

بانی مدرسہ دیوبند اور سر سید

بقول مولانا عبید اللہ سندھی مولوی محمد قاسم نانوتوی اور سر سید احمد خاں آپس میں استاد بھائی تھے اور دونوں ہی "مولانا" مملوک العلی نانوتوی کے شاگرد تھے۔ (مولانا احسن نانوتوی، ص ۱۸۵)

انگریزی پالیسی کے مبلغ و ناشر کو فخریہ دعائیہ کلمات کے ساتھ مرحوم لکھنا کیا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ اندرون خانہ آپس میں ایک ہی کچھ ہیں۔ اور سر سید علی گڑھی صاحب اور ان میں ذہنی و فکری ہم آہنگی موجود ہے مگر مصنف سیف حقانی بڑی صفائی سے خود کو بچا کر ساری بلا سر سید کے سر ڈال رہا ہے۔

علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کی رپورٹ

سر سید احمد خاں اور مولوی محمد قاسم نانوتوی میں کتنی گہری موافقت و ہم آہنگی تھی اس کا پتا سر سید احمد خاں کے رسالہ "علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ" کے اس مضمون سے لگتا ہے جو انہوں نے ۲۴/ اپریل ۱۸۸۰ء کی اشاعت میں لکھا۔ جس میں سر سید احمد خاں نے مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی قصیدہ خوانی کی اور پھر نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند نے سر سید احمد خاں کو لکھا "ہاں اس میں کچھ شک نہیں کہ سنی سنائی سید صاحب (سر سید) کی اولو العزمی اور دردمندی اہل اسلام کا معتقد ہوں اور اس وجہ سے ان کی نسبت اظہار محبت کروں تو بجا ہے۔" اس کا انکار اور کوئی تاویل اس لئے ممکن نہیں کہ یہ مضمون سوانح قاسمی جلد سوم ص ۱۷۲ تا ۱۷۵ پورا نقل کیا گیا ہے جس کی سرخی یہ ہے "حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سر سید مرحوم کی نظر میں"۔۔۔۔ یہاں بھی سر سید کو مرحوم لکھا ہے۔ ہم مصنف سیف حقانی کو یہ کہہ کر بھاگنے نہیں دیں گے کہ جی یہ مضمون سر سید نے خود اپنے رسالہ میں لکھا ہے بلکہ یہ مضمون سوانح قاسمی جلد ۳ کے علاوہ رسالہ "دارالعلوم" دیوبند کی جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ء کی اشاعت میں بھی موجود ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں سر سید نے کہا "دیوبند کا مدرسہ ان (مولوی نانوتوی) کی ایک نہایت عمدہ یادگار ہے۔ سب لوگوں کا فرض ہے کہ ایسی کوششیں کریں کہ وہ مدرسہ ہمیشہ قائم اور مستقل رہے"۔

ثابت ہوا دونوں ایک ہی کچھ تھے اور لارڈ میکالے کے اصولوں کے علمبردار تھے۔

"مولانا" عبید اللہ کی اس روایت کے مطابق سرسید صاحب اور بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی آپس میں استاذ بھائی ہوئے کیونکہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے بھی ان ہی "مولانا" مملوک العلی سے تعلیم حاصل کی تھی۔

(سوانح قاسمی، ج ا ص ۲۲۲، ۲۲۳)

جب یہ ثابت ہوگیا کہ سرسید احمد خاں اور محمد قاسم نانوتوی صاحب آپس میں استاذ بھائی تھے تو اب مصنف سیف حقانی کی زبانی سرسید کی لامذہبیت اور انگریز پرستی کا ایک زناٹے دار حوالہ بھی سن لیجئے۔ لکھتا ہے:۔

"سر ولیم میور نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سوانح انگریزی میں تحریر کی جس میں اسلام، قرآن، حدیث، تفسیر اور علمائے اُمت حتیٰ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر بے پناہ اور بھونڈے اعتراض کئے اور دل کھول کر مسلمانوں کی دل آزاری کی۔ اب لطف دیکھئے سرسید نے دفاع اسلام کے نام سے اُردو میں اس کے جوابات خطباتِ احمدیہ میں دیئے۔ اس آڑ میں انگریزی سے نابلد ہندوستانیوں تک میور کا نکتہ نگاہ (سرسید نے) پہنچا دیا۔ دوسری طرف جوابات بھی ایسے کہ اصل اعتراضات کی سمت سے بڑھ کر خطرناک۔ یوں (سرسید نے) لامذہبیت کو مذہب کے نام پر اور طرف داری کے رنگ میں پیش کرکے انگریز کی پالیسی کا باحسن وجوہ حق ادا کیا۔" (سیف حقانی، ص ۱۰۳، ۱۰۴)

مصنف سیف حقانی کے اس قول سے سرسید کی بدعقیدگی واضح ہے کہ

- سرسید نے سر ولیم میور کا نکتہ نگاہ ہندوستانیوں تک پہنچایا۔
- اسلام، قرآن و حدیث و تفسیر اور علمائے اُمت حتیٰ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر میور کے بے پناہ اور بھونڈے اعتراضات کا ایسا جواب دیا جو اصل (اعتراضات) سے بھی بڑھ کر خطرناک تھا۔
- سرسید نے یوں انگریز کی پالیسی کا حق ادا کیا۔

ظاہر جو شخص ایسا ہے یقیناً اس کا اسلام اور پیغمبر اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بات مصنف کہنے کو تو کہہ گیا کیونکہ اپنی بلا سرسید کے سر ڈالنی اور اپنے اکابر کو بچانا تھا مگر اس کو کیا کہئے۔ اسی سرسید کو جو اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر خطرناک اور بھونڈے اعتراضات کرنے والا اور انگریزی پالیسی کا ناشر و مبلغ تھا علمائے دیوبند مسلمان سمجھتے ہیں اور اس کو فخریہ سرسید احمد خاں مرحوم لکھتے ہیں مرحوم یعنی جناب الٰہی سے رحم کئے گئے۔ ملاحظہ ہو سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۹۸ و ۲۱۹ مصنفہ مناظر احسن گیلانی و مصدقہ مولوی حسین احمد صاحب "مدنی" صدر دیوبند۔

پُر اسرار راز

مصنف سیف حقانی نے لارڈ میکالے کے جو اصول بیان کئے اس میں ایک پراسرار راز اور اہم معنی خیز بات یہ ہے۔ مصنف نے سرسید صاحب کانام لے کر جان بچانے کی کوشش کی ہے۔ لارڈ میکالے کے تیسرے اصول میں یہ مذکور ہے۔

"مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت تیار کرنا جو بظاہر مسلمان اور بباطن گورنمنٹ انگلشیہ کی وفادار ہو جو حاکم (انگریز) اور رعایا میں ترجمان کا کام دے۔" (سیف حقانی، ص ۱۰۲)

وفادار و ترجمان کون ؟

اب لارڈ میکالے کے تیسرے اصول کی روشنی میں دیکھنا یہ ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کا وفادار اور ترجمان کون ہے تو آیئے ہم اس کا ثبوت فتاویٰ افریقہ یا حسام الحرمین سے نہیں بلکہ تذکرۃ الرشید اور سوانح "مولانا محمد احسن نانوتوی" سے پیش کرتے ہیں۔

گاڈ فری ہیگنس کی کتاب کا ترجمہ

"مولانا محمد احسن (نانوتوی) نے دہلی کالج میں انگریزی بھی پڑھی تھی۔ ان کی قلمی بیاض میں خود مولانا محمد احسن کے ہاتھ کی بعض انگریزی تحریریں ہیں۔ مولانا محمد احسن نے سرسید احمد خاں کی فرمائش پر گاڈ فری ہیگنس کی کتاب کا انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کیا۔ مولانا محمد احسن نے نیچرل فلاسفی پر ایک مضمون لکھا تھا جو مسٹر ٹیلر پرنسپل دلی کالج کی نگرانی میں دو مرتبہ شائع ہوا۔"

(سوانح "مولانا محمد احسن نانوتوی" ص ۲۵)

بتایئے جناب گورنمنٹ انگلشیہ کی ترجمانی کے فرائض کس نے انجام دیئے انگریزی کتابوں کا اُردو ترجمہ کس نے کیا۔ سرسید اور نانوتوی علماء میں ذہنی وفکری ہم آہنگی تھی یا نہیں؟

مولانا محمد مظہر نانوتوی اور مولانا محمد احسن (نانوتوی) دونوں حقیقی بھائی اور (بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے استاذ) مولانا مملوک العلی کے قریبی رشتہ دار تھے۔" (سوانح "مولانا محمد احسن نانوتوی" ص ۲۴)

اور سنیئے:۔

"جب سرسید احمد خاں ۱۸۶۹ء میں لندن گئے تھے تو ان کے پیش نظر مشہور مصنف ولیم میور کی کتاب لائف آف محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا جواب لکھنا بھی مقصود تھا چنانچہ انہوں نے لندن میں کافی مواد جمع کیا۔ انگلستان کے ایک معروف مصنف گاڈ فری ہیگنس (Godfrey Higgins) کی کتاب اپالوجی (Apology) جو اس نے تائید و حمایت اسلام اور عیسائیوں کے اعتراضات کی تردید میں لکھی تھی سرسید احمد خاں نے بہت تلاش و جستجو کے بعد کسی جرمن کتب فروش سے دس گنی قیمت دیکر حاصل کی اور خطبات احمدیہ کی تالیف میں اس سے مدد لی۔ سرسید احمد کو خیال ہوا۔ اس کتاب کا اُردو ترجمہ بھی ہونا چاہیئے چنانچہ انہوں (سرسید) نے مولانا محمد احسن (نانوتوی) کو یہ کام سپرد کیا۔ مولانا نے اس کتاب کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا۔" (ایضاً، ص ۱۴۱)

کتاب کے ترجمے پر تیس ہزار روپیہ

علمائے دیوبند انگریزی حکومت کے زیر اہتمام انگریزی کتابوں کے ترجمہ کو جو اہم خدمات انجام دے رہے تھے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ یہ اہم فریضہ فی سبیل البرطانیہ انجام دیتے تھے یا سود النقد ہوتا تھا۔

جناب مناظر احسن گیلانی صاحب مصنف سوانح قاسمی نے یہ بات خود ہی کھول دی۔ فرماتے ہیں:۔

”شروع میں چاہا گیا تھا کہ عربی ہی زبان میں ان کتابوں کو مغربی زبانوں سے ترجمہ کر کے پڑھایا جائے۔ مولوی عبدالحق صاحب (بابائے اُردو) نے اپنی کتاب 'مرحوم دہلی کالج' میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک کتاب کے عربی ترجمہ کیلئے تیس ہزار روپے کی منظوری دی گئی۔ مولوی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ بہت سارو پیہ ان کتابوں کے چھاپنے پر صَرف ہوتا تھا۔ (سوانح قاسمی، ج ا ص ۹۹)

پھر لکھتے ہیں:۔

”اگر ترجمہ ایسا ہوتا جو سمجھ میں نہ آتا تو اس کی تشریح کیلئے مترجم کو معقول تنخواہ پر ملازم رکھ لیا جاتا تھا۔“

(مرحوم دہلی کالج، ص ۱۶۔ از مولوی عبدالحق صاحب و سوانح قاسمی، ج ا ص ۹۹)

یہ ہے اکابر دیوبند کی کارکردگی اور انگریز پرستی جس پر آج مصنف سیف حقانی پردہ ڈالنے کیلئے اُٹھا ہے باقی رہی وفاداری کی بات تو گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار بھی علمائے دیوبند ہی تھے۔ یہ ہمارا الزام نہیں بلکہ دیوبندی قطب عالم و امام ربانی جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا اعتراف ہے۔ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:۔

”جب میں حقیقت میں سرکار (برطانیہ) کا فرمانبردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیگانہ ہوگا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار (برطانیہ) مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔“ (تذکرۃ الرشید، پہلا حصہ، صفحہ ۸۰)

اب لارڈ میکالے کے اصول نمبر ۳ کی طرف پھر پلٹئے اور سیف حقانی صفحہ ۱۰۲ ملاحظہ کیجئے لارڈ میکالے کے خواب کی تعبیر کون ہے علمائے اہلسنّت یا علمائے دیوبند؟

ہاں ہاں دیکھئے! گورنمنٹ انگلشیہ کا وفادار کون؟ (انگریز) حاکم و رعایا میں ترجمان کا کام کس نے انجام دیا؟ بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے روشن حقائق اور واضح شواہد سے ثابت کیا ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار و ترجمان علمائے دیوبند تھے۔ ہم نے ان کے گھر کے حوالہ جات سے سب کچھ ثابت کیا ہے۔ لیکن مصنف سیف حقانی کی حیا کا یہ عالم ہے کہ جوڑ توڑ کی دیوار کھڑی کر کے لکھتا ہے:۔

”دیکھئے اور غور فرمایئے۔ ہمارے اخذ کردہ نتائج ٹھیک ہیں یا غلط“ (سیف حقانی، ص ۱۰۴)

اب دنیا اس کے اخذ کردہ نتائج کو دیکھے یا تاریخی حقائق کو دیکھے۔

باقی رہے لارڈ میکالے کے اوّل الذکر دونوں اصول یعنی:۔

- ہندوستان میں عیسائیت کی اعتقادی وفکری ترویج خواہ عیسائیت کے نام سے یا کسی اور نام سے۔
- ہندوستان میں لامذہبیت کا فروغ خصوصاً مسلمانوں میں کہ اگر عیسائی نہ بن سکیں تو مسلمان بھی نہ رہیں۔

تو یہ ہر دو اصول اپنے معانی ومفہوم کے اعتبار سے ایک ہی ہیں اس کیلئے مصنف نے بڑی ہوشیاری مگر کمال بے حیائی سے صفحہ ۹۸ پر "رضاخانی دین کا ماخذ مسیحیت" قرار دے کر ان کا اطلاق اہلسنت پر کیا ہے اور وجہ یہ بتائی ہے:۔

"مثلاً دنیائے عیسائیت کا یہ عقیدہ کہ واجب الوجود خدا کی ذات کے ساتھ حضرت مسیح اور حضرت مریم بھی خدا ہیں" (ص۹۹)

اس کے مقابلہ میں اہلسنت اور عیسائی عقیدوں میں ہم آہنگی ثابت کرنے کیلئے بلا دلیل وثبوت مصنف سیف حقانی لکھتا ہے۔

(ا) بشریت کا انکار (صفحہ ۹۹)

"انکار بشریت (نبوی) کی بنیاد اثبات الوہیت ہی کا نتیجہ ہے اور دنیائے عیسائیت کے علم وکلام کی لایعنی موشگافیوں کی بدولت وجود میں آیا اور دنیا جس سے روشناس ہوئی اور اسی عقیدہ الوہیت مسیح کے نتیجہ میں یہ عقیدہ وجود میں آیا کہ آپ (نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) عالم الغیب ہیں نیز آپ مختار مطلق ومختار کل ہیں۔ آپ نافع اور ضار بھی ہیں۔ آپ تو ہر اس عیسائی کے پاس حاضر وناظر جن کو مجاز پادری نے بپتسمہ دیا ہو۔ غرض رضاخانی دین کے سارے کافرانہ مشرکانہ عقائد کا دین اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں صرف علاقہ کی بات نہیں بلکہ اسلام کی ضد ہیں۔ یہ عقیدے عیسائیت کے ہیں اسلام کے نہیں"۔ (سیف حقانی، ص۱۰۰)

مصنف سیف حقانی عیسائیت کے مذکورہ بالا عقائد گنوانے کے بعد لکھتا ہے:۔

"لیکن اپنے رضاخاں تو امور تعظیم ومحبت میں سب کچھ روا جانتے ہیں" (سیف حقانی، ص۱۰۱)

اور اس کا ثبوت پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"جو عیسائیت کی خدمت کیلئے جیئے اور مر گئے تو بھی عقائد تثلیث ومسیحیت کیلئے زمین کس قدر ہموار کر گئے کہ قیامت تک میکالے کی روح خوش ہو گی فتاویٰ افریقہ کے چند اوراق کی سیر ہم کرا دیتے۔۔۔ اعلیٰ حضرت اور آپ کی اُمت کے عقائد کا ماخذ ہم بتلا چکے ہیں کہ عیسائیت ہے ان عقائد کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں"۔ (سیف حقانی، ص۱۰۶)

اہلسنت وجماعت کے عقائد کا ماخذ مسیحیت ہونے کا ثبوت کیا ہے خود مصنف سیف حقانی کی زبانی سنئے۔ لکھتا ہے:۔

"فتاویٰ افریقہ میں افعال تعظیم ومحبت میں ہمیشہ مسلمانوں کیلئے راہ احداث کشادہ رہی ہیں
جس طرح چاہیں محبوبانِ خدا کی تعظیم بجالائیں"۔ (فتاویٰ افریقہ، ص ۱۱۲)

سیف حقانی کے عنید مصنف نے اپنے زعم باطل میں محبوبان خدا کے ساتھ اہلسنت کی تعظیم محبت کو معیار عیسائیت ومسیحیت قرار دیا ہے۔

ہم کہتے ہیں:۔

مصنف نے اپنی باطل مراد ثابت کرنے کیلئے جو یہ چار سو بیسی کا جال پھیلایا ہے۔ اس کا فائدہ تو مصنف کو جب پہنچتا جب مصنف اپنے دعویٰ کے مطابق یہ ثابت کرتا کہ جس طرح عیسائی سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کو خدا سمجھتے ہیں اسی طرح مسلمانانِ اہلسنت یا امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی بھی حضور نبی اکرم رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا سمجھتے ہیں مگر وہ نہ یہ ثابت کر سکا اور نہ قیامت تک کر سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے فتاویٰ افریقہ کی عبارت میں خدا نہیں محبوبانِ خدا مذکور ہے۔ پرستش و عبادت نہیں تعظیم و محبت مذکور ہے۔ مصنف سیف حقانی نے فتاویٰ افریقہ سے یہ عبارت بھی خیانت کر کے نقل کی ہے اور اس خائین مصنف نے امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ مبارک الفاظ دانستہ چھوڑ دیئے جو اس کی باطل مراد اور عیسائی عقیدہ کا قلع قمع کرتے ہیں۔ پوری عبارت یہ ہے:۔

"افعال تعظیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کیلئے راہ احداث کشادہ ہے جس طرح چاہیں محبوبانِ خدا کی تعظیم بجالائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو جیسے سجدہ۔ وہاں خاص کا ثبوت مانگنے والا اللہ عزوجل سے مقابلہ کرتا ہے کہ مولا عزوجل نے مطلق بلا تقید و تحدید انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء کی تعظیم کا حکم فرمایا:۔

- قال تعالیٰ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ

"رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔"

- وقال تعالیٰ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

"جو اس نبی امی پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم و مدد اور اس نور کی جو اس کے ساتھ اترا پیروی کریں وہی فلاح پائیں گے۔"

- قال تعالیٰ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

"اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کیلئے اچھا قرض دو تو ضرور تمہارے گناہ مٹا دوں گا اور ضرور تمہیں جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہیں۔"

- و قال تعالیٰ وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ

"جو الٰہی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کیلئے اس کے رب کے ہاں بہتر ہے۔"

- و قال تعالیٰ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ

"جو الٰہی نشانیوں کی تعظیم کرے وہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔" (فتاویٰ افریقہ)

کیا ہی ایمان افروز بیان ہے! امام اہلسنت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوبانِ خدا کی تعظیم و محبت کے اثبات میں پانچ آیاتِ قرآنیہ سے استدلال فرمایا ہے اور واضح الفاظ میں پرستش کی نفی فرماتے ہوئے سجدہ کی ممانعت فرمائی۔ لیکن مصنف سیف حقانی سجدہ کی ممانعت اور پانچ آیاتِ کریمہ کو اپنی باطل مراد کے خلاف سمجھتے ہوئے چھوڑ گیا۔ کتنی صاف اور واضح بات تھی۔ عیسائیوں و مسیحیت سے اہلسنت کے عقائد کی کوئی مطابقت ہی نہ بنتی تھی وہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں اعلیٰ حضرت محبوبانِ خدا تحریر فرمارہے ہیں اور محبوبانِ خدا کی معبودیت و پرستش سجدہ کا انکار فرما کر برملا ان کے معبود والٰہ ہونے کی نفی فرمارہے ہیں تو پھر عیسائی اور سنّی بریلوی عقائد میں مطابقت و یکسانیت کا الزام کیسا؟

اور پھر مصنف سیف حقانی کا اندھاپن ملاحظہ فرمایئے۔ لکھتا ہے:۔

"آگے (اعلیٰ حضرت) لکھتے ہیں ہمیشہ علمائے کرام وائمہ اعلام امور تعظیم و محبت میں ایجادوں کو پسند فرماتے اور ایجاد کنندہ کی منقبت میں گنتے آئے ہیں کسی نابلسی کی حدیقہ ندیہ کا حوالہ ہے جس نے نووی کو بھی ساٹھگ ہیٹا ہے۔ اللہ بچائے کیسے مضبوط استدلال ہیں اپنے فتویٰ کی مزید تشریح فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت نے معاملہ صاف کردیا ہے لیکن کمال ہوشیاری سے بندوق چلائی ہے دوسروں کے کندھوں پر رکھ کر کیا کرتے بچارے قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے تو عیسائیت کا پنپنا محال تھا" (سیف حقانی، ص ۱۰۷)

یہ لایعنی گفتگو اور بے ڈھنگا طرز تحریر بھی کسی دلیل کا حصہ ہے بھلا جس جاہل مطلق کو یہ بھی پتا نہ ہو کہ امام [1] عارف باللہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ کون ہیں؟ حدیقہ ندیہ کیا ہے؟ وہ اپنی جہالت کا ماتم تو کرتا نہیں اور علم و فضل کے بادشاہ علماء عرب و عجم کے ممدوح اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی جیسے بے مثال فاضل و محقق پر اعتراض کا شوق لئے پھرتا ہے اور تو اور امام نووی قدس سرہ کی شان میں گھٹیئے کا ناپاک لفظ استعمال کررہا ہے۔ گستاخ ذہن میں گستاخی ہی آتی ہے اور اندھے پن کی انتہا ملاحظہ ہو لکھتا ہے کیا کرتے بچارے قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے۔ حالانکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فتاویٰ افریقہ میں تعظیم و محبت کے اثبات میں پانچ آیاتِ قرآنیہ نقل فرمائی ہیں مگر یہ اندھے رشید گنگوہی کا اندھا فیض ہے جو ان کو اندھا کئے ہوئے ہے یہ آیاتِ قرآنیہ بھی نظر نہیں آتیں۔ حالانکہ پانچ آیاتِ قرآنیہ مذکور ہیں۔ شائد وہ ان کو قرآنی آیات نہ مانتا ہو۔

---

[1] مصنف کی جہالت اس کو یہ تک معلوم نہیں علامہ نابلسی کون ہیں؟ حدیقہ ندیہ کیا ہے؟ مولوی اشرف علی تھانوی نے جمال الاولیاء، صفحہ ۵ پر شیخ عبدالغنی نابلسی کی حدیقہ ندیہ کو معتبر مانا ہے۔

ہم مصنف سیف حقانی سے تعظیم و محبت کے اثبات میں مذکورہ بالا پانچ آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں دریافت کرتے ہیں کہ وہ یہ بتائیں کیا قرآن عظیم نے محبوبانِ خدا کی تعظیم کا حکم دے کر عیسائیت و مسیحیت کی تعلیم دی ہے؟ کیا قرآن عظیم علمبرداران تثلیث کی ترجمانی کر رہا ہے؟ اور پھر یہ بات ہر ذی فہم شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ مسلمانانِ اہلسنّت تعظیم تو بجالائیں سیّد الانبیاء حبیبِ خدا سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور قرار پائے یہ عیسائیت و مسیحیت اور متہم ہو یہ حضرت مسیح و حضرت مریم کے خدا ہونے پر۔

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

اعلیٰ حضرت کی کتب میں مسیحیت کی تردید

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصاریٰ کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار قرار دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

”نصاریٰ (عیسائیوں) کے یہاں ذبح نہیں وہ گلا گھونٹتے ہیں یا سر پر ڈنڈا مارتے یا گلے میں ایک طرف سے چھری بھونک دیتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے تو ان کا مارا ہوا جانور مطلقاً مردار ہے۔ نصاریٰ مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں یہ اگر باقاعدہ ذبح بھی کریں تو ایک جماعت کے نزدیک جب بھی ان کا ذبیحہ مطلقاً حرام ہے۔ (فتاویٰ افریقہ، ص۹۰)

دیکھئے جن اعلیٰ حضرت پر مصنف سیف حقانی آنکھیں بند کر کے مسیحیت وعیسائیت کا ناپاک الزام لگا رہا ہے وہ کتنی صراحت سے غیر خدا کو خدا یا خدا کا بیٹا کہنے کا رڈ فرما رہے ہیں یہاں تک کہ ان کے ہاتھ کا مارا ہوا جانور مطلقاً مردار و حرام قرار دے رہے ہیں۔

اوراس کے حاشیہ میں اسی صفحہ پر مجمع الانہر کے حوالہ سے فرماتے ہیں:۔

فی المستصفے قالوا الحل اذا لم یعتقد المسیح الٰھا اما اذا اعتقده فلا انتھیٰ (فتاویٰ افریقہ، ص۹۰)

”مستصفے میں ہے مشائخ نے فرمایا کہ نصاریٰ کا ذبح کیا ہوا اور نصرانیہ (عورت) سے نکاح
اس وقت حلال ہیں جبکہ وہ مسیح کو خدا نہ مانے ورنہ نکاح اور زبیحہ دونوں حرام ہیں۔“

اب جوبات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے نہیں فرمائی وہ ان کے ذِمہ لگا کر اس کو مسیحیت قرار دینا اور پھر ڈھٹائی سے اس کا رڈ کرنا بے شرمی ہے یا نہیں؟ متذکرہ بالا حوالہ تو خدا یا خدا کا بیٹا قرار دینے کے رڈ میں تھا۔ رہا غیر خدا کو سجدہ تو وہ بھی ابھی فتاویٰ افریقہ کے حوالہ سے گزرا جس میں اعلیٰ حضرت نے غیر خدا کیلئے صراحت کے ساتھ سجدہ کی ممانعت فرمائی اور پھر اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت قدس سرہ کا ایک مستقل رسالہ ”الزبدۃ الزکیہ“ کے نام سے موجود ہے جس میں غیر خدا کو سجدۂ عبادت شرک خالص

اور سجدۂ تعظیم کو حرام قرار فرمایا۔ نہ معلوم مصنف کون سی دنیا میں رہتا ہے کہ بے سروپا باتوں کے سہارے اپنے مذہب کی کشتی چلانا چاہتا ہے۔ باقی رہا بقول اس کے کہ مسیحی مذہب کے حامل مسیح کو بشر نہیں مانتے اور یہ کہ اہلسنت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ تو یہ بھی سراسر الزام اور کذب صریح ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت قدس سرہ کے مجموعہ نعت میں مصنف سیف حقانی کو اور بہت کچھ نظر آگیا لیکن یہ نظر نہ آیا۔

لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

(حدائق بخشش اوّل)

اور سجدہ کے متعلق ہے:۔

پیش نظر وہ نو بہار سجدہ کو دل ہے بے قرار
روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے

(حدائق بخشش اوّل)

ایک اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو

(حدائق بخشش اوّل)

الحمدللہ ہماری اس مختصر تحقیق سے سیف حقانی کی ساری خرافات غبار راہ بن کر اڑ گئیں اور لارڈ میکالے کے سارے اصول اہل دیوبند کے گلے کا ہار بن گئے۔

مسئلہ دارالسلام

جاہل و مجہول مصنف سیف احقانی نے مختلف صفحات پر دارالسلام کے مسئلہ پر بھی ہوائیاں اڑائی ہیں۔ ہم نے پچھلے اوراق میں اس مسئلہ پر مفصل گفتگو کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ہمیں اپنا وعدہ یاد ہے۔ ہم ایسا نہیں کریں گے جیسا کہ علامہ احقانی نے کیا۔ الزام قائم کردیا بے دریغ ثبوت کیلئے کہہ دیا آگے چل کر دیں گے۔ آگے پہنچ کر فرمایا ثبوت پیچھے دے آئے ہیں۔ مصنف کو اس بات پر بڑا زعم ہے کہ اس نے احکام شریعت میں ہندوستان کے دارالسلام ہونے کا فتویٰ تلاش کرلیا اور اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالسلام کا پتا چلالیا۔ چلو جی ثابت ہوگیا اہلسنت انگریز کے ایجنٹ ہیں، انگریز کے آلہ کار ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں: ؎

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

بلاشبہ آپ نے سیف احقانی کے صفحہ ۲۱ و ۲۲ پر احکام شریعت کے فتویٰ کے دو لفظ لکھ دیئے اور اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالسلام کا نام بھی لے دیا مگر یہ کبھی ملاحظہ بھی فرمایا ہے آپ کو معلوم ہے اس میں کیا لکھا ہے۔ آپ کے پاس دارالسلام ہونے کے دلائل کا کیا توڑ ہے؟ آپ کیا آپ کے بڑے یہاں تو دم نہیں مار سکے۔

یہ وہ دربارِ سلطان قلم ہے
یہاں پر سرکشوں کا سر قلم ہے

آپ نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدِدِ دین وملت قدس سرہ کے کس حوالہ کو جھٹلایا ہے؟ کسی دلیل کا برائے نام تو جواب دو۔ مگر پہلے گھر کی خبر لو چلو ہم آپ کو آپ کے گھر پہنچاتے ہیں۔ دیکھئے:۔

یہ دھواں سا کہاں سے اُٹھتا ہے

دیکھئے اور پہچانئے۔ یہ آپ کے اکابر ہیں یا نہیں؟

(۱) مولوی اشرف علی تھانوی (۲) مولوی رشید احمد گنگوہی (۳) مولوی محمود الحسن دیوبندی (۴) مولوی حسین احمد صدر دیوبند یہ سب بھی انگریز کے آلہ کار تھے اور ہندوستان کو دارالسلام کہہ رہے تھے۔ ملاحظہ ہو۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی:

- ہندوستان نہ تو صاحبین کے قول پر دار الحرب ہے اور نہ امام (اعظم ابو حنیفہ) کے قول پر "دار الحرب" ہے۔

(تحذیر الاخوان، ص۸)

- ترجیح ہندوستان کے دار السلام ہونے ہی کو دی جاوے گی اس صورت میں بھی ہندوستان دار الاسلام ہو گا۔ (ص۹)
- تعجب ہے بعض اہل اسلام ہندوستان کو دار الحرب قرار دے کر آمدنی بنک کو حلال سمجھتے ہیں۔ (تحذیر الاخوان، ص۱۰)
- امام (ابو حنیفہ) صاحب نے جو دار الحرب کی تعریف کی ہے اس کا ہندوستان پر صادق آنا محل نظر ہے کیونکہ امام صاحب کے پاس دار الحرب ہونے کی یہ شرط ہے کہ کوئی حکم مسلمانوں کا باقی نہ رہے اور یہاں (ہندوستان میں) بہت سے احکام مسلمانوں کے جاری ہیں۔ (تحذیر الاخوان، ص۲۰۔ از مولوی اشرف علی تھانوی صاحب)
- ہندوستان کو بہت سے علماء نے دار السلام کہا ہے۔ (ایضاً، ص۵۵)

کیوں جناب "اعلام الاعلام بان ہندوستان دار السلام" کا پتا تو آپ نے چلا لیا اور کہیں نہ کہیں سے اس کا نام سن لیا مگر تحذیر الاخوان کی آپ کو خبر ہی نہیں یا پھر اپنوں سے چشم پوشی آپ کے دھرم کا بنیادی اصول ہے۔ احکام شریعت کا تو آپ نے کھوج نکال لیا مگر مولوی گنگوہی جی کے فتاویٰ رشیدیہ کا آپ کو کچھ پتا نہیں حالانکہ اندھے خود رشید صاحب تھے اور نظر آپ کو نہیں آیا۔ آیئے ہم دکھاتے ہیں۔

مولوی رشید احمد گنگوہی:

سوال۔ ہندوستان دارالحرب ہے یادار السلام مدلل ارقام فرماویں۔

جواب۔ دارالحرب ہونا ہندوستان کا مختلف علمائے حال میں ہے اکثر دارالسلام کہتے ہیں اور "بعض" دارالحرب کہتے ہیں بندہ فیصلہ نہیں کرتا۔ (فقط واللہ اعلم)۔۔۔۔ رشید احمد عفی عنہ

(فتاوی رشیدیہ جلد اوّل ۷ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز مطبع سعیدی قرآن محل بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی مہر محمد عبدالمنان غفرلہ مکتبہ تھانوی۔ کراچی)

دیکھا! سائل سوال کر رہا ہے کہ مدلل ارقام فرمائیں مگر گنگوہی جی دلائل سے کورے زبانی کلام جمع خرچ پر انحصار کر رہے ہیں۔ مگر کچھ بھی ہو مصنف سیف احمقانی کو اپنی دونوں آنکھیں اگر صحیح سلامت ہوں تو ذرا پوری طاقت سے کھول کر گنگوہی جی کے جواب میں یہ پڑھ لینا چاہئے اکثر دارالسلام کہتے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ دیوبند:

مذکورہ بالا حوالہ تو کراچی سے چھپنے والے ایک قدیم نسخہ سے تھا جس میں مذکور ہے اکثر دارالسلام کہتے ہیں۔ اب دیوبند سے چھپنے والے ایک فتاویٰ رشیدیہ مکمل کا حوالہ ملاحظہ فرمایئے۔

سوال۔ ہند بقول امام یا صاحبین کیا دارالحرب ہے۔۔۔۔ الخ

جواب۔ ہند کے دارالحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے بظاہر تحقیق بندہ کی خوب نہیں ہوئی حسب اپنی تحقیق کے سب نے فرمایا ہے اور اصل مسئلہ میں کسی کو خلاف نہیں اور بندہ کو بھی خوب تحقیق نہیں کہ کیا کیفیت ہند کی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ مکمل ص ۱۸۲)

اس جگہ بھی گنگوہی صاحب اعتراف کر رہے ہیں کہ ہند کے دارالحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے یعنی علماء دارالحرب ہونے کے خلاف ہیں اور دارالسلام کہتے ہیں گنگوہی صاحب نے یہ نہیں کہا دارالحرب اور دارالسلام ہونے میں اختلاف علماء کا ہے بلکہ صرف یہ کہا دارالحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے۔ یہی فتویٰ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی سے چھپنے والے فتاویٰ رشیدیہ کامل میں ص ۱۸۲ پر بعینہٖ و بلفظہٖ موجود ہے اور اس میں بھی "ہند کے دارالحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے" موجود ہے یہ نہیں "ہند کے دارالسلام ہونے میں اختلاف علماء کا ہے"۔

خیانت اور تحریف

ان دو پرانے چھاپوں کے برعکس کراچی سے حال ہی میں ایچ ایم سعید کمپنی کے زیر اہتمام چھپنے والے فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۲۹۲ پر یوں کر دیا گیا ہے۔

"سب ہندوستان بندہ کے نزدیک دارالحرب ہے"

اقبال سے معذرت کے ساتھ یوں کہنا پڑتا ہے۔؎

خود بدلتے نہیں فتوؤں کو بدل دیتے ہیں
کس قدر ہوئے ہیں فقیہان مجدد بے توفیق

اس کو کہتے ہیں ہاتھ کی صفائی اور کاریگری کی انتہا۔ اپنے ہی قطب عالم کے فتاویٰ میں اس لئے تحریف کر ڈالی کہ بندہ خدا احمد رضا سے اختلاف کی گنجائش پیدا ہو سکے۔ اب تو توبہ تجدید ایمان و تجدید نکاح کی بجائے تحذیر الناس، حفظ الایمان، براہین قاطعہ میں کھلم کھلا تحریف ہو رہی ہیں جس پر مفصل تبصرہ ہم نے اپنے رسالہ "دیوبندی شاطر اپنے منہ کافر" میں کیا ہے۔ اسی فتاویٰ رشیدیہ کراچی کے مطبوعہ میں ایک اور جگہ تحریف کی ہے اور ہاتھ کی صفائی دکھائی ہے اور وہ یہ کہ فتاویٰ رشیدیہ کے حصہ وار چھپنے والے قدیم نسخوں میں ایک سوال یوں ہے۔ گائے کی او جھڑی اور بکرے کے کپورے کھانے دُرست ہیں یا نہیں؟

- جواب تھا دُرست ہیں۔

لیکن اب کراچی کے جدید ایڈیشن میں سوال یوں کر دیا گیا ہے:۔

سوال۔ گائے کی او جھڑی اور بکری کی کھیری کھانی درست ہے یا نہیں؟

جواب۔ "درست ہے"۔ فقط فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۲۴۶

ناشر نے دیوبندی مولویوں کے مشورہ سے کمال خیانت کے ساتھ تحریف کر کے سوال تو بدل دیا کہ "گائے کی او جھڑی اور بکری کی کھیری کھانی درست ہے یا نہیں" مگر جواب وہی رہا جو کپوروں سے متعلق تھا یعنی درست ہے۔ یہ بتا رہا ہے کہ سوال میں پہلے کھیری کی جگہ کپورے تھے جو کوئی "علامہ قریشی" جیسے مصنف اپنے دماغ کی قوت کیلئے ہضم فرما گئے ہیں۔ زبان و کلام کے اعتبار سے دیکھا جائے تو گائے کی او جھڑی اور بکری کی کھیری کھانا درست ہے یا نہیں کا کھیری یا او جھڑی کو تو درست ہیں یا نہیں بول سکتے یہ کہا جائے گا کھیری کھانا درست ہے او جھڑی کھانا دیوبندیوں کے نزدیک درست ہے یوں نہیں کہا جائے گا کھیری کھانا درست ہے۔

بہرحال خیانت و تحریف ثابت ہے اور نہ صرف یہ بلکہ صفحہ ۲۹۶ پر ذاغ معروفہ کی پرانی سرخی "کوّا کھانا" کو بدل کر "حلال کوا کھانا" کردیا۔ الغرض یہی حال دارالسلام کے متعلق مولوی رشید احمد صاحب کے پرانے فتاویٰ کا ہوا۔ اپنی باطل مراد کیلئے اپنے ہی عالم کے فتاویٰ میں من مانی تحریف کرڈالی۔ اب دارالسلام کے متعلق بقیہ حوالہ جات ملاحظہ فرمایئے۔

مولوی محمود الحسن و مولوی حسین احمد:

مولوی حسین احمد صاحب ٹانڈوی کانگریسی صدر مدرسہ دیوبند سفرنامہ "شیخ الہند" میں صفحہ ۱۶۶ پر لکھتے ہیں:۔

"ایک شخص نے مولانا محمود الحسن دیوبندی سے پوچھا کہ ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالسلام؟ مولانا محمود الحسن نے فرمایا، علماء نے اس میں آپس میں اختلاف کیا ہے۔ اس نے کہا آپ کی رائے کیا ہے؟ مولانا نے کہا میرے نزدیک دونوں صحیح کہتے ہیں۔"

(سفرنامہ شیخ الہند، ص۱۶۶)

مولانا عبد الحیٔ لکھنوی:

لکھتے ہیں:۔

"مخفی نماند کہ بلاد ہند کہ در قبضہ نصاریٰ اند دارالسلام ہستند چہ اگرچہ در انہا احکام کفرہ جاری اند مع ہذاء احکام اسلام ہم خصوصاً اصول و ارکان اسلام جاری اند۔" (مجموعہ فتاویٰ جلد اوّل)

سوانح قاسمی:

سوانح قاسمی بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی سوانح حیات ہے جو مولوی مناظر احسن گیلانی کی مؤلفہ ہے اور بایما قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند "دارالعلوم" دیوبند کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ صدر دیوبند مولوی حسین احمد کانگریسی کی مصدقہ ہے اس میں لکھا ہے:۔

"ہمارے دارالسلام کے اب اس ملک میں غیر اسلامی حکمرانوں کا سیاسی اقتدار قائم ہوچکا تھا۔" (سوانح قاسمی، ج۱ ص۱۴۲)

کیوں جناب "علامہ" احتقانی صاحب تسلی ہوئی یا نہیں؟ صرف اتنا بتادیں کہ مذکورہ بالا حضرات بھی انگریز کے آلہ کار تھے یا نہیں؟ کیونکہ یہ سب بھی دارالسلام کو ترجیح دے رہے ہیں۔ اُمید ہے اب آپ کے دماغ سے وہ دیو نکل جائے گا جو ایک عرصہ سے بند تھا۔

انگریز پرستی اور علمائے دیوبند

اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے زیر مصداق مصنف سیف حقانی نے حقائق پر پردہ ڈال کر اپنے اکابر کی انگریز پرستی اور انگریز پر جانثاری کے سیاہ ماضی کو چھپانے کیلئے اپنی ناپاک کتاب کے مختلف صفحات پر علمائے اہلسنت و مشائخ طریقت کو موردِ الزام ٹھہرایا ہے اور انہیں انگریز پرستی و انگریز دوستی کا طعنہ دیا ہے اور موقعہ بے موقعہ زبردست بدزبانی اور بے ہودہ گوئی کی ہے اور ثبوت کے طور پر لکھا ہے کہ

"علامہ ارشد القادری کا مرکزی دفتر لندن میں ہے اور امریکہ سے راتہ ملتا ہے۔ دیکھو مراسلہ حکومت امریکہ بابت کتاب زلزلہ جو کتاب مذکور کا محضر نامہ ہے۔" (سیف حقانی، ص ۱۳)

دوسرا بڑا ثبوت یہ بیان کیا ہے کہ

"محترم آغا شورش صاحب ایڈیٹر چٹان کا وہ پرچہ ہمارے پاس ہے جس میں آپ نے برٹش لائبریری لندن کے حوالہ سے گورنمنٹ کی ان خفیہ رپورٹوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔" (سیف حقانی، ص ۱۰۴)

خدا جانے یہ حوالے نقل کرتے وقت مصنف کی شرم و حیا عقل و دیانت کہاں رُخصت ہو گئی تھی۔ خدا جانے مصنف کی اس لایعنی و بے معنی گفتگو کا مقصد کیا ہے۔ علامہ ارشد القادری کا مرکزی دفتر لندن میں ہے اور امریکہ سے راتہ ملتا ہے۔ بے وقوف کو اتنا پتا نہیں کہ علامہ ارشد القادری مدظلہ لندن مسلمانان پاک و ہند کی دعوت پر تبلیغ اسلام و سنیت کیلئے تشریف لے گئے تھے۔ ابھی گذشتہ دِنوں مفتی محمود جو مصنف کے استاد ہیں وہ بھی لندن ہو آئے ہیں شائد وہ بھی مصنف کے نزدیک لندن میں اپنا مرکزی دفتر بنانے اور امریکہ سے راتہ لینے گئے ہوں۔ اور پھر یہ بات ہر ذی فہم و شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ علامہ ارشد القادری اپنا مرکزی دفتر تو بنائیں لندن میں اور راتہ لیں امریکہ سے۔

خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

اور کوئی دیوبندی طفل مکتب یہ تو بتائے۔ یہ راتہ کیا ہوتا ہے؟ یہ کون سی گنگا جمنی زبان ہے؟ ایسے بے ہودہ اور جاہلانہ پرلے درجہ کے بے وقوفانہ الفاظ سیف حقانی میں ملیں گے۔ جن کا دنیا کی کسی زبان کی کسی لغت میں وجود نہ ہو۔ باقی رہا محضر نامہ وہ کیا ہے؟ کوئی لین دَین کا دستاویز ہے؟ حکومتِ امریکہ کی طرف علامہ ارشد القادری کے وظیفہ مقرر کئے جانے کا ریکارڈ ہے؟ ان کے نام امریکی حکومت کے کسی چیک ڈرافٹ کی فوٹو اسٹیٹ ہے؟ آخر ہے کیا؟

"یونائیٹڈ اسٹیٹ لائبریری آف کانگریس" آپ نے کتاب وہیں کہیں سے حاصل کی۔ یقیناً یہ کتاب امریکہ میں گئے برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کے مطالبہ پر اس لائبریری والوں نے لائبریری کیلئے حاصل کی ہوگی اور اب وہ ایک خط کے ذریعہ "فہرست ترتیب دینے کیلئے معلومات حاصل کر رہے ہیں" اور اس مراسلہ میں یہ بھی مذکور ہے: "(تاکہ ہم) قارئین کیلئے ہندوستانی کتابیں منظر عام پر لاسکیں"۔

اقبال سے معذرت کے ساتھ یوں کہنا پڑتا ہے۔ ؎

ذرا سی بات تھی اندیشہ مجد نے جسے
بڑھا دیا ہے فقط زیب داستاں کیلئے

باقی رہا ایڈیٹر چٹان کا پرچہ تو وہ کون سا پارہ ہے؟ جیسا کہ آپ نے حضرت شیخ فتح محمد قدس سرہ کی کتاب "سبع سنابل" کے بارے میں ہم سے پوچھا ہے یہ کون سا پارہ ہے؟ ذرا آپ بھی تو بتائیں یہ ایڈیٹر چٹان کا پرچہ جو آپ کے پاس ہے وہ کون سا پارہ ہے؟ ہم ابھی گذشتہ اوراق میں کہہ چکے ہیں شورش کو ان خفیہ رپورٹوں تک رسائی کس طرح حاصل ہوئی؟ کیا گورنمنٹ کی خفیہ رپورٹیں لائبریریوں میں مطالعہ کیلئے رکھی جاتی ہیں؟ اگر اکابر بریلی انگریز کے ایجنٹ تھے تو ان کے خلاف خفیہ دستاویز انگریز نے ان کے دشمن شورش کو کیسے دکھادیں؟ یہ خرد ماغی نہیں تو اور کیا ہے۔ چٹان سے ماخوذ ہی سہی ذرا ان خفیہ رپورٹوں کی تفصیلات تو شائع کریں۔ محض شورش اور چٹان کے نام سے تو کوئی مرعوب نہیں ہو جاتا۔

انگریز پرست کون تھے۔ انگریزی ایجنٹ کون تھے۔ آیئے ہم بتاتے ہیں اور آپ کے گھر سے ثابت کرتے ہیں جسے دیکھ کر آپ بھی پکار اٹھیں گے۔

دیکھو اس طرح سے کہتے ہیں سخنور سہرا

انگریزی امیر المومنین

دیوبندی وہابی مکتب فکر میں سید احمد ساکن رائے بریلی کو امیر المومنین غازی مجاہد شہید پیر مصلح مجدد وغیرہ القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ کیا تھے؟ یہ کون تھے؟ ذرا اس انگریزی امیر المومنین کا فتویٰ پڑھئے۔

"ہم (سید احمد اینڈ اسماعیل قتیل وہابی کمپنی لمیٹڈ) سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلاسبب گرادیں۔ کسی کا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہیں چاہتے نہ انگریزوں کا نہ سکھوں کا۔" (تواریخ عجیبہ، ص ۹۱)

لارڈ ہیسٹنگ سے معاہدہ

"لارڈ ہیسٹنگ سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا اس میں تین آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا۔ امیر خاں، لارڈ ہیسٹنگ اور سید احمد صاحب۔ سید احمد صاحب نے امیر خاں کو بڑی مشکل سے شیشہ میں اُتارا تھا۔" (حیات طیبہ، ص ۲۹۴)

انگریزی عملداری اپنی عملداری

"۔۔۔اس سوانح اور نیز مکتوبات منسلکہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید (احمد) صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز اِرادہ نہیں تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی عملداری سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اس وقت دل سے چاہتی تھی کہ (پنجاب میں) سکھوں کا زور کم ہو۔ (تواریخ عجیبہ مصنفہ محمد جعفر تھانیسری، ص ۱۸۲)

انگریزی کھانا

اتنے میں دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار چند پالکیوں میں کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری (سید احمد) صاحب کہاں ہیں؟ حضرت (سید احمد) نے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں۔ انگریز گھوڑے پر سے اترا اور ٹوپی ہاتھ میں لئے کشتی پر پہنچا اور مزاج پرسی کے بعد کہا کہ تین روز سے میں نے اپنے ملازم یہاں کھڑے کردیئے تھے کہ آپ کو اطلاع کریں۔ آج انہوں نے اطلاع کی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت سید احمد قافلہ کے ساتھ آج تمہارے مکان کے سامنے پہنچیں یہ اطلاع پاکر غروبِ آفتاب تک میں کھانے کی تیاری میں مشغول رہا۔ تیار کرانے کے بعد لایا ہوں۔ سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے برتنوں میں منتقل کرلیا جائے (انگریزی) کھانا لے کر قافلہ میں تقسیم کردیا گیا اور انگریز دو تین گھنٹہ ٹھہر کر چلا گیا۔

(سیرت سید احمد مصنفہ ابوالحسن ندوی، حصہ اوّل، صفحہ ۱۹۰)

بتایئے جناب انگریزوں سے "راتبہ" کس کو ملتا تھا؟ یہ حال ہے آپ کے انگریزی امیر المومنین کا۔

انگریزی مجاہد

بابائے وہابیت مولوی اسماعیل قتیل مصنف تقویۃ الایمان ایک وفادار سپاہی اور جانثار انگریزی مجاہد تھے۔ آپ کے تاریخی کارناموں میں حسبِ ذیل باتیں یادگار رہیں گی۔

انگریز سے جہاد درست نہیں

"اثنائے قیام کلکتہ میں ایک روز مولانا اسمٰعیل شہید وعظ فرما رہے تھے (مسلمانوں کو تھوک کے حساب سے مشرک بنا رہے ہونگے) کہ ایک شخص نے مولانا سے فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا (اسماعیل) نے فرمایا کہ ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار (انگریزی) پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے۔" (تواریخ عجیبہ، ص ۷۳)

"اگر کوئی ان (انگریزوں) پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ (برطانیہ) پر آنچ نہ آنے دیں۔" (حیات طیبہ، ص ۲۹۶)

پہلا جہاد مسلمانوں سے

"مولوی عبد الحئ صاحب لکھنوی (نہیں دہلوی) مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی (مصنف تقویۃ الایمان) اور مولوی محمد حسن صاحب رامپوری بھی ہمراہ تھے یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے سید صاحب نے پہلا جہاد مسمی یار محمد خاں حاکم یاغستان سے کیا تھا۔" (تذکرۃ الرشید، حصہ دوم صفحہ ۲۷۰۔ بیان مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی)

بتایئے صاحب! یہ یار محمد خاں حاکم یاغستان انگریز تھے؟ انگریزوں سے جہاد کا ڈھنڈورہ پیٹا جا رہا ہے لیکن ان لوگوں نے انگریزوں کے اشارہ پر جہاد کیا مسلمانوں سے۔۔۔۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

مصنف سیف حقانی نے سید احمد صاحب اور اسماعیل قتیل کو شہید بالاکوٹ وغیرہ بھی قرار دیا ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کا قتل کسی جہاد فی سبیل اللہ کے نتیجہ میں نہیں ہوا۔ اور کچھ نہیں تو تاریخ ہزارہ ہی کو اٹھا کر دیکھ لیں جس میں ان کے قتل کی تفصیل یوں ہے۔

وجۂ شہید قتل لیلیٰ نجد

جرگہ یوسف زئی کے پٹھان جو کہ سکھوں کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار تھے اور مولوی اسماعیل کے حامی ہو چکے تھے ان کے خاندانوں میں رواج تھا کہ یہ لوگ اپنی لڑکیوں کی شادی دیر سے کرتے تھے۔ مولوی اسماعیل نے خلیفہ سید احمد کو اس امر کی اطلاع دی تو خلیفہ صاحب نے ان پٹھانوں پر شرعی حکومت کا زور دے کر ان کی لڑکیوں میں سے بیس لڑکیاں اپنے پنجابی ہمراہیوں سے بیاہ لیں اور کچھ پٹھانوں کو راضی کر کے دو لڑکیوں سے خود نکاح کر لیا۔ اس معاملہ سے تمام یوسف زئی جرگہ میں مولوی اسماعیل اور سید احمد کے متعلق نفرت پھیل گئی اور ان لوگوں نے سید احمد کی بیعت توڑ دی اور اپنی لڑکیاں واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ مولوی اسماعیل وغیرہ نے انکار کیا پھر سید احمد صاحب اور مولوی اسماعیل نے ان پٹھانوں پر کفر کا فتویٰ صادر کر کے ان سے جہاد کرنا فرض قرار دے دیا۔ ادھر پٹھانوں نے تنظیم کر لی۔ ادھر مولوی اسماعیل کے ساتھی پنجابیوں نے مقابلہ کیا۔ بالآخر جب پٹھان غالب ہوتے نظر آئے تو ایک روز خود مولوی اسماعیل دہلوی پٹھانوں سے مقابلہ کیلئے نکلے ایک یوسف زئی پٹھان نے ایسی گولی چسپ کی کہ سب سے اوّل مولوی اسماعیل ہی کا خاتمہ کر دیا اس کے بعد پنجابی بھاگ گئے اور پٹھان کامیاب ہو گئے۔ (تاریخ ہزارہ)

''نوائے وقت'' کی شہادت

''مولانا عبید اللہ سندھی کے مطابق سید (احمد) صاحب کی انتظامیہ کے کارکنوں کا مختلف دیہات میں ایک ہی رات میں موت کے گھاٹ اُتارے جانے کا سبب اس علاقے (بالاکوٹ) کے لوگوں کی جواں سال بیوہ لڑکیوں کا ''مجاہدین'' سے زبردستی نکاح کرنا تھا۔ غلام رسول مہر نے جو سید (احمد) صاحب کے بہت مداح ہیں ان کی حکومت کی تنگ نظری اور تشدد کے کئی واقعات بیان کئے ہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت ملتان ۲/نومبر ۱۹۷۸ء، ص ۳۔ صفحہ اداریہ)

لو صاحب بلی تھیلے سے باہر آگئی اسماعیلی تحریک جہاد کا پس منظر واضح ہو گیا گو کتاب فریاد المسلمین صفحہ ۱۸، اور انوار آفتاب صداقت صفحہ ۵۱۹ ،اور متعدد کتابوں میں بھی ایسا ہی لکھا ہے مگر نوائے وقت کے حوالہ کے بعد مزید کسی حوالہ کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

انگریز لیفٹیننٹ گورنر سے مشورہ

”سید احمد صاحب کے پاس مجاہدین جمع ہونے لگے تو سید صاحب نے مولانا اسماعیل کے مشورے سے شیخ غلام علی رئیس الہ آباد کی معرفت لیفٹیننٹ گورنر ممالک مغربی شمالی کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد کرنے کی تیاری کر رہے ہیں سرکار کو تو اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ لیفٹیننٹ گورنر نے صاف لکھ دیا کہ ہماری عملداری میں اور امن میں خلل نہ پڑے تو ہمیں کچھ سروکار نہیں نہ ہم ایسی تیاری کے مانع ہیں۔ یہ تمام بین ثبوت صاف صاف اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ (اسمٰعیلی) جہاد صرف سکھوں کیلئے مخصوص تھا۔ سرکار انگریزی سے (وہابی) مسلمانوں (کے پیشوا سید احمد و اسماعیل دہلوی) کو ہرگز ہرگز مخاصمت نہ تھی۔“ (حیات طیبہ، ص ۳۰۲)

لیجئے جناب سیف حقانی کے گنوار مصنف صاحب آپ تو صفحہ ۱۰۴ پر جوڑ توڑ ہیرا پھیری کر کے لکھتے ہیں ”دیکھئے اور غور فرمایئے کہ ہمارے (خود ساختہ) اخذ کردہ نتائج ٹھیک ہیں یا غلط“ مگر ہم نے تو خود کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا۔ ٹھیک ٹھیک نشانے لگائے ہیں۔ آپ کا گھر پورا ہو گیا ہے نہیں؟

اور تو اور مصنف سیف حقانی نے صفحہ ۱۱۷ پر یہ ڈانٹ بھی دی ہے۔ ”اس آزادی کے دور میں کیا خبر کوئی سرپھرا حکومت انگلشیہ کی وہ خفیہ رپورٹیں لا کر چھاپ دے“ اگر چھاپ دے تو پھر کیا ہو گا۔ آپ خود ہی وہ خفیہ رپورٹیں لے آئیں اور چھاپ دیں کسی سرپھرے کا انتظار نہ کریں خود بدولت سرپھرے جو نقد موجود ہیں پھر کمی کس بات کی؟

ارواح ثلٰثہ کی شہادت

ممکن ہے "میں نہ مانوں" کے زیر مصداق علامہ احتقانی یہ کہہ کر بھاگنے کی کوشش کریں "تاریخ ہزارہ" اور "نوائے وقت" کوئی ہمارے گھر کے ہیں گھر کے حوالے دو حالانکہ غیر جانبدار حوالہ تو سب سے معتبر ہوتا ہے لیکن ہم بھاگنے دینے والے نہیں ہم گھر تک پہنچا کر دم لیں گے۔ آیئے گھر کے حوالے ملاحظہ کیجئے۔ ارواح ثلٰثہ نامی ایک کتاب جس کو عرف میں "حکایاتِ اولیاء" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اولیاء سے مراد حقیقی اولیاء اللہ نہیں بلکہ مراد مولویانِ دیوبند و نجد ہیں۔ یہ کتاب امیر الروایات از مولوی امیر شاہ خان صاحب دیوبندی۔ روایات طیب از قاری محمد طیب دیوبندی اور اشرف التبنیہ وحاشیہ مولوی اشرفعلی تھانوی کا مجموعہ ہے اس کا دیوبند اور کراچی کا چھاپہ ہمارے پاس موجود ہے۔ سنئے کیا کہتے ہیں۔

پہلا جہاد مسلمانوں سے

"سید صاحب نے پہلا جہاد یار محمد خاں حاکم یاغستان سے کیا تھا۔ سید صاحب نے پہلے اپنا قاصد یار محمد خاں کے پاس پہنچایا اور پیغام سنایا۔ اس نے جواب دیا، سید سے کہہ دو وہ کیوں عبث جنگ پر آمادہ ہے؟ اس کیلئے بہتر نہ ہوگا۔ اس کے ہمراہی ایک ایک کر کے مارے جاویں گے...... المختصر لڑائی ہوئی اور یار محمد خاں کی فوج نے ہزیمت پائی۔" (ارواح ثلٰثہ، ص ۱۷۳)

شادی اور نکاح کی روایات

"ایک دفعہ کا ذکر ہے سید صاحب نے شادی کی تھی نماز میں کچھ دیر سے آئے۔ مولوی صاحب سکوت کیا شائد نئی شادی کی وجہ سے اتفاقیہ کچھ دیر ہوگئی۔" (ارواح ثلٰثہ، ص ۱۷۶)

قافلہ والوں سے نکاح کردیا

"ایک مرتبہ فرمایا کہ سید صاحب کسی شہر میں گزرے۔ ایک کسبی خوبصورت اپنے دروازے پر کھڑی تھی سید صاحب گھوڑے پر سوار جارہے تھے۔ آپ نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا (یہ تیری پہلی نظر کا وار توبہ) اور پھر چل دیئے تو وہ رنڈی بے تحاشہ دوڑی اور گھوڑے کے قدموں میں گر پڑی۔ حضرت نے توبہ کرائی اور اس سے دریافت کیا کس سے نکاح کرنا چاہتی ہے؟ (آمد بر سر مطلب) اس کا کوئی آشنا تھا اس نے اس کی نسبت کہا۔ اس شخص نے انکار کر دیا۔ تب اسی وقت قافلہ والوں (سید صاحب کے ہمراہیوں) میں سے کسی شخص کے ساتھ حضرت (سید صاحب) نے اس کا نکاح کر دیا۔" (ارواح ثلٰثہ، ص ۱۷۷)

ان گھر کی شہادتوں سے واضح ہوا پہلا جہاد مسلمان حاکم یاغستان یار محمد خان سے ہوا۔ اور سید احمد اور اسماعیل دہلوی کا عام رُجحان نکاح کی طرف حد سے زیادہ مائل تھا دورانِ جہاد بھی خوبصورت رنڈیوں، نوجوان لڑکیوں اور بیوہ عورتوں کو زبردستی نکاح رچا کر اپنی خواہشات کا نشانہ بناتے رہتے تھے۔ یہ ہے اسماعیلی تحریک جہاد کا پس منظر۔ اس روایت سے تاریخ ہزارہ کی روایت اور نوائے وقت کی شہادت کو تقویت ملتی ہے کہ یوسف زئی قبیلہ کی نوجوان اور بیوہ لڑکیوں سے اپنے قافلہ کے بچھڑے ہوئے مجاہدین کا زبردستی نکاح ضرور کیا ہوگا۔

ناقابل تردید تاریخی حقائق

یہ ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت ہے اور اسے ہرگز ہرگز جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ سید احمد اور مولوی اسمٰعیل اور دیگر وہابیہ دیوبندیہ نے کبھی بھی انگریز سے جہاد نہیں کیا بلکہ انگریزی حکومت کو اپنی حکومت اور رحمدل گورنمنٹ سے تعبیر کرتے رہے ہاں البتہ سکھوں سے جہاد کا ڈھونگ ضرور رچایا جیسا کہ ہم اوپر مفصل بیان کر آئے ہیں اور آگے بیان کریں گے۔

اپنی گورنمنٹ

"کلکتے میں جب مولانا (اسمٰعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان) نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ انگریز پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے جواب دیا کہ ان (انگریزوں) پر جہاد کسی طرح واجب نہیں، ایک تو ہم ان (انگریزوں) کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے (وہابیوں کے) مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے۔ ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ اگر کوئی ان (انگریزوں) پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی (وہابیوں کی) گورنمنٹ (برطانیہ) پر آنچ نہ آنے دیں۔" (حیات طیبہ، ص۲۹۶ مصنفہ مرزا حیرت دہلوی وہابی)

بیس مقامات

"آپ (سید صاحب) کی سوانح عمری اور مکاتیب میں بیس سے زیادہ ایسے مقامات پائے گئے ہیں جہاں کھلے اور اعلانیہ طور پر سید صاحب نے بدلائل شرعی اپنے پیروکار لوگوں کو سرکار انگریزی کی مخالفت سے منع کیا ہے۔" (تواریخ عجیبہ، ص۳۳۶)

مولوی مملوک العلی صاحب نانوتوی

آپ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے استاد ہیں اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے استاد مولوی محمد یعقوب نانوتوی کے والد ہیں۔ آپ کے حالاتِ زندگی یہ ہیں:۔

"مولانا مملوک العلی نے دہلی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا اور ۱۸۲۵ء میں دہلی کا مشہور مرکز علم مدرسہ غازی الدین "دہلی کالج" میں تبدیل ہو گیا تو مولانا رشید الدین سو روپیہ ماہوار مشاہرہ پر عربی کے صدر مدرس مقرر ہوئے اور نائب مدرس کی حیثیت سے مولانا مملوک العلی کا پچاس روپے ماہوار پر تقرر رہوا۔ مولانا مملوک العلی کے تقرر کی تاریخ یکم جون ۱۸۲۵ء ہے۔"

(رپورٹ جنرل کمیٹی آف پبلک انسٹرکشن بتوسط کتاب محمد احسن نانوتوی، ص ۱۷۱، ۱۷۲)

نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں

"از اعیان دہلی بودند تلمذ ایشاں در علوم درسیہ با مولوی رشید الدین خان است

واز طرف فرنگیاں تدریس درجہ اول مدرسہ دہلی بایشاں تعلق است۔"

"وہ (مولانا مملوک العلی نانوتوی) دہلی کے اکابرین سے تھے اور علوم درسیہ میں مولوی رشید الدین خان کے شاگرد تھے مدرسہ دہلی میں انگریزوں کی طرف سے جماعت اوّل (عربی) کو پڑھانے کیلئے مقرر تھے۔" (تاریخ قنوج از نواب صدیق حسن خاں، ص ۱۰۰)

- مسٹر ٹامسن وزیٹر دہلی کالج نے ۸/ نومبر ۱۸۴۱ء کو ایک رپورٹ میں مولوی مملوک العلی کے اضافہ تنخواہ کی سفارش کی تھی ان کو اسی روپیہ ماہوار تنخواہ ملنی چاہیئے بالآخر مولانا کو (پچاس کی بجائے) ساٹھ روپے تنخواہ ملنے لگی۔ (رپورٹ جنرل کمیٹی آف پبلک انسٹرکشن بتوسط کتاب محمد احسن نانوتوی، ص ۱۷۳)
- مسٹر ٹامسن نے مولانا مملوک العلی کیلئے لکھا تھا:۔

"Hs is very good arabic scholar and very much respected in the city."

یعنی وہ عربی کے بہت بڑے فاضل ہیں اور شہر (دہلی) میں ان کا بہت احترام ہے۔

(رپورٹ جنرل کمیٹی ۳/ نومبر ۱۸۴۱ء جنرل پروسیڈنگ جلد چہارم دہم وسوانح مولانا احسن نانوتوی، ص ۱۷۴)

- دہلی کالج کے تمام انگریز پرنسپلوں کے وہ معتمد رہے۔ کالج کی رپورٹوں سے واضح ہوتا ہے کہ انگریز پرنسپل مولانا مملوک العلی پر بہت اعتماد کرتے تھے۔ ہر سالانہ رپورٹ میں ان کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ ایک موقعہ پر (انگریز) گورنر جنرل بہادر نے مولانا مملوک العلی کو انعام سے بھی نوازا۔ (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۱۷۶)

"مولانا" محمد اسماعیل پانی پتی کی شہادت

"جناب خلیق احمد نظامی نے "۱۸۵۷ء کا تاریخی روزنامچہ" کے دیباچہ میں صفحہ ۱۵ پر سر سید احمد خاں مرحوم کے یہ چند فقرے نقل کر کے اور ان کی تائید میں "ہنٹر" کے بے بنیاد الزامات کو پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف پیدا ہونے والی تحریکوں کے بانی دراصل حضرت سید احمد شہید اور حضرت شاہ اسماعیل شہید ہی تھے اور ۱۸۵۷ء میں جو کچھ ہوا وہ ان دونوں حضرات کی تبلیغ کا ہی نتیجہ تھا مگر اس بیان کو حقیقت سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ حضرت سید احمد بریلوی اور حضرت شاہ (اسماعیل) صاحب کی عملی زندگی سب پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے چنانچہ ان حضرات کے انگریزوں سے جیسے اچھے تعلقات تھے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔" (مقالات سر سید حصہ شانزدہم ص ۳۱۸)

"سید صاحب اور شاہ (اسماعیل) صاحب نے جو کام کیا اور جس کے کرنے کا نہ کبھی اظہار کیا اس کو خواہ مخواہ ان کے ذمہ لگانا تاریخ کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ ملک کے آزاد ہو جانے کے بعد ہر مذہبی جماعت اپنے اپنے اکابر کو انگریز دشمن ثابت کرنے میں مصروف ہے یہی جذبہ شاہ (اسماعیل) صاحب اور سید صاحب کو انگریز دشمن ثابت کرنے کیلئے مجبور کر رہا ہے۔" (مقالات سر سید حصہ شانزدہم ص ۳۱۹)

بانی جماعتِ اسلامی کی شہادت

بانی جماعتِ اسلامی جناب مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

"جس وقت یہ حضرات (سید احمد اور اسماعیل دہلوی) جہاد کیلئے اُٹھے ہیں اس وقت یہ بات کسی سے چھپی ہوئی نہ تھی کہ ہندوستان میں اصلی طاقت سکھوں کی نہیں انگریزوں کی ہے اور اسلامی انقلاب کی راہ میں سب سے بڑی مخالفت اگر ہو سکتی ہے تو انگریز کی ہو سکتی ہے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح ان بزرگوں (سید احمد اور اسماعیل دہلوی) کی نگاہ دور رس سے معاملہ کا یہ پہلو ہی اوجھل رہ گیا (اور وہ انگریزوں کو چھوڑ کر سکھوں سے لڑنے لگے)۔" (تجدید واحیائے دین۔ اشاعت تیرہویں، ص ۱۲۸)

یاد رہے کہ جناب مولوی اسماعیل صاحب پانی پتی اور مودودی صاحب دونوں سید احمد و اسماعیل پرست ہیں کوئی رضوی بریلوی نہیں ہیں۔ سید احمد و اسماعیل کو حضرت سید شاہ اسماعیل شہید اور رحمۃ اللہ علیہ لکھتے بولتے ہیں۔ اور ان کے فضائل و کمالات اور بزرگی کے مداح ہیں۔ مگر اس پر دونوں ہی متفق ہیں کہ سید احمد اور اسماعیل دہلوی کا جہاد انگریز کے خلاف نہیں تھا۔

مصنف سیف حقانی۔ مقالات سر سید کے نام سے تھرتھرا نہ جائیں۔ مولوی اسماعیل پانی پتی صاحب سر سید کے موقف کی تائید نہیں کر رہے بلکہ حقیقت واقعی کا اعتراف کر رہے ہیں تاریخ بیان کر رہے ہیں اور پھر آپ سر سید سے کہاں بھاگ سکتے ہیں ابھی ہم سوانح قاسمی جلد اوّل اور جلد سوم سے سر سید کا معتبر ہونا ثابت کر چکے ہیں۔ آپ کی اگلی پچھلی ہر گلی بند کر دی ہے کہیں راہِ فرار نہیں چھوڑی۔

لارڈ میکالے کے اصول

○ ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیئے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہیئے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے، الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔" (مسلمانوں کا روشن مستقبل، ص ۱۴۷ بحوالہ میجر باسو، ص ۸۷)

بتایئے جناب یہ مترجم کون تھے؟ لارڈ میکالے نے لکھا تھا۔

○ عربی کالج کی مشین میں جو کل پرزے ڈھالے جاتے تھے ان کے متعلق طے کیا گیا تھا کہ صورت و شکل کے اور دیگر بیرونی لوازم کے حساب سے تو وہ مولوی ہوں اور مذاق ورائے اور سمجھ کے اعتبار سے آزادی کے ساتھ حق کی تلاش کرنے والی جماعت ہو"۔

لو صاحب! بڑی رازداری کے ساتھ اس بات کو سوانح کے مصنف نے خود ہی کھول دیا کہ "بیرونی لوازم کے حساب سے تو وہ مولوی ہوں" آگے میکالے کے اصول کو لفاظی کے پردہ میں چھپا کر پیش کیا "اور مذاق اور رائے" الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو" کو ہاتھ کی صفائی سے یوں کر دیا "مذاق ورائے اور سمجھ کے اعتبار سے آزادی کیساتھ حق کی تلاش کرنے والی جماعت ہو"

بہرحال اس تحریف سے اصل بات پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اب ہمیں مسٹر میکالے کے وضع کردہ اصولوں کی روشنی میں دیکھنا یہ ہے کہ (۱) انگریز کا مترجم کون تھا؟ (۲) انگریزوں کے عربی کالج دہلی میں کون سے کل پرزے ڈھالے گئے؟ دیوبندی کتب وسوانح کی روشنی میں سب کچھ کھلم کھلا موجود ہے۔ لارڈ میکالے کے اصولوں کی تعبیر تلاش کرنا کوئی ایٹمی راز نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو۔

○ مولانا مملوک العلی کے صدر مدرس ہونے کی وجہ سے بھی دہلی کالج کی تعلیمی سرگرمیاں یقینی آگے بڑھیں اور مسلمانوں کی ایک ایسی کھیپ آگے تیار ہوئی جس نے نئے (انگریزی) نظام تعلیم میں منسلک ہو کر خاطر خواہ خدمات انجام دیں مولانا محمد مظہر (نانوتوی دیوبندی) مدرس آگرہ کالج، مولانا محمد منیر (دیوبندی) مدرس بریلی کالج، مولانا محمد احسن نانوتوی مدرس بنارس و بریلی کالج، مولانا ذوالفقار علی دیوبندی مدرس بریلی کالج و ڈپٹی انسپکٹر مدارس، مولانا فضل الرحمٰن دیوبندی ڈپٹی انسپکٹر مدارس۔۔۔ وغیرہ بہت سے (دیوبندی) حضرات ایسے ہیں جو اسی دہلی کالج کے (انگریزی) فیض یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں اور کم و بیش ان تمام حضرات نے نئے (انگریزی) تعلیمی نظام میں منسلک ہو کر نمایاں خدمات انجام دیں اور گورنمنٹ (برطانیہ) نے بھی ان (دیوبندیوں) کی خدمات کو سراہا اور حسن صلہ سے نوازا۔ (مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۱۷۷)

یاد رہے کہ اس کتاب کا تعارف مفتی محمد شفیع دیوبندی نے صفحہ ۱۰ پر لکھا ہے جو اس کے مستند ہونے کی دلیل ہے اور "مولانا" مناظر احسن گیلانی مولف سوانح قاسمی لکھتے ہیں:۔

○ بہر حال میرا خیال یہی ہے کہ مولانا مملوک العلی کو ایام طلب علم میں بھی نئے (انگریزی) رنگ ڈھنگ اور نئے (انگریزی) قواعد و قوانین والی اس (انگریزی) درسگاہ کے تجربہ کا موقعہ بھی میسر آیا۔۔۔ شروع میں مولانا مملوک العلی کا تقرر صدر مدرس پر نہیں ہوا بلکہ ہیڈ مولوی کی ماتحتی میں مددگاروں کی حیثیت میں اس (انگریزی) کالج میں چند مولوی جو کام کرتے تھے ان ہی مددگاروں میں ایک مددگار مولوی مدرس کی حیثیت کالج میں آپ کی تھی۔ (سوانح قاسمی، ج ۱ ص ۱۰۲)

○ مولانا مملوک العلی صاحب جو کہ مولانا محمد یعقوب صاحب کے والد اور مولانا رشید احمد و مولانا محمد قاسم کے استاد ہیں دہلی میں دارالبقا سرکاری مدرسہ تھا جس میں ملازم تھے۔ (الہادی ماہ شعبان ۵۶ھ، ص ۳۲)

○ تمہیدی بیان میں آپ سن چکے ہیں کہ حضرت مولانا مملوک العلی دہلی کے عربک کالج میں سرکاری ملازم تھے۔

اس موقعہ پر ہم قارئین کرام و انصاف پسند حضرات سے التماس کریں گے کہ وہ خود غور کریں کہ انگریز کو آخر عربی مدارس اور عربی کالج بنانے اور علماء تیار کرانے کی کیا ضرورت تھی اور کیوں وہ اس کیلئے روپیہ پانی کی طرح بہا رہا تھا آخر اس کا کیا مفاد تھا؟ ظاہر ہے کہ وہ عیسائیت کی بجائے اسلام کی تبلیغ کیلئے تو یقیناً ایسا نہیں کر رہا تھا آخر اس میں کیا راز ہے اور پھر وہ نانوتہ اور دیوبند کے علماء کے سوا کسی پر اعتماد ہی نہ کرتا تھا۔ مولوی مملوک العلی نانوتوی کے تربیت یافتہ دیوبندی و نانوتوی علماء کو ملک کے کالجوں میں کیوں پھیلایا جا رہا تھا۔

اس کا جواب اس کے سوا کچھ بھی نہیں تھا کہ لارڈ میکالے کے ان اصولوں پر عمل کرانا مقصود تھا۔

گاڈ فری ہیگنس کی کتاب کا ترجمہ

"مولانا محمد احسن (نانوتوی دیوبندی) نے دہلی کالج میں انگریزی بھی پڑھی تھی ان کے قلمی بیاض میں خود مولانا محمد احسن کے ہاتھ کی بعض تحریریں ہیں۔ مولانا محمد احسن نے سر سید احمد خاں کی فرمائش پر گاڈ فری ہیگنس (انگریز) کی کتاب کا انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کیا۔۔۔ مولانا محمد احسن (نانوتوی دیوبندی) نے نیچرل فلاسفی پر ایک مضمون لکھا تھا جو مسٹر ٹیلر پرنسپل دہلی کالج کی نگرانی میں دو مرتبہ طبع ہوا۔" (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۲۵)

مولوی عبد الحق صاحب (بابائے اُردو) نے اپنی کتاب "مرحوم دہلی کالج" میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک کتاب کے عربی کیلئے تیس ہزار روپے کی منظوری دی گئی۔

پھر لکھتے ہیں:۔

"اگر ترجمہ ایسا ہوتا جو سمجھ میں نہ آتا تو اس کی تشریح کیلئے مترجم کو معقول تنخواہ پر ملازم رکھا جاتا۔" (سوانح قاسمی، ج ۱ ص ۹۹، از مولوی مناظر احسن گیلانی بحوالہ مرحوم دہلی کالج)

ثابت ہوا انگریز بہادر کے مترجم اکابر علمائے دیوبند تھے۔

باقی رہا یہ کہ انگریز نے اپنی پالیسی کے تحت اپنے کالج میں کون سے کل پرزے ڈھالے وہ ہم ابھی کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۷۷ سے ثابت کر چکے ہیں۔

"مولانا مملوک العلی کے صدر مدرس ہونے کی وجہ سے بھی (انگریز کے) دہلی کالج کی تعلیمی سرگرمیاں یقیناً آگے بڑھیں اور مسلمانوں (دیوبندی علماء) کی ایک ایسی کھیپ تیار ہوئی جس نے نئے (انگریزی) نظام تعلیم میں منسلک ہو کر خاطر خواہ خدمات انجام دیں۔ مولانا محمد ظہیر (نانوتوی دیوبندی) مدرس آگرہ کالج، مولانا محمد منیر (دیوبندی) مدرس بریلی کالج، مولانا محمد احسن نانوتوی مدرس بنارس و بریلی کالج، مولانا ذوالفقار علی دیوبندی مدرس بریلی کالج و ڈپٹی انسپکٹر مدارس، مولانا فضل الرحمٰن دیوبندی ڈپٹی انسپکٹر مدارس تو خاص ان کے اعزاء واحباب ہیں۔"

یہ ہیں جناب وہ کل پرزے جو انگریز نے دہلی کالج میں ڈھالے اور استعمال کئے۔

مولوی محمد یعقوب نانوتوی

آپ مولوی مملوک العلی نانوتوی کے صاحبزادے اور مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کے استاذ تھے۔ آپ بھی انگریزی "فیض سے فیضیاب" ہوئے ملاحظہ ہو۔

"اس کے بعد (مولانا) چالیس روپے ماہوار مشاہرہ پر ملازم ہو کر (انگریزی) گورنمنٹ کالج اجمیر چلے گئے اور پانچ سال تک وہاں رہے اس کے بعد سہارنپور میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدہ پر ان کا تقرر ہوا۔"

"جب ۱۵/ محرم ۱۲۸۳ھ کو مدرسہ اسلامیہ (دارالعلوم) دیوبند قائم ہوا تو مولانا محمد یعقوب صدر مدرس مقرر ہوئے۔ اس وقت مولانا محمد یعقوب سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہو چکے تھے۔" (مولانا محمد احسن، ص ۱۹۲)

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی

آپ مدرسہ دیوبند کے بانی ہیں۔ آپ بھی انگریزوں کے دہلی کالج کے تربیت یافتہ ہیں۔ آپ کے مختصر حالات یہ ہیں۔ تذکرہ علمائے ہند کے مصنف مولوی رحمان علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"بعد از فراغ علوم چندے بمدرسہ انگریزی واقع دہلی تعلق گرفتہ"

(تذکرہ علمائے ہند، ص ۲۱۰۔ از نولکشور پریس لکھنؤ ۱۹۱۴ء)

ارواح ثلثہ کی شہادت

"مولانا حبیب الرحمٰن صاحب (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) نے فرمایا کہ مولانا (قاسم) نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں مولانا مملوک علی صاحب سے جب تعلیم پاتے تھے تو وہاں کے (انگریزی) کالج میں مولانا کا نام داخل تھا۔" (ارواح ثلثہ حکایت ۲۵۵ ص ۳۰۱)

انگریز کے چلے جانے کے بعد ۱۳۷۳ھ میں مسٹر مناظر احسن گیلانی نے اپنی سوانح قاسمی میں مولوی محمد حبیب الرحمٰن صاحب سابق مہتمم مدرسہ دیوبند جیسے مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے معاصر کی اس روایت کو محض لفاظی کے زور سے جھٹلانے کی ناکام کوشش کی ہے لیکن سوانح "مولانا" محمد احسن نانوتوی میں انہیں اس بات پر لتاڑا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مولوی محمد یعقوب نانوتوی کا تائیدی بیان اور کتاب مولانا احسن نانوتوی کی شہادت

”مولانا مناظر احسن گیلانی نے مولانا حبیب الرحمٰن مرحوم سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کے اس بیان پر ”مولانا نانوتوی دہلی میں مولانا مملوک العلی سے جب تعلیم پاتے تھے تو وہاں کے (انگریزی) کالج میں نام مولانا کا داخل تھا“ کو بلاوجہ نشانہ تنقید بنایا ہے ورنہ مولانا حبیب الرحمٰن مرحوم نے بھی مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی بات کو دہرایا ہے مولانا محمد قاسم نانوتوی کے دہلی سے اس تعلق کے انکار کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔“ (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۲۹

مدرسہ دیوبند، لیفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد مسٹر پامر کا معائنہ و تحسین

۳۱/ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یکشنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ (دیوبند) کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں۔

”جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صَرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کام کر رہا ہے یہ مدرسہ خلافِ سرکار (برطانیہ) نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاون سرکار (برطانیہ) ہے۔“ (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی، ص ۲۱۷

یاد رہے کہ اس کتاب کا تعارف مفتی محمد شفیع دیوبندی نے لکھا ہے۔

مدرسہ دیوبند کے مدرسین و ملازمین گورنمنٹ برطانیہ کے قدیم ملازم حال پنشنر تھے

(مدرسہ دیوبند کے کارکنوں اور مدرسین کی اکثریت) ”ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ (انگلشیہ) کے قدیم ملازم اور حال پنشنر تھے جن کے بارے میں گورنمنٹ (برطانیہ) کو شک و شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ تھی۔“ (سوانح قاسمی جلد دوم حاشیہ ص ۲۴۷)

مولوی مملوک العلی صاحب نانوتوی کے شاگرد رشید مولوی محمد قاسم نانوتوی کے استاد بھائی تھے۔ فتاویٰ رشیدیہ اور امداد السلوک وغیرہ کتب کے مصنف اور مولوی محمود الحسن دیوبندی کے پیر و مرشد ہیں۔ آپ کی سوانح عمری بنام تذکرۃ الرشید مشہور دیوبندی مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے مرتب کی ہے، آپ انگریز بہادر کے سچے جانثار و وفادار تھے۔ آیئے تذکرۃ الرشید کی روشنی میں بات کریں تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ جھوٹے الزام لگاتے ہیں۔

بغاوت کا جھوٹا الزام

جب بغاوت وفساد کا قصہ فرو ہوا اور رحم دل گورنمنٹ (انگلشیہ) کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پاکر باغیوں کی سرکوبی شروع کی تو جن بزدل مفسدوں کو سوائے اس کے اپنی رہائی کا کوئی چارہ نہ تھا کہ جھوٹی سچی تہمتوں اور مخبری کے پیشہ سے سرکاری خیر خواہ اپنے کو ظاہر کریں انہوں نے اپنا رنگ جمایا اور مولوی محمد قاسم و مولوی رشید احمد جیسے ان گوشہ نشین حضرات پر بھی بغاوت کا (جھوٹا) الزام لگایا اور مخبری کی۔"

اس سے ثابت ہوا کہ آج جو دیوبندی مولوی مصنف سیف حقانی کی طرح دیوبندی وہابی علماء کو جنگِ آزادی کا ہیرو ثابت کرنے کیلئے تاریخ کو مسخ کرتے ہیں وہ ان حضرات پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں۔ مگر یہ عجیب بات کہ ہم ان حکومت انگلشیہ کے فرمانبرداروں کی فرمانبرداری ثابت کریں تو آج کل کے دیوبندی وہابی ملاّں ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم ان کے اکابر پر جھوٹی تہمت لگا رہے ہیں۔

انگریز کے تا حیات دلی خیرخواہ

"جیسا کہ آپ حضرات (مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند و مولوی رشید احمد گنگوہی) اپنی مہربان سرکار (انگلشیہ) کے دلی خیر خواہ تھے تازیست دلی خیر خواہ ہی ثابت رہے۔" (تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۷۹)

حوالہ جات تو تذکرۃ الرشید سے مزید نقل کئے جاسکتے ہیں مگر اختصار مانع ہے کیونکہ ابھی اور بھی بہت سے فرمانبرداروں اور دلی خیر خواہوں کا تذکرہ کرنا ہے لہٰذا آیئے دیوبندی قوم کے انگریزی حکیم الامت کا تھوڑا سا ذکر ہو جائے۔ کیونکہ آپ تھوڑی ہی بات پسند کرتے تھے۔

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی

دیوبندی شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی جمیعت العلماء ہند کے وفد کو جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں:۔

دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ اُن کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت (برطانیہ) کی جانب سے دیئے جاتے تھے اسی کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ گو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم نہ تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے مگر حکومت ایسے عنوان سے دیتی تھی کہ اس کا شبہ بھی نہ گزرتا تھا۔ (مکالمۃ الصدرین ۱۶)

بتایا جائے کہ تھانوی صاحب کیا انگریزوں کے پیر و مرشد یا روحانی پیشوا تھے یا استاذ تھے آخر چھ سو روپیہ ماہوار جو آج کے چھ ہزار سے بھی زیادہ ہے آخر کس خدمت کے صلہ میں دیتی تھی اور تھانوی صاحب کے حواس کہاں گم ہو گئے تھے انہیں چھ سو روپیہ ماہوار جتنی بڑی رقم کے ماہوار ہاتھ آنے کا پتا بھی نہ چلتا تھا کہ کون دیتا ہے کیوں دیتا ہے اور کس لئے دیتا ہے؟

انگریزوں نے ہمیں آرام پہنچایا

ایک شخص نے مجھ (مولوی اشرف علی تھانوی) سے دریافت کیا تھا کہ اگر تمہاری حکومت ہو جائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے؟ میں نے کہا محکوم بنا کر رکھیں گے کیونکہ جب خدا نے حکومت دی ہے تو محکوم بنا کر ہی رکھیں گے مگر ساتھ ہی اس کے نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا اس لئے کہ انہوں نے (یعنی انگریزوں نے) ہمیں (دیوبندیوں کو) بہت آرام پہنچایا ہے۔ (الافاضات الیومیہ حصہ چہارم ۶۹۷۔ زیر ملفوظ ۱۱۳۶)

سرکار انگریزی کا فرمانبردار ہوں

جب آپ پر غلط فہمی کے باعث بغاوت کا الزام لگا تو آپ نے صاف فرمایا:۔

"میں جب حقیقت میں سرکار (انگریزی حکومت) کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیگانہ ہو گا اگر مارا بھی گیا تو سرکار (انگریزی حکومت) مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔" (تذکرۃ الرشید حصہ اوّل ص ۸۰)

دیکھئے مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاف صاف اقرار کر رہے ہیں۔۔۔ میں حقیقت میں سرکار انگلشیہ کا فرمانبردار رہا ہوں اور مجھ پر بغاوت کا الزام جھوٹا ہے۔ سرکار انگلشیہ کو اپنا مالک و مختار بھی تسلیم کر رہے ہیں۔

○ تذکرۃ الرشید حصہ اوّل صفحہ ۷۳ پر الزامِ بغاوت اور اس کی کیفیت کے زیر عنوان صاف لکھا ہے:۔

"جن (جنگِ آزادی کے مجاہدین) کے سروں پر موت کھیل رہی تھی۔ انہوں نے کمپنی کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا اور اپنی رحمدل گورنمنٹ (انگلشیہ) کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا"۔ (تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۷۳)

سرکار انگلشیہ کے باغیوں سے رشید و قاسم کی جنگ

"ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (مولوی رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم (نانوتوی) طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے راستہ میں بندوق چیوں سے مقابلہ ہو گیا یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار (انگلشیہ) کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا۔ اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار (انگلشیہ) پر جانثاری کیلئے تیار ہو گیا اللہ رے شجاعت و جوان مردی کہ جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں چند فقیر ہاتھوں میں تلوار لئے جم غفیر بندوق چیوں کے سامنے ایسے جمے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے ہیں۔" (تذکرۃ الرشید حصہ پہلا ص ۷۴۔۷۵)

ثابت ہوا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند ان کے اپنے بقول اپنی سرکار انگلشیہ کی حمایت میں مسلمانوں سے جوانمردی سے لڑ رہے تھے۔ اور یہ بھی دیکھئے ان پر بغاوت کا جھوٹا الزام لگانے والے کون تھے۔ بڑی رازداری کے ساتھ اس بات کو خود ہی کھول دیا فرماتے ہیں۔

تبلیغی جماعت اور انگریزی وظیفہ

"مولانا حفظ الرحمٰن صاحب (سیوہاروی ناظم اعلیٰ جمیعت العلماء ہند) نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداء حکومت کی طرف سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا۔" (مکالمۃ الصدرین ۱۳ مرتبہ مولوی طاہر احمد قاسمی دیوبندی)

جمعیت العلماء اسلام اور انگریزی رقوم

"مولانا حفظ الرحمٰن صاحب (ناظم جمعیت العلماء ہند) کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ کلکتہ میں جمعیت العلمائے اسلام حکومت (برطانیہ) کی مالی امداد اور اس کے ایماء سے قائم ہوئی ہے۔ مولانا آزاد سبحانی جمعیت علماء اسلام کے سلسلے میں دہلی آئے مولانا آزاد نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ہم جمعیت العلماء ہند کے اقتدار کو توڑنے کیلئے ایک علماء کی جمعیت قائم کرنا چاہتے ہیں گفتگو کے بعد طے ہوا کہ گورنمنٹ (برطانیہ) ان کو کافی امداد اس مقصد کیلئے دے چنانچہ ایک بیش قرار رقم اس مقصد کیلئے منظور کرلی گئی اور اس کی ایک قسط مولانا آزاد سبحانی کے حوالہ بھی کردی گئی۔ اس (انگریزی) روپیہ سے کلکتہ میں (جمعیت العلماء اسلام کا) کام شروع کیا گیا۔ مولوی حفظ الرحمٰن (سیوہاروی) صاحب نے کہا کہ یہ اس قدر یقینی روایت ہے کہ اگر آپ اطمینان فرمانا چاہیں تو ہم اطمینان کراسکتے ہیں۔" (مکالمۃ الصدرین ۱۳،۱۲)

جی ہاں! اب بتایئے کہ لارڈ میکالے کے اصول کیا ہیں۔ اور ان اصولوں پر دیوبندی وہابی پورے اترتے ہیں یا سنّی بریلوی؟ اوراس کا صحیح حقیقی اور واقعی مصداق کون ہیں۔

میرے خیال میں اب آپ کو خفیہ رپورٹوں کیلئے لندن برطانیہ برٹش لائبریری جانا ہی پڑے گا۔ اور دیکھئے جاتے ہوئے وزیر اعظم برطانیہ مسٹر کیلہن کے نام مفتی محمود کا سفارشی رُقعہ ضرور لیتے جایئے کیونکہ برطانوی وزیر اعظم کے حالیہ دورۂ پاکستان کے موقع پر مفتی محمود ان کے ساتھ دعوتیں اُڑاتے رہے ہیں اور اچھاخاصہ تعارف نہیں بلکہ قرب حاصل کرلیا ہے۔ اگر وہاں خفیہ رپورٹیں نہ بھی ہوئیں تو وہ اپنے پُرانے فرمانبرداروں کو نئی تیار کروادیں گے۔ آخر وہ رحمدل گورنمنٹ تو ہے آپ کی حالت زار پر ضرور رحم کھائے گی اور وہاں سے آتے ہوئے اپنی نو مولود سوادِ اعظم (جعلی) اہلسنّت کیلئے بیش قرار رقم بھی لیتے آنا۔ ضرورت پڑے تو مولانا آزاد سبحانی اور جمعیت العلماء اسلام کے قیام کے وقت ملنے والی بیش قرار رقم کے حوالہ سے بات کریں کام بن جائے گا۔

علامہ احتقانی کا کتنا بازاری و ناولنانہ اور مسخرانہ اندازِ تحریر ہے۔ مداریوں کے انداز میں بکتا ہے اور بے ہودہ شیخی بگھارتا ہے۔

یہ ہیں وہ چار چوٹی کے وسوسے اور ناپاک دعوے جن کو کتاب میں متعدد جگہ بے ڈھنگے انداز میں دُہرایا گیا ہے۔ اگرچہ ہم نے اسی باب میں اکابر دیوبند کی انگریز دوستی کے عنوان سے ان اور اس قسم کے جھوٹے اور بے بنیاد دعوؤں کی اچھی طرح چمڑی اُدھیڑی ہے لیکن مختصر جواب یہاں بھی ضرور عرض کریں گے۔

بے دلیل دعوؤں کا جواب

مصنف کی یہ ڈھٹائی اور سینہ زوری ہے کہ وہ جھوٹ اور غلط باتوں کو پورے وثوق و اعتماد کے انداز میں پیش کرتا ہے۔ دیوبندی ملاؤں میں یہ کمال شائد گنتی کے چند ہی افراد کو حاصل ہو۔ دن کو رات اور رات کو دن کہنا اور اس پر جم جانا علامہ احتقانی ہی کا کمال ہے مصنف نے جو بے دلیل دعوے کئے ہیں ان کے جوابات یہ ہیں:۔

1 مصنف کو اس قدر سفید جھوٹ بولنے سے قبل مشہور دیوبندی مولوی عاشق الٰہی میرٹھی کی کتاب تذکرۃ الرشید دیکھ لینی چاہئے تھی مگر دجل دیکھئے تو وہ جس نے سچ بولنا ہو اور سچی بات کہنی ہو ان کے مذہب نامہذب میں معاذ اللہ خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے تو پھر یہ خود جھوٹ کیوں نہ بولیں بہرحال تذکرۃ الرشید جلد اوّل صفحہ ۷۴۔۷۵ پر اس معرکہ اور حافظ ضمن کے ہلاک ہونے کے متعلق یوں لکھا ہے:۔

"حضرت امام ربانی (مولوی رشید گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم (نانوتوی) اور طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں سے مقابلہ ہو گیا یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار (انگلشیہ) کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے اور ہٹ جانے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار (انگلشیہ) پر جاںنثاری کیلئے تیار ہو گیا چنانچہ آپ پر فیریں ہوئیں اور حضرت حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیرِ ناف گولی کھا کر شہید بھی ہوئے۔" (تذکرۃ الرشید جلد اوّل صفحہ ۷۴۔۷۵)

لو صاحب بلی تھیلے سے باہر آگئی چلا پتا تھانہ بھون کے میدان اور حافظ ضامن کی شہادت کا۔۔۔؟ یہ سرکار برطانیہ پر علمائے دیوبند کی جاںنثاری تھی۔ یہ لوگ انگریز دشمنوں اور ایسٹ انڈیا کمپنی سے برسرپیکار مجاہدین آزادی سے اپنی سرکار کی حمایت میں لڑ رہے تھے نہ کہ گورنمنٹ (سرکار برطانیہ) سے لڑ رہے تھے۔

خرد کا نام جنون رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

چند بے دلیل دعوے

مصنف نے اپنی پُر خرافات تصنیف کا شیش محل ہوا پر تعمیر کیا ہے وہ دعویٰ پر دعویٰ کرتا چلا گیا اور دلیل و ثبوت کو غالباً آخرت پر موقوف کر دیا ہے۔ علماء اہل سنت پر بازاری انداز میں الزام تراشی کرتا ہے تو بے دلیل اپنے اکابر کی قصیدہ خوانی کرتا اور زمین آسمان کے قلابے ملاتا ہے تو بے دلیل اُن کو مجاہدین تحریک آزادی قرار دیتا ہے تو بے دلیل کسی بھی تو بات کا ثبوت یا دلیل پیش نہیں کرتا۔ اگر کوئی حوالہ نقل کرتا بھی ہے تو ۹۹ فیصد یقیناً غلط و بے محل ہوتا اور اس کا حلیہ بگاڑ کر اپنی خود آرائی کے سانچہ میں ڈھال اور غلاظت و خرافات میں لپیٹ کر پیش کرتا ہے۔ ہم ہر بات کا نمبر وار نوٹس لے رہے ہیں۔ لیجئے تحریکِ آزادی سے متعلق اس کے چند دعوؤں کا پوسٹ مارٹم ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتا ہے:۔

1. انگریز کے مقابلہ پر آئے تھے۔۔۔ میدان شاملی و تھانہ بلون (بھون) میں کون تھے۔ اسی میدان میں حضرت حافظ ضامن صاحب شہید ہوئے۔ (سیف حقانی، ص ۱۰۵)

2. حضرت (رشید احمد) گنگوہی کی چھ ماہ قید کس غرض سے تھی۔ (سیف حقانی، ص ۱۰۵)

پھر اسی بات کو سیف حقانی کے صفحہ ۱۱۶ پر دوسرے لفظوں میں یوں لکھتا ہے:۔

”حافظ محمد ضامن شہید کی رنگین قباء گلگوں کا خون گواہ ہے۔۔۔ حضرت گنگوہی سنت نبوی کا یہاں تک پاس کہ مخلصین کے الحاح واصرار اور دلائل کے باوجود تین دن سے زیادہ پوشیدہ (روپوش) رہنا گوارہ نہ ہوا۔“ (سیف حقانی، ص ۱۱۶)

3. خاک بالاکوٹ جن کی غیرت دین کی امین و شاہد ہے حق کیلئے مرنا بھی ہر دور میں علماء حق اپنے عمل سے بتاتے رہے۔ یہ دودھ پینے والے مجنوں نہ تھے۔ (سیف حقانی، ص ۱۲۶)

مصنف نے صفحہ ۱۵۴ پر باب نہم مولانا فضل حق خیر آبادی اور رضا خانیوں کا دجل کے نام سے قائم کیا ہے اور رنگ برنگی لن ترانیوں اور بدزبانیوں کے بعد ایک ایک بات کو دس دس بار لکھنے کے بعد احساس کمتری میں مبتلا ہو کر بکتا ہے:۔

4. ”چوری اور سینہ زوری کی مشہور عالم کہاوت سنتے تو ہمیشہ سے آئے تھے پر یہ رنگ ڈھنگ رضا خانیوں کے دیکھے کہ کس خیرہ چشمی اور ڈھٹائی سے مجاہدین آزادی کی قربانیوں کو اپنے کھاتے میں دکھانا چاہتے ہیں۔“ (سیف حقانی، ص ۱۵۴)

پھر لکھتا ہے اور تھک ہار کر جھک مارتا ہے:۔

”یہ (سنی بریلوی) دعویدار ہیں زور سے جبر سے دھاندلی سے جیسے بن پڑے دعویٰ ہے کہ ہم ۱۸۵۷ء میں دہلی کے معرکے کے ہیرہ تھے کیسے بھائی وہی بات علامہ (فضل حق) خیر آبادی ارے خدا کے بندو اس بے چارے (علامہ فضل حق خیر آبادی) سے تمہارا (بریلویوں کا) کیا واسطہ وہ کیا لگتے تھے تمہارے۔۔۔؟ (سیف حقانی، ص ۱۵۹)

آپ اپنے گھر کے جواب اور اپنے اکابر کے بیان و کلام سے بھی مطمئن نہ ہوں اور ڈوم ڈھاریوں کی طرح چیخ پڑیں تو پھر حضرت گنگوہی کی چھ ماہ قید کس غرض کیلئے آئے یہ بھی اپنے گھر والوں ہی سے پوچھئے۔

2 جب بغاوت وفساد کا قصہ فرو ہوا اور رحمدل گورنمنٹ کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پاکر باغیوں کی سرکوبی شروع کی تو جن بزدل مفسدوں کو سوائے اس کے اپنی رہائی کا کوئی چارہ نہ تھا کہ جھوٹی سچی تہمتوں اور مخبری کے پیشہ سے سرکاری خیر خواہ اپنے کو ظاہر کریں انہوں نے اپنا رنگ جمایا اور ان گوشہ نشین حضرات (مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی قاسم نانوتوی وغیرہ) پر بھی بغاوت کا الزام لگایا اور یہ مخبری کی کہ تھانہ (بھون) کے فساد میں اصل الاصول یہی (دیوبندی) لوگ شامل تھے اور شاملی کی تحصیل پر حملہ کرنے والا یہی (گنگوہی کا) گروہ تھا بستی کی دوکانوں کے چھپر انہوں نے تحصیل کے دروازہ پر جمع کئے اور اس میں آگ لگادی یہاں تک کہ جس وقت آدھے کواڑ جل گئے ابھی آگ بجھنے بھی نہ پائی تھی کہ ان نڈر ملانوں نے جلتی آگ میں قدم بڑھائے اور بھڑکتے ہوئے شعلوں میں گھس کر خزانہ سرکار (برطانیہ) کو لوٹا تھا۔ حالانکہ یہ کمل پوش فاقہ کش نفس کش (دیوبندی گنگوہی نانوتوی) حضرات فسادوں سے کوسوں دور تھے۔" (تذکرۃ الرشید پہلا حصہ صفحہ ۷۶)

گنگوہی کے چھ مہینہ حوالات میں رہنے کی یہ وجہ تھی جو گنگوہی صاحب کے سوانح نگار نے بتائی ان گوشہ نشینوں پر بغاوت کا جھوٹا الزام لگایا گیا تو وہ اس فساد (جنگِ آزادی) سے کوسوں دور تھے اور پھر یہ سوچنے کی بات ہے جیسا کہ مصنف سیف حقانی نے خود بھی لکھا ہے کہ حضرت گنگوہی چھ مہینے حوالات میں رہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بغاوت کی سزا چھ ماہ قید ہوتی ہے۔ بغاوت کے الزام میں مجاہدِ اہلسنّت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ کو پھانسی کی اور کالے پانی کی سزا دی جارہی ہے لیکن گنگوہی جی کو صرف چھ ماہ حوالات کی سزا دی جارہی ہے یہ کیا ہے؟ وجہ صرف یہ تھی کہ گنگوہی صاحب کی گرفتاری بغاوت کے الزام میں ہوئی تھی ورنہ وہ حقیقی طور پر سرکار انگلشیہ کے باغی نہ تھے اور جب تفتیش میں ثابت ہوگیا کہ گنگوہی سرکار برطانیہ کا باغی نہیں ہے تو چھ ماہ کے بعد چھوڑدیا۔ یہ بات بھی مولوی رشید احمد گنگوہی کے تذکرہ نگار نے بڑی صاف گوئی سے بیان کردی ہے وہ لکھتے ہیں۔

"حضرت امام ربانی قطب الارشاد مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کو اس سلسلہ میں امتحان کا بڑا مرحلہ طے کرنا تھا اس لئے گرفتار ہوئے اور چھ مہینے حوالات میں بھی رہے آخر جب تحقیقات اور پوری تفتیش و چھان بین سے کالشمس فی نصف النہار ثابت ہوگیا کہ آپ پر جماعت مفسدین کی شرکت کا محض الزام ہی الزام اور بہتان ہی بہتان ہے اس وقت (گنگوہی صاحب غیر مشروط) رہا کئے گئے۔" (تذکرۃ الرشید پہلا حصہ صفحہ ۷۹)

گنگوہی کا اپنا اعتراف

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اپنے خلاف سن کر کہہ رہے تھے۔

"میں جب حقیقت میں سرکار (گورنمنٹ انگلشیہ) کا فرمانبردار ہوں تو (بغاوت کے) جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیگانہ ہو گا"

(تذکرۃ الرشید پہلا حصہ صفحہ ۸۰)

مولوی رشید گنگوہی کا عدالتی بیان اور رہائی کا حکم

"جس وقت (مولوی رشید احمد گنگوہی) حاکم کے حکم سے عدالت میں بلائے جاتے تو ظاہر ہو کر بے تکلف گفتگو کرتے جو وہ (حاکم) دریافت کرتا بے تکلف اس کا جواب دیتے تھے آپ نے کبھی کوئی کلمہ دبا کر یا زبان کو موڑ کر نہیں کہا۔ کسی وقت جان بچانے کیلئے تقیہ نہیں کیا جو بات کہی سچ کہی اور جس بات کا جواب دیا خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر بالکل واقع کے مطابق اور حقیقتِ حال کے موافق۔ کبھی آپ سے سوال ہوتا کہ رشید احمد تم نے مفسدوں (مجاہدین آزادی) کا ساتھ دیا اور فساد کیا؟ آپ جواب دیتے ہمارا کام فساد کا نہیں نہ ہم مفسدوں (مجاہدین تحریکِ آزادی) کے ساتھی۔ کبھی دریافت ہوتا کہ تم نے سرکار (گورنمنٹ برطانیہ) کے مقابلہ میں ہتھیار اُٹھائے؟ آپ اپنی تسبیح کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہمارا ہتھیار تو یہ ہے۔ کبھی حاکم دھمکاتا کہ ہم تم کو پوری سزا دیں گے۔ آپ فرماتے کیا مضائقہ ہے مگر تحقیق کر کے۔ ایک مرتبہ حاکم نے پوچھا کہ تمہارا پیشہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کچھ بھی نہیں مگر زمینداری۔ غرض حاکم نے ہر چند تحقیق کیا اور تجسس و تفتیش میں پوری کوشش صَرف کر دی مگر کچھ ثابت نہ ہوا۔۔۔ آخر بری کئے گئے اور فیصلہ سنایا گیا کہ رشید احمد رِہا کئے گئے۔" (تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۸۴-۸۵)

گنگوہی صاحب خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر حلفیہ بیان دے رہے ہیں۔ نہ میں مجاہدین آزادی کا ساتھی نہ میں نے ہتھیار اُٹھائے۔ نہ میں نے سرکار انگلشیہ کے خلاف بغاوت میں حصہ لیا مگر مصنف سیف حقانی لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کیلئے اس کے برعکس کہہ کر گنگوہی کو تحریکِ آزادی کا علی بابا بنا رہا ہے۔

شرم اس کو مگر نہیں آتی

3 رہا بالاکوٹ کا معاملہ اس پر ہم گذشتہ اوراق میں مفصل روشنی ڈال چکے ہیں اور تاریخ ہزارہ۔ روزنامہ نوائے وقت ملتان ۲/نومبر ۱۹۷۸ء مقالات سر سید صفحہ ۳۱۸ حصہ شانزدہم۔ تجدید و احیاء دین۔ حیات طیبہ۔ تواریخ عجیبہ۔ سیرت سید احمد۔ ارواح ثلٰثہ کے حوالوں سے بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور مفصل عرض کر چکے ہیں۔ اس کا جواب (اِن شاءَاللہ) مصنف اور اس کے اکابر سے تا قیامِ قیامت نہ بن سکے گا۔

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے

4 اب سنئے مجاہدِ اہلسنت فاتح افرنگ علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات جن کے متعلق بے بصیرت واندھے مصنف نے آنکھیں بند کر کے یہ سوال کیا "وہ کیا لگتے تھے تمہارے؟"

بتاؤں وہ ہمارے کیا لگتے تھے سنو وہ وہی علامہ فضل حق خیر آبادی ہیں جنہوں نے عقائدِ وہابیہ کی دھجیاں اڑائیں۔ مسئلہ شفاعت و دیگر مسائل میں اسماعیل قتیل سے مناظرہ کر کے اس کو عاجز و ساکت کیا اور اسماعیل شہید لیلیٰ مجد کے ردّ میں "تحقیق الفتویٰ" نامی مدلل کتاب تحریر فرمائی اور انکارِ شفاعت وغیرہ سے متعلق تقویۃ الایمان کی عباراتِ کفریہ پر بدیں الفاظ شرعی حکم واضح فرمایا۔

"قائل ایں کلام لاطائل از روئے شرع مبین کافر و بیدین است ہر گز مومن و مسلمان نیست"

(سیف الجبار، ص ۵۰ بحوالہ تحقیق الفتویٰ از علامہ خیر آبادی قدس سرہ)

یہ وہی مولانا فضل حق خیر آبادی ہیں جن کے والد گرامی کا نام مولانا فضل امام وہابیت کیلئے موت کا پیغام ہے۔

یہ وہی مولانا فضل حق خیر آبادی ہیں جن کے متعلق سوانح قاسمی میں مذکور ہے:۔

"مولانا اسماعیل شہید اور مولانا فضل حق خیر آبادی (جو مولانا عبدالحق خیر آبادی کے والد ماجد تھے) ان دونوں بزرگوں میں باوجود ہم مدرس ہونے کے مسئلہ امتناع نظیر پر علمی زور آزمائیوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ آخر میں بات بہت دور تک پہنچ گئی اسی کے بعد ولی اللٰہی خاندان کے دینی علماء اور خیر آباد کے معقولاتی مولویوں کے درمیان اختلاف کی خلیج بہت زیادہ وسیع ہوگئی تقریر و تحریر میں علمی حدود سے تجاوز کر کے سب و شتم پر لوگ اتر آئے۔" (سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۳۸۳۔۳۸۴)

پھر حاشیہ میں لکھا ہے:۔

"مولانا (اسماعیل) شہید کی اس سیدھی سادی بات کو مولانا فضل حق صاحب نے منطقی زور آزمائیوں کی جولا نگاہ بنالیا دونوں طرف سے موٹی موٹی کتابیں شائع ہوئیں۔" (حاشیہ صفحہ ۳۸۴)

الزامات کی گردان

خدا جانے مصنف سیف حقانی نے کس خبط اور جنون کی کیفیت میں مبتلا ہو کر یہ ناپاک کتاب لکھی تھی اس سے بحث نہیں کہ اس میں زلزلہ اور تبلیغی جماعت کے کسی ایک حوالہ کو بھی نہیں جھٹلایا گیا یا جواب دیا گیا۔ ہمیں تو افسوس اور تعجب اس بات پر ہے اس نے اگرچہ کتاب کے دس باب باندھے ہیں مختلف عنوان قائم کئے ہیں مگر انگریز پرستی کا ہذیان ہر جگہ نظر آتا ہے۔ عنوان خواہ کچھ ہی ہو انگریز انگریز کا دورہ پڑتا ہے اور الزامات و خرافات کے اعادہ و گردان میں کچھ حیاء محسوس نہیں کرتا۔ ملاحظہ ہو ایک ہی بات بار بار ہا بار۔

مسئلہ دارالسلام و دارالحرب صفحہ ۱۲۔ ۲۲۔ ۹۵۔ ۱۲۵ پر موجود ہے۔ رشید گنگوہی کی قید اور حافظ ضامن کے قتل کے قصے صفحہ ۱۰۵۔ ۱۱۶۔ ۱۵۷۔ ۱۶۳ پر موجود ہیں۔ مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف الزام تراشی صفحہ ۱۱۔ ۲۰۔ ۱۰۴۔ ۱۶۱۔ ۱۶۴ پر موجود ہے۔ گدی نشین مارہرہ کے خلاف بازاری بکواس صفحہ ۱۱۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۱۶۱ پر موجود ہے۔

الغرض پوری کتاب الزام تراشی کی گردان پر مشتمل ہے۔ یہ کیا "زلزلہ" کا جواب ہے یہ کیا "تبلیغی جماعت" کارڈ ہے۔ دھماکہ، سوانح اعلیٰ حضرت، سیف حقانی، بریلوی فتنہ کا نیا روپ۔ آخر آپ زلزلہ کے کتنے جواب دیں گے۔ کتنے جوابات سے آپ مطمئن ہوں گے۔ آخر کیوں آپ پر دن کا چین اور رات کی نیند حرام ہو گئی ہے۔ کہیں یہ سارے جواب آپ کی من گھڑت تاویلات کا بھانڈا تونہ پھوڑ دیں گے۔ آپ کو کسی طرح سکون نہیں آرہا۔ آپ احساس کمتری میں مبتلا ہیں اور "زلزلہ" موت کا پیغام بن کر گردن پر کھڑا ہے اور نقد جواب کا مطالبہ کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔

مصنف کو معلوم ہونا چاہئے الزام لگانا آسان اور جرم ثابت کرنا مشکل ہوتا ہے۔ جوڑ توڑ اور کھینچا تانی کر کے کسی کو مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ حوالہ جات ایسے واضح اور قطعی غیر مبہم ہونے چاہئیں جیسے ہم نے نقل کئے ہیں۔

بتایئے جناب! علامہ فضل حق خیر آبادی قدس سرہ ہمارے لگتے تھے یا تمہارے لگتے تھے۔ آخر تم نے تاریخ اور حقائق کو مسخ کرنے کا ٹھیکہ کیوں اُٹھالیا ہے؟

اور پھر امکان کذب کے مسئلہ کا تو آپ کو بھی اعتراف ہے کہ علامہ فضل حق خیر آبادی قتیل دہلوی کے سخت خلاف تھے۔ یہ کوئی معمولی بات ہے ہنسی مذاق کی چیز ہے۔

علامہ خیر آبادی بھی انگریز کے ایجنٹ تھے

علامہ احمقانی سیف احمقانی میں ہم سے پوچھتا ہے کہ وہ کیا لگتے تھے تمہارے؟ ہم بھی پوچھتے ہیں کہ وہ کیا لگتے تھے تمہارے؟ جبکہ دیوبندی کٹھ پتلی ضیاء القاسمی غلام آبادی اسسٹنٹ سیکریٹری جعلی سواد اعظم غلام خانی اہلسنت صاف صاف بکتے ہیں:۔

"اس گروہ (اہلسنت بریلوی مکتب فکر) کی ابتداء خیر آباد کے ایک مولوی (فضل حق) سے ہوئی وہ (علامہ فضل حق) انگریز کا معروف ایجنٹ تھا۔" (ہفت روزہ افریشیا لاہور ۳۰/اپریل ۱۹۷۶ء ص ۱۳)

اب خود ہی بتاؤ علامہ فضل حق ہمارے تھے یا تمہارے تھے؟ اگر تمہارے تھے تو قتیل دہلوی کے متعلق ان کے شرعی فتویٰ پر ایمان لاؤ۔ تقویۃ الایمان کو پھونک دو اور بقول ضیاء القاسمی انگریز کے اس معروف ایجنٹ کو اپنا کہہ کر خود بھی انگریز کے دلال بنو۔ اگر علامہ فضل حق اپنے جملہ عقائد سمیت تمہارے نہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ یقیناً نہیں تو پھر اس حقیقت کا اعتراف کرو کہ دیوبندی ملاں اپنی انگریز پرستی پر پردہ ڈالنے اور عوام کو مغالطہ و فریب دینے کیلئے دوسروں کو بلاوجہ اور بلا ثبوت انگریز کا ایجنٹ قرار دیتے ہیں اور یہ مرض دیوبندی قوم میں عام پایا جاتا ہے اور اس مرض کے جراثیم ہر دیوبندی کے خون میں شامل ہیں۔

دیوبندی دفاع کا ایک نیا حربہ

موجودہ دور کے دیوبندیوں وہابیوں نے علمائے اہلسنت کے دلائل وبراہین سے عاجز آکر اپنی کتابوں کے مختلف ایڈیشنوں میں ترمیم وتحریف شروع کردی ہے کیونکہ وہ نہ تو اپنی غلطی کا اعتراف جائز سمجھتے ہیں نہ توبہ ورجوع کرتے ہیں نہ اپنے اکابر سے اظہار بیزاری ولاتعلقی کرتے ہیں مگر چونکہ علمائے اہلسنت کا دباؤ بڑھ رہا ہے اور عوام میں ان کی کوئی رکیک وذلیل تاویل نہیں سنی جاتی۔ ہر میدان میں ان کو پسپائی ہو رہی ہے لہٰذا اب انہوں نے اسی میں بہتری سمجھی ہے کہ اپنی کتابوں میں ترمیم وتحریف کی جائے اور آئندہ چھپنے والی کتابوں میں قابل اعتراض عبارات کو شامل نہ کیا جائے۔ اب تک ہمارے مطالعہ میں جو واقعات آئے ہیں ان میں فتاویٰ رشیدیہ، تحذیر الناس، حفظ الایمان کے نئے اور پرانے ایڈیشن ہیں۔ نئے ایڈیشنوں میں پرانے ایڈیشنوں کے برعکس کافی تحریف کی گئی ہے۔اس کی اگر ضرورت پیش آئی تو ہم مفصل ذکر کریں گے۔

قارئین کرام کی ضیافت طبع کیلئے ہم اس وقت صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ شاملی اور تھانہ بھون کے واقعات کے متعلق جو کچھ مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی نے تذکرۃ الرشید حصہ اوّل میں تحریر کیا تھا سوانح قاسمی جلد ۲ میں شاملی اور تھانہ بھون کے ان تمام واقعات کو مولوی مناظر احسن گیلانی نے تلف کردیا ہے جس سے دیوبندی اکابرین کا انگریز کو رحمدل گورنمنٹ کہنا اور خود کو گورنمنٹ انگلشیہ کا فرمانبردار کہنا ثابت تھا۔ ایسا کیوں؟

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اس میں نکتہ صرف یہ ہے کہ تذکرۃ الرشید جس وقت چھپا تھا اس وقت ان کا آقا انگریز یہاں موجود تھا حکومت کا کنٹرول اس کے ہاتھ میں تھا لہٰذا اس وقت انگریزی حکومت کو رحمدل گورنمنٹ اور بغاوت کرنے اور جنگِ آزادی لڑنے والے مجاہدین کو باغی لکھا اور خود کو سرکار انگلشیہ کا فرمانبردار ثابت کیا اور سرکار انگلشیہ کو اپنا مالک ومختار سمجھا۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید ص ۷۳ تا ۸۰ پہلا حصہ۔

یاد رہے کہ تذکرۃ الرشید ۵ / فروری ۱۹۰۸ء کی طبع شدہ ہے۔ جب انگریز ہندوستان پر قابض تھا اس وقت انگریز کی قصیدہ خوانی میں ان کا مفاد تھا۔ اب جبکہ انگریز مردود دفع ہوا ملک آزاد ہو گیا تو ان کا فائدہ اس میں ہے کہ انگریز کی تعریف نہ کی جائے اور دوسروں پر انگریز پرستی کے الزامات لگائے جائیں۔ لہٰذا انگریز کے جانے کے بعد ۱۳۷۳ھ میں چھپنے والی سوانح قاسمی میں شاملی اور تھانہ بھون کے وہ واقعات تلف کر دیئے جس سے انگریز کی وفاداری اور انگریز پر جانثاری کا ثبوت ملتا تھا ملاحظہ ہو سوانح قاسمی جلد ۲۔

لہٰذا مصنف سیف حقانی نے کمال مکاری سے وہی واقعات لکھے ہیں جو سوانح قاسمی میں مذکور ہیں۔ انگریزی عہد میں چھپنے والے تذکرۃ الرشید کے حقیقی واقعات کو دیدہ دانستہ پوشیدہ رکھا گیا۔

یہ ہے ان کا دین و ایمان ہوا کا رُخ دیکھ کر ہوا کے ساتھ چلتے ہیں۔ آج انگریز یہاں ہوتا تو سوانح قاسمی میں وہی ہوتا جو تذکرۃ الرشید میں ہے۔ نئے اور جھوٹے واقعات گھڑنے اور حقائق پر پردہ ڈالنے کی نوبت نہ آتی۔

باب دوم

عقائدِ اہلسنت

مصنف سیف حقانی کا پاگل پن ملاحظہ ہو۔ اس نے بزعم خود اہلسنت و جماعت بریلوی مکتب فکر کے جو عقائد خود گھڑ کر ان کے ذمہ لگائے ہیں وہ مختلف صفحات پر بکھرے پڑے ہیں اور باب کی بندش سے آزاد ہیں اور ایک دوسرے سے متضاد و مختلف ہیں۔

ملاحظہ ہو۔

صفحہ ۲۸ پر خدا کی توہین۔ صفحہ ۳۶ پر قرآن کی توہین۔ صفحہ ۴۱ پر خدا کی توہین۔ صفحہ ۴۷ کوک شاستر۔ صفحہ ۵۰ پر توہینِ رسالت۔ صفحہ ۵۶ پر انکارِ شفاعت۔ صفحہ ۶۵ پر رضا خاں سب سے اونچا۔ صفحہ ۶۶ پر نصرانی وسناتن دھرم۔ صفحہ ۶۷ پر رضا خانی توحید و رسالت۔ صفحہ ۶۹ پر رضا خانی قاضی الحاجات و رضا خانی مکہ مدینہ اور خدا۔ صفحہ ۷۰ پر رضا خانی جنت و قبوری شریعت کا کلمہ۔ صفحہ ۷۲ پر درود میں روافض و خوارج کی اتباع۔ صفحہ ۷۳ پر رضا خانی وصایا۔ صفحہ ۷۵ پر بریلوی دین کا قرطاس ابیض۔ صفحہ ۸۵ پر واحدانیت خدا کا مذاق۔ صفحہ ۸۷ پر خدائی اور رسول کی ختمِ نبوت کا انکار۔ صفحہ ۹۰ پر فرقہ رضا خانی کی رفض نوازیاں۔ صفحہ ۹۴ پر داعیان تثلیث۔ صفحہ ۹۸ پر رضا خانی دین کا ماخذ مسیحیت۔ صفحہ ۱۳۰ پولوس یہودی کا اسوۂ سیئہ۔ صفحہ ۱۷۰ رضا خانی شریعت کے ارکان عشرہ جیسے عنوانات قائم کر کے من گھڑت الزامات کو اہلسنت وجماعت کے عقائد قرار دیکر بڑی ڈھٹائی اور بے شرمی سے ان کا جاہلانہ انداز میں ردّ کر کے شیخی بگھاری اور شوخی دکھائی ہے۔ حوالہ جات وعبارات میں سخت خیانت اور تحریف سے کام لیا ہے دیدہ دانستہ غلط معنی پہنائے گئے ہیں۔ ہم اس باب میں اہلسنت کے صحیح عقائد پیش کریں گے۔ جو عقائد تھوپے گئے ہیں ان کا راز طشت از بام کریں گے۔

خدا کی توہین کا الزام

مصنف نے بڑی طمطراق سے صفحہ ۲۸ پر مداح اعلیٰ حضرت کے حوالہ سے چند اشعار نقل کئے ہیں۔ اور ان کو بزعم خود معاذاللہ خدا کی توہین قرار دیا ہے۔ وہ اشعار یہ ہیں:۔

کس کے آگے ہاتھ پھیلائیں گدا — چھوڑ کر در آپ کا احمد رضا
گر مصیبت میں کوئی چاہے آقا مدد — دفع فرمادیں بلا حضرت اعلیٰ رضا
مانگ لے اب جو مانگتا ہے محب — دینے والا ہے اعلیٰ ہمارا رضا
دین و دنیا میں میرے بس آپ ہیں — میں ہوں کس کا آپ کا احمد رضا
کون دیتا ہے مجھے کس نے دیا — جو دیا تم نے دیا احمد رضا
دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا — ہاں مدد فرما شہا احمد رضا

اس پر ہم مصنف اور اس کے بڑے بڈھوں سے یہ کہنا چاہیں گے اگر وہ "مداح اعلیٰ حضرت" میں ذکورہ بالا اشعار اس ترتیب سے دکھادیں تو ہم مصنف کی حیثیت کے مطابق اس کو مبلغ بیس روپیہ نقد انعام دیں گے۔

اور پھر اس کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خدا تعالیٰ کی توہین کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے جبکہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرات اولیاء اللہ قدست اسرارہم کی امداد و اعانت حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کی امداد ہے کیونکہ یہ اولیاء اللہ ہیں نہ کہ "اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ" اور بفضلہٖ تعالیٰ دینا اور امداد و اعانت فرمانا غنی و مالدار کرنا محبوبانِ خدا کیلئے ثابت ہے۔ " قال ربنا تبارک و تعالیٰ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ" اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے۔

❖ حاجت رواخواہ حاجات دُنیوی ہوں یا اُخروی ہوں صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو حقیقتاً حاجت روا سمجھے وہ بحکمِ قرآن مشرک ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ الی اخر الایات هٰذا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب"

عبد الرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی

۸/ شعبان ۱۳۹۳ھ

(ماخوذ مرثیہ گنگوہی علمائے دیوبند کی نظر میں، ص ۵۔۶)

اسی طرح تیسرے شعر میں مولوی رشید احمد گنگوہی کو مربیِ خلائق کہا گیا۔ خلائق جمع خلق کی ہے تو پورے مصرعہ کا مطلب یہ ہوا خدا اُن (رشید احمد گنگوہی) کا مربی (پالنے والا) تھا اور مولوی رشید احمد گنگوہی مربی خلائق پوری خلقت اور تمام جہان کے پالنے والے تھے اور پھر چوتھے شعر میں تو کمال ہی کر دیا۔ جدھر کو آپ (مولوی رشید احمد) مائل تھے اُدھر ہی حق بھی دائر تھا۔ میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی یہ ہے تنقیص خداوندی۔ ذرا قبلہ و کعبہ کہنے کے متعلق خود گنگوہی صاحب کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے لکھتے ہیں۔

سوال۔ قبلہ و کعبہ یا قبلہ دارین کعبہ کونین یا قبلہ دینی و کعبہ دنیوی یا مثل ان الفاظ کے القاب و آداب۔۔۔۔ کسی کو تحریر کرنے جائز ہیں یا نہیں حرام ہے یا غیر حرام مکروہِ تحریمی یا تنزیہی۔

جواب۔ ایسے کلمات مدح کے کسی کی نسبت کہنے اور لکھنے مکروہِ تحریمی ہیں "لقولہ علیہ السلام ملا نظرو فی الحدیث رواہ البخاری والمسلم" جب زیادہ حد شان نبوی سے کلمات آپ کے واسطے ممنوع ہوئے تو اور کسی دوسرے کے واسطے کس طرح دُرست ہو سکتے ہیں۔

فقط واللہ اعلم رشید احمد گنگوہی

(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۸۱)

اور پھر چوتھے شعر میں تو حد ہی کر دی۔ جدھر کو آپ رشید گنگوہی مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا۔ گویا حق گنگوہی جی کے اشاروں پر چلتا ہے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

اور پھر اس کو کیا کہئے مرثیہ گنگوہی مصنفہ مولوی محمود الحسن دیوبندی میں تو اس سے کہیں زیادہ ہے جبکہ دیابنہ انبیائے کرام و اولیائے عظام کی امداد و عطا کے قائل بھی نہیں۔ ملاحظہ ہو شیخ دیوبند مدح مولوی گنگوہی میں کہتے ہیں:۔

غریب و عاجز و بیکس کریں کیا اور کدھر جائیں — ہوئی ہے میزبان خلق کی جنت میں مہمانی
حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب — گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

(مرثیہ گنگوہی، صفحہ ۸۔۹)

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے — مرے مولا مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی
جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا — مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی
ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جا ہو گیا گمراہ — وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی

(مرثیہ گنگوہی، صفحہ ۱۰۔۱۱)

درحقیقت ان اشعار میں خدا تعالیٰ کی توہین ہے کیونکہ ان میں دیوبندی شیخ الہند، خدا تعالیٰ سے پوچھ رہا ہے۔

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

کیا معاذ اللہ ربّ تعالیٰ خود مجبور و بیکس ہے جو اس سے پوچھا جا رہا ہے کہ دین و دنیا کے حوائج کہاں لے جائیں قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی رشید گنگوہی تو مر کر مٹی میں مل گیا۔ آیئے اس شعر (۲) پر علمائے دیوبند کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

❖ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی کے یہ معنی ہوں کہ وہ خود بخود بلا حق تعالیٰ کی منظوری و اجازت کے حاجات پوری کرنے والے ہیں تو یہ شرک ہے کفر ہے اس سے توبہ فرض ہے اور اگر یہ معنی ہوں کہ وہ دعا کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ سب حوائج پوری کر دیں گے یہ درجہ حاصل ہے تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے یہاں ثابت اوروں کے یہاں ثابت نہیں۔ شعر یوں پڑھئے:۔

حوائج دین و دنیا کے فقط اللہ سے لیں گے
وہی ہے قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

فقط جمیل احمد تھانوی
مفتی جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور
۱۱ / شوال ۱۳۹۳ھ

مصنف سیف حقانی کو مدح اعلیٰ حضرت کے شعر تو نظر آگئے اور اس نے بزعم خود اس کو خدا تعالیٰ کی توہین بھی قرار دیدیا۔ لیکن وہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کو کیا کہے گا۔ وہ اپنے پیر طریقت حضرت نور محمد صاحب علیہ الرحمۃ کی مدح میں ان کو مدد کیلئے پکارتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

تم ہو اے نور محمد خاص محبوبِ خدا　　ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا　　عشق کی پُرسنکے باتیں کانپتے ہیں دست وپا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا　　آسرا دنیا میں ہے ازبس تمہاری ذات کا

(امداد المشتاق، ص ۱۱۶ و شمائم امدادیہ، ص ۸۴)

بتایئے ان اشعار کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔ یہ اشعار مولوی رشید احمد گنگوہی نے امداد السلوک میں بھی لکھے ہیں۔

حاضر و ناظر کا اطلاق

صفحہ ۳۰ پر بعنوان خدا حاضر ناظر نہیں لکھتا ہے خدا کی توہین ملاحظہ ہو حنفی سلسلۂ اسلام نمبر ۲ صفحہ ۳۹ پر فرماتے ہیں: "اللہ عزوجل کیلئے لفظ حاضر وناظر خاص نہیں" اس کے بعد ملاں جی بے چین طبیعت کے ساتھ لکھتا ہے تو حضور والا پھر کس کیلئے خاص ہے اگر عام ہے تو کس کس کیلئے۔ اس کے ساتھ ہی ملاں جی نے دو تین آیات بھی نقل کر دی ہیں جو اس مفہوم کی ہیں "خدا تمہارے ساتھ ہے" حالانکہ بات حاضر وناظر کے اطلاق سے متعلق ہو رہی ہے مگر یہ جاہل حاضر وناظر کے معنی و مفہوم کو کیا سمجھے اس نے اپنی جہالت وحماقت کا بھنگڑہ ضرور ڈالنا ہے کاش کہ یہ جاہل مطلق منجد مختار الصحاح اور مجمع بحار الانوار المصباح المنیر وغیرہ میں حاضر و ناظر کے معانی تلاش کرتا تو اس قدر کھلی جہالت کا مظاہرہ نہ کرتا۔ عالم میں حاضر و ناظر کے شرعی معنی یہ ہیں کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کف دست کی طرح دیکھے اور قریب و بعید کی آوازیں سنے یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرے خواہ یہ روحانی طور پر ہو یا جسمانی طور پر ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرات انبیاء ورسل علیہم السلام و بزرگانِ دین کو یہ طاقت حاصل ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ "نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ" اور "عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" ہے اور "عٰلِمُ الْغَیْبِ" ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ صفت اور شان قرآنِ عظیم سے ثابت ہے اور ہم انبیاء و رسل علیہم السلام کو علىٰ كل شيء قدير۔ نحن اقرب اليه من حبل الوريد۔ عالم الغيب نہیں مانتے اور حاضر وناظر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے نہ کسی آیات واحادیث میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کہا گیا نہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنہ میں حاضر وناظر کا نام شامل ہے۔ نہ صحابہ کرام یا تابعین یا ائمہ مجتہدین یا سلف صالحین میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کیلئے حاضر وناظر کا نام استعمال کیا۔ اور نہ یہ نام اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان ہے۔ یہ مصنف کی اپنی مرضی ہے کہ وہ بے لگام ہو کر جس چیز کو چاہے اللہ تعالیٰ کی توہین قرار دے اور دل کی بھڑاس نکالے متلاشیانِ حق و انصاف اگر چاہیں تو اس سلسلہ میں امام اہلسنّت مجددِ دین و ملت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ کی تصانیفِ جلیلہ اور کتاب جاء الحق و رسالہ تسکین الخواطر و قہر خداوندی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

مصنف نے اس سلسلہ میں جو چند آیات نقل کی ہیں وہ قطعی بے محل ہیں۔ اوّلاً تو وہ اللہ تعالیٰ کے حاضر وناظر ہونے کے اثبات میں نہیں۔ دوم ان میں اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر نہ کہنے کو ان میں توہین قرار نہیں دیا۔ مصنف کو چاہئے کہ وہ بے موقعہ و بے محل آیات نقل کر کے اپنی قرآن دانی کا رُعب جمانے کی بجائے اس مفہوم کی آیات نقل کر لے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر نہ ماننا اس پاک ذات کی توہین ہے۔

مصنف نے جنون وہابیت سے مغلوب ہو کر حنفی سلسلۂ اسلام صفحہ ۲۵ کے حوالہ سے یہ بھی لکھا ہے:۔

"حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں تمام جہان حضور کے زیر حکومت و تصرف میں ہے جو چاہیں کریں جسے چاہیں دیں جس سے چاہیں واپس لے لیں اور تمام جہان ان کا محکوم ہے اور وہ اپنے ربّ کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔ احکامِ شریعت حضور کے قبضہ میں دیئے گئے جس پر جو چاہیں حرام فرمائیں۔ جس کیلئے جو چاہیں حلال کریں فرض جس پر چاہیں معاف فرمائیں۔"

بتایئے جناب اس میں کون سی بجلی گر گئی تھی جو خرمن مجد تباہ ہو گیا۔ اگرچہ ہم نے حنفی سلسلہ اسلام نہیں دیکھا اور محولہ بالا عبارت بھی تحریف شدہ معلوم ہو رہی ہے لیکن اس عبارت میں بھی یہ تو ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق اور یہ بھی ہے۔

"تمام جہان ان (نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا محکوم اور وہ اپنے ربّ کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔" (سیف حقانی، ص ۳۱)

مصنف نے چوری الفاظ کی بدترین مثال قائم کرتے ہوئے اس عبارت میں سوا کا لفظ ختم کر دیا۔ بہرحال جب یہ ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں اور اپنے ربّ کے محکوم ہیں تو پھر آخر بے چینی کیوں ہے۔ کیا یہ غلط ہے:۔

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً

اور یاد کرو جب تمہارے ربّ نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

خلیفہ کا لغوی معنیٰ نائب ہے دیکھو فیروز اللغات صفحہ ۳۰۰ خلیفہ (نائب) احکام و اوامر و دیگر تصرفات میں اصل کا نائب ہوتا ہے۔ یہ آیہ کریمہ سیّدنا آدم علیہ السلام سے متعلق ہے۔ لیکن ہمارے آقا و مولیٰ حضرت سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جملہ انبیاء و رسل علیہم السلام سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا ہیں۔ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق نہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کا نائب بے کس و بے بس اور مجبور و بے اختیار ہو گا اور اس کو اپنے ربّ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تصرف کی قدرت حاصل نہ ہو گی۔ یہ کتنی صریح جہالت ہے اللہ تعالیٰ کے نائب کے اختیارات و تصرفات کا انکار در حقیقت اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ہی انکار ہے۔

مصنف نے اس سلسلہ میں دو آیات بھی نقل کی ہیں کہ "لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الخ" مخلوق اسی اللہ کی ہے اور حکم بھی صرف اسی کا اللہ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

ایک طرف تو حضرات انبیاء ورسل علیہم السلام حتی کہ سیّد الانبیاء حبیبِ خدا نائبِ خالقِ ارض وسماء محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق ایسے معاندانہ عقائد ہیں، دوسری طرف اپنے ملاؤں کے متعلق کھلم کھلا کہتے ہیں۔

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اس کا جو حکم تھا تھا سیف قضائے مبرم

(مرثیہ گنگوہی، ص۲۱)

مولوی رشید گنگوہی کا حکم قضائے مبرم کو کاٹنے والی تلوار تھا۔ اور اسی پر بس نہیں آگے ملاحظہ ہو۔

مردوں کو زندہ کیا زندہ کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذی ابن مریم

(مرثیہ گنگوہی، ص۲۲)

اور پھر حق تو گنگوہی جی کے معاذ اللہ اشاروں پر چلتا ہے۔

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا
میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

(مرثیہ گنگوہی، ص۸)

مولوی رشید احمد گنگوہی جی کی تو یہ شان ہے انہوں نے:

حضرت قاسم وامداد کو مرنے نہ دیا
بلکہ زندہ ہی رکھا علیٰ وجہ اتم

(مرثیہ گنگوہی، ص۲۶)

بتایئے دیوبندیت کی دیواریں منہدم کر دینے والی ان مبالغہ آرائیوں کا انکے پاس کیا جواب ہے جو ان کے اپنے بقول شرک خالص خدا تعالیٰ کی اور قرآن کی توہین اور نہ جانے کیا کیا ہیں۔ لیکن اسکے باوجود آنکھوں پر پٹی باندھ کر اپنی سیف حقنیہ میں لکھا یہ جا رہا ہے کہ

- رضاخانی دین کے پرستاروں نے صاف صاف کہہ دیا۔

خدا کے پلے میں بجز وحدت کے رکھا کیا ہے
جو لینا ہے ہمیں لے لیں گے مصطفےٰ سے

(سیف حقانی، ص۳۲)

نیز فرمایا:۔

اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَهٗ مَکۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِی التَّوۡرٰىةِ وَالۡاِنۡجِیۡلِ یَاۡمُرُهُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡهٰىهُمۡ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیۡهِمُ الۡخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡهِمۡ (پ۹۔ سورۃ الاعراف:۱۵۷)

”وہ لوگ کہ پیروی کریں گے اس بھیجے ہوئے غیب کی باتیں بتانے والے امی کی جسے لکھا پائیں گے اپنے پاس توریت و انجیل میں وہ انہیں حکم دے گا بھلائی کا اور روکے گا برائی سے اور حلال کرے گا ان کیلئے ستھری چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں اور اتارے گا ان پر سے ان کا بھاری بوجھ اور سخت تکلیفوں کے طوق جو ان پر تھے۔“

معلوم نہیں وہابیوں کو آدھا قرآن پڑھنے اور آدھے کو نظر انداز کرنے اور غلط معنی پہنانے کا مرض کیوں ہے؟ یا ان کو مذکورہ بالا آیات نظر نہیں آتیں۔

مصنف سیف حقانی کو یہ بھی گوارا نہیں کہ کوئی مسلمان یہ کہے کہ حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ مصنف نے اپنے نقل کردہ اسی حوالہ میں بزعم خود اس کا بھی تمسخر اڑانے کی کوشش کی۔ یہی کچھ بابائے وہابیت قتیل دہلوی کہتا رہا ہے کہ

”رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔“ (تقویۃ الایمان، ص ۶۵)

اب اس احمق اور اس کے گرو بابائے وہابیت کو کون سمجھائے کہ تمہیں قرآن کا نام لے کر قرآن عظیم کی تکذیب کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ کیا قرآن عظیم میں یہ نہیں ہے ”وَ لَسَوۡفَ یُعۡطِیۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰی“ اور کیا حدیثِ قدسی میں یہ نہیں ہے

”کُلُّهُمۡ یَطۡلُبُوۡنَ رِضَائِیۡ وَ اَنَا اَطۡلُبُ رِضَاكَ یَا محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“۔

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اگر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہ ہوتا تو کعبہ قبلہ کیونکر قرار پاتا؟ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے سے مسلمان نہیں ہوئے؟ کیا حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے سے ڈوبا ہوا سورج واپس نہیں ہوا۔ چاند دو ٹکڑے نہیں ہوا؟

مصنف کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ اس نے حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مفہوم کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ وہ محبوب و محب میں فرق سمجھتا ہے حالانکہ یہاں میرا تیرا نہیں ہے یہ بے بصیرت "لولاك لما خلقت الدنيا" اور "لولاك لما خلقت الافلاك" کے معنیٰ و مفہوم سے مطلق نا آشنا ہے۔ اپنی موروثی جہالت کے سبب جو آیاتِ طیبہ بے محل نقل کی ہیں ان میں یہ ہرگز ثابت نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مطلقاً اختیارات نہیں دیئے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے مالک و قادر ہونے کا اثبات ہے انبیائے کرام علیہم السلام کے تصرف و اختیارات کی نفی نہیں ہے۔ مصنف کو نفی کی دلیل پیش کرنا چاہئے تھی۔ مگر نہیں کر سکتا۔

تعجب ہے کہ جاہل مصنف اتنا اندھا ہو گیا کہ عظمت و شانِ رسالت سے متعلق اسے کوئی آیت نظر نہیں آتی۔ ملاحظہ کیجئے کیا یہ آیات قرآن عظیم میں نہیں ہیں؟

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (پ۱۰۔ سورۃ التوبہ:۷۴)

"اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔"

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ (پ۱۰۔ سورۃ التوبہ:۵۹)

"اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہیں ہمیں اللہ کافی ہے۔ اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔"

قرآن پاک ہی میں ہے:۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ الخ

"لڑو ان سے جو ایمان نہیں لائے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے۔"

(پ۱۰۔ سورۃ التوبہ:۲۹)

الزام تو بڑی فراخدلی سے لگا دیا لیکن یہ نہیں بتایا۔ رضا خانی دین کے پرستاروں نے یہ کہاں لکھا ہے اور کچھ نہیں تو چٹان کا ہی حوالہ دے دیتا تھا یا کم از کم پروفیسر روحی ہی کا نام لے دیتا تھا۔ بلا دلیل وثبوت الزام تراشی کرنا اور پھر زبان درازی کے بل بوتے پر یہ کہنا "کیا یہ فتنہ اور اس کی خطرناکی قادیانی دجال سے کم ہے" خود دَجّال وکذاب ہونے کا کھلا اعتراف ہے یا نہیں؟ اگرچہ ہم نے حنفی سلسلۂ اسلام نامی کوئی کتابچہ نہیں دیکھا۔ مگر اپنے تجربہ مجربہ کی بناء پر ان کی تراش خراش سے واقفیت کے باعث اس کے نقل کردہ حوالوں کی چوری صاف محسوس کر رہے ہیں اہلسنّت کے ذِمہ وہ عقائد تھونپے جا رہے ہیں جن کا ان سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ ہم بہتر جانتے ہیں کہ علمائے اہلسنّت کے عقائد ونظریات کیا ہیں۔ اور وہ بات کس انداز میں کہتے ہیں اور پھر یہ بات ثابت نہیں کہ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری قدس سرہ کی کوئی کتاب حنفی سلسلہ اسلام کے نام سے موجود ہے۔ اگر بالفرض یہ کتاب ہو بھی سہی تو یہ یقین نہیں کہ علامہ مرحوم نے اس انداز میں یہ باتیں کہیں ہوں جو مصنف کہہ رہا ہے اور اگر بالفرض یہی کچھ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب علیہ الرحمۃ کا عقیدہ تسلیم کر لیا جائے تو پھر اس کی زد دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری پر بھی پڑے گی۔ کیونکہ دیوبندی شیخ التفسیر اور سابق امیر جمعیت العلماء اسلام آنجہانی احمد علی لاہوری ان ہی علامہ ابوالحسنات کی بہت عزت وتعظیم کرتے تھے جن کو دیوبندی مصنف معاذ اللہ منکر قرآن ٹھہرا رہا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"ایک دفعہ مولانا داؤد غزنوی کی دعوت پر ان کے مدرسہ شیش محل میں میٹنگ تھی حضرت (مولوی احمد علی) پہلے سے کرسی پر تشریف فرما تھے۔ مودودی صاحب اور مولانا ابوالحسنات (سید محمد احمد بریلوی) بعد میں تشریف لائے۔ حضرت شیخ (احمد علی) ہر دو اصحاب کیلئے کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر ان کو گلے لگا لیا۔" (ہفت روزہ خدام الدین ۸/ مارچ ۱۹۶۲ء۔ ص ۱۲)

اور پھر ۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عمل کا صدر مولانا ابوالحسنات صاحب کو تسلیم کرنے والے یہی دیوبندی اکابرین عطاء اللہ بخاری، احمد علی لاہوری، عبد اللہ درخواستی وغیرہ تھے۔ لہٰذا وہ مصنف سیف حقانی کے بقول ایک منکر قرآن کو اپنا صدر بنا کر خود بھی منکر قرآن ہوئے۔ مذکورہ بالا اور اس قسم کے بہت سے دیوبندی ملاں مصنف کے اس فتویٰ سے نہیں بچ سکتے۔

مگر مصنف کا یہ سارا تانا بانا ہی غلط ہے اور اس کی چوری کا یقین ہمیں اس سے بھی ہوتا ہے کہ اس نے سیف حقانی کے صفحہ ۳۶ پر قرآن کی توہین کے زیر عنوان شرح استمداد صفحہ ۵۱ سے یہ حوالہ نقل کیا ہے:۔

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پوری خدائی طاقت دی گئی ہے جب ہی تو خدا کی طرح مختارِ کل ہیں اور خدا کے نائبِ کل۔"

اور کشف ضلال دیوبند صفحہ ۶۴ کے حوالہ سے لکھا ہے:۔

"قرآن وحدیث کے خلاف پر بزرگوں کے قول سے سند پکڑنا جائز ہے۔" (سیف حقانی، ص ۳۶)

ہم دیوبندیوں کے اس کذاب مصنف کو منہ لگانے کو تیار نہیں۔ جب آدمی جھوٹ بولنے پر کمر باندھ لے تو اس کو کیا کہا جائے۔ مگر ہم اس کذاب کے استاذ مفتی محمود کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ میدان میں آئیں اپنے کذاب شاگرد کے مذکورہ بالا دونوں حوالہ جات ثابت کر کے ہم سے ایک ہزار روپیہ نقد انعام حاصل کریں۔ اور ہم مزید ایک ہزار روپیہ اس پر انعام دیں گے کہ کوئی یہ ثابت کر دے کہ امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت حضرت مولانا احمد رضا بریلوی قدس سرہ یا کسی بھی عالم اہلسنّت کی کوئی کتاب کشف ضلال دیوبند کے نام سے دنیا میں موجود ہے۔ ہم چیلنج کرتے ہیں کہ ان دونوں کتب تو کیا اگر سیّدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کسی کتاب سے یہ الفاظ ثابت کر دیں تو ہم اس کو ایک ہزار روپیہ دیں گے۔ مصنف بے شرمی سے کہتا ہے "گل مک گئی" حالانکہ ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ "جھوٹ دی حد مک گئی"۔ حقیقت یہ ہے کہ نام نہاد سیف حقانی جیسی سو فیصد خالص جھوٹی کتاب ہم نے نہیں دیکھی۔

علم ما کان وما یکون

مصنف نے مسئلہ علمِ غیب پر بھی مختلف گفتگو کی ہے مگر وہی چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی سو اب بھی ہے اس مسئلہ کو بھی تھوڑا تھوڑا مختلف صفحات پر زیر بحث لایا ہے مگر وہی بنیادی غلطی جو ان کے بڑے کرتے آئے ہیں یہ لوگ ان عقائد و نظریات کا رد نہیں کرتے جو علمائے اہلسنت کے ہیں بلکہ اپنی طرف سے ایک عقیدہ گھڑ کر سنیوں کے سر تھوپیں گے اور پھر محقق بن کر اس کا رد کرینگے۔ مسئلہ علمِ غیب ہی کو لے لیجئے۔ اس میں پہلے تو اہلسنت پر یہ الزام لگائیں گے کہ یہ لوگ انبیاء و اولیاء کو عالم الغیب سمجھتے ہیں اور پھر ایسی آیات واحادیث نقل کریں گے جس سے اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کا اثبات ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کو ایسی آیات و احادیث پیش کرنی چاہئے کہ تمام نزول قرآن عظیم کے بعد بھی فلاں چیز کا علم اللہ تعالیٰ نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا نہیں فرمایا۔ یہی چیلنج بار بار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت قدس سرہ نے ان کو دیا مگر لاجواب رہے سنئے۔

سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا چیلنج

"ہاں ہاں تمام مجدیہ دہلویہ گنگوہی جنگلی کو ہی سب کو دعوتِ عام ہے اجمعو اشر کاء کم چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالتہ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف و صریح طور پر ثابت ہو کہ تمام نزول قرآن عظیم کے بعد اشیاء مذکورہ ماکان ومایکون سے فلاں امر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا۔" (انباء المصطفےٰ صفحہ ۴۔ از سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز)

سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے اس چیلنج کا جواب آج تک اکابر دیوبند نہ دے سکے تو بے چارہ اپنے منہ علامہ قریشی کس کی بھیڑ ہے جو جواب دے۔ اس کا انحصار تو ہوائی فائرنگ پر ہے۔ مصنف نے صفحہ ۳۳ کے علاوہ صفحہ ۱۷۲ اور چند دیگر مقامات پر بھی اس مسئلہ کو چھیڑا ہے مگر وہی چار سو بیسی اور ہیرا پھیری۔ لکھا ہے۔

"چنانچہ دیکھئے (بریلوی) کہتے ہیں اولیاء بھی عالم الغیب ہیں۔ اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے غیب دانی ان کے اختیار میں دے دی ہے۔ جب چاہیں غیب کی بات معلوم کرلینا ان کے اختیار و قابو میں ہے۔" (الامن والعلیٰ، ص ۲۰۵)

صفحہ ۱۷۲ پر لکھتا ہے "خدا کے ساتھ نبی بھی عالم الغیب"۔

حالانکہ اہلسنت وجماعت حضرات انبیاء ورسل علیہم السلام اور بزرگانِ دین اولیاء کاملین قدست اسرارہم کو عالم الغیب نہیں مانتے۔ عالم الغیب کہنا اور بات ہے اور بعطائے الٰہی علمِ غیب ماننا اور بات ہے اور مصنف الامن والعلی صفحہ ۲۰۵ تو کیا اپنے نقل کردہ الفاظ الامن والعلی کے کسی بھی صفحہ پر نہیں دکھا سکتا۔ ہم نے مصنف کے اس حوالہ کو بہتان سمجھنے کے باوجود اپنے مکمل اطمینان کیلئے الامن والعلی کو چھان مارا۔ لیکن مصنف کے نقل کردہ الفاظ کہیں نہیں ملے۔ ہم مصنف کے استاذ مفتی محمود کو چیلنج کرتے ہیں وہ اپنے ہونہار شاگرد کے نقل کردہ الفاظ دکھا کر ایک ہزار روپیہ مزید انعام حاصل کریں ورنہ اس کذاب کے منہ میں لگام دیں۔

محدث پاکستان کا منظور سنبھلی کو چیلنج

"آپ (مولوی منظور سنبھلی) نے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز پر افتراء کیا ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب کہنا عرفاً جائز بتایا ہے اگر آپ میں ذرہ سی بھی سچائی ہو تو زیادہ نہیں ایک ہی کتاب پیش کر دیجئے لفظ عالم الغیب کا اطلاق ہم بھی عرفاً غیر خدا عزوجل پر نہیں کرتے مگر بعطائے الٰہی سیّد الانبیاء بلکہ جمیع انبیاء بلکہ اولیاءِ کرام کیلئے بھی علم غیب مانتے ہیں۔" (نصرت خداداد، ص ۱۰۶۔ از محدث اعظم ابو المنظور مولانا محمد سردار احمد قدس سرہ)

یہی کچھ فقیر نے اپنی کتاب انوار حق بجواب اظہار حق میں لکھا ہے۔ لیکن اس کے باوجود دیوبندی ملاں وہی مرغ کی ایک ٹانگ کہے جا رہے ہیں اور حماقت یہ ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خداداد علمِ غیب شریف کی نفی میں آیات نقل کریں گے تو وہ ایسی ہوں گی جس میں یا تو اللہ عزوجل کے عالم الغیب ہونے کا بیان ہو گا یا ذاتی و غیر متناہی علم غیب کی نفی ہو گی۔ دیکھئے مصنف نے سیف حقانی صفحہ ۳۴ پر چند ایک آیات نقل کی ہیں وہ آیات معہ جوابات یہ ہیں:۔

پہلی آیت اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ اس آیت سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب عطا نہیں فرمایا۔

دوسری آیت قُل لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ کا معنی یہ ہے، کہو اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ نہیں جانتا جو کوئی کہ آسمانوں اور زمین میں ہے غیب کی بات کو مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اس آیت کے تحت تفسیر انموذج جلیل میں ہے: معناہ لا یعلم الغیب بلا دلیل الا اللہ او بلا تعلیم او جمیع الغیب اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ بغیر دلیل یا بغیر بتائے (بلا تعلیم خداوندی) یا سارے غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ روض النضیر شرح جامع صغیر میں امام مناوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: اما قولہ لا یعلم فمسر بانہ لا یعلمھا احد بذاتہ ومن ذاتہ الا ھو۔ اسی طرح امام نووی کے فتاویٰ اور امام ابن حجر مکی کے فتاویٰ حدیثیہ اور شرح شفا خفاجی میں ہے اختصار مانع ہے ورنہ مفصل لکھا جاتا۔ الغرض اس میں نفی علم ذاتی ہی کی ہے اور یہی مطلب ہے کہ خود بخود نہیں جانتے مطلقاً نفی نہیں ہے۔

تیسری آیت قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ تم فرمادو کہ میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ (خود بخود) غیب جان لیتا ہوں۔ اس آیت کے تحت علامہ نیشاپوری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

(قل لا اقول لکم) لم یقل لیس عندی خزائن اللہ لیعلم ان لیعلم ان خزائن اللہ وھی العلم بحقائق الاشیاء وما ھیاتھا عندہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باستجابۃ دعاء لا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قولہ ارنا الاشیاء کما ھی ولکنہ یکلم الناس علیٰ قدر عقولھم (ولا اعلم الغیب) ای لا اقولکم ھذا مع انہ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عملت ما کان وما یکون اہ مختصراً

”یعنی ارشاد ہوا کہ اے نبی فرمادو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں (یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں) بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہیں مگر حضور ان کی سمجھ کے قابل باتیں بیان فرماتے ہیں اور وہ خزانے کیا ہیں تمام اشیاء کی ماہیت و حقیقت کا علم حضور نے اس کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عزوجل نے قبول فرمائی اور پھر فرمایا اور میں غیب نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں ما کان وما یکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ (انتہیٰ)

اس آیت میں دعویٰ کی نفی ہے علمِ غیب کی نفی نہیں ہے اسی طرح تفسیر مدارک میں ہے یہی کچھ روح البیان میں ہے۔

چوتھی آیت وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ اس آیت کے متعلق مفسرین نے فرمایا کہ مفاتح الغیب (غیب کی کنجیوں) مراد غیب کے تمام خزانے ہیں یعنی جملہ معلومات الٰہیہ کا جاننا کیونکہ کنجی کا کام ہی یہ ہوتا ہے قفل کھولا جائے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس غیب کی کنجیاں نہیں وہ جملہ معلومات الٰہیہ کو محیط نہیں اور غیب کے لامتناہی خزانوں کا خود بخود بغیر عطائے خداوندی علم نہیں رکھتے۔ اس کے تحت تفسیر کبیر میں فرمایا سارے ممکنات پر قادر ہوتا ہے۔

مسئلہ علمِ غیب اور اکابر دیوبند

دیوبندی وہابی مختلف حیلوں اور بہانوں اور ڈھکوسلوں سے علمِ غیب کی نفی کرتے ہیں۔ آج کل یہ کہا جا رہا ہے علمِ غیب بتانے سے غیب نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتا دیا ہے تو وہ غیب نہیں رہا کبھی علم غیب عطائی کا بھی انکار کیا جاتا ہے کبھی شرک قرار دیا جاتا ہے وغیرہ۔ آیئے اکابر دیوبند کی کتب سے مسئلہ علمِ غیب کا ثبوت پیش کریں۔

- مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں:۔

"مثلاً علم اولین اور ہیں اور علم آخرین اور لیکن یہ سب علوم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں۔" (تحذیر الناس، ص ۴)

- مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:۔

"رسل و اولیاء غیب اور آئندہ کی خبر دیا کرتے ہیں۔" (تکمیل الیقین، ص ۱۳۵)

- مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی لکھتے ہیں:۔

"ہمارا ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اولین و آخرین کے علوم دیئے گئے۔" (المہند، ص ۱۲)

- مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:۔

"یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے اللہ کے اسماء و صفات سے یا احکامِ شرعیہ سے یا مذہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے ان چیزوں کے بتانے میں ذرا بخل نہیں کرتا۔" (حاشیہ تفسیر قرآن از مولوی شبیر احمد عثمانی، ص ۷۶۴)

- مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:۔

"اولیاء اللہ کے واسطے زمین کا سمٹ جانا بیان کیا گیا ہے۔۔۔ وقت کا سمٹ جانا۔۔۔ بعض غیب اور کشف کی باتوں کا خبر دینا اس کے درجے اس قدر ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے۔" (جمال الاولیاء، ص ۲۲۳۔۲۲۴)

پانچویں آیت لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ میں بھی علم عطائی کی نفی نہیں ہے له مقاليد السمٰوٰت والارض اور عنده مفاتح الغيب کے متعلق سیّدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے عجیب علمی نکتہ بیان فرمایا فرماتے ہیں دونوں کے معنی ہیں کنجیاں اور اگر مفاتح کا اوّل اور آخر حرف یعنی م اور ح لیں اور مقالید کا حرف اوّل اور حرف آخر یعنی م اور دال لیں تو بنتا ہے نام پاک محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ ذاتِ پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہور عالم کی کنجی ہے۔

الغرض مصنف سیف حقانی کی نقل کردہ آیات میں سے ایک آیت بھی علم عطائی کی نفی نہیں کرتی۔ اگر بالفرض ان آیات سے علم عطائی کی نفی بھی مراد لی جائے تو یہ دوسری آیاتِ قرآنیہ سے معارض ہوں گی۔ مثلاً علم غیب عطائی کے متعلق قرآن عظیم میں ہے:۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ

"اللہ جل شانہ یوں نہیں کہ تم کو مطلع کر دے غیب پر لیکن اللہ تعالیٰ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے پس ایمان لاؤ تم اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان پر رہو تم اور پرہیز گاری پر تو تم کو بڑا ثواب ہے۔"

دوسری آیت میں ہے:۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

"اللہ جل جلالہ عالم الغیب ہے پس اپنے غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر سوائے پسندیدہ رسولوں کے۔"

اور بھی بہت سی آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ نبویہ سے علم غیب بعطائے خداوندی ثابت ہوتا ہے مگر اختصار مانع ہے۔ قارئین کرام تفصیل کیلئے الدولۃ المکیہ، خالص الاعتقاد، انباء المصطفیٰ از امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الکلمۃ العلیاء مصنفہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ۔ مناظرہ بریلی از محدث اعظم علامہ سیّد محمد سردار احمد قدس سرہ۔ جاء الحق از مفتی احمد یار خاں بدایونی۔ اور فقیر کا رسالہ انوار حق بجواب اظہار حق ملاحظہ کریں۔

حاجی امداد اللہ صاحب اور مسئلہ علمِ غیب

- حاجی صاحب اکابر دیوبند کے پیر و مرشد ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:۔

لوگ کہتے ہیں کہ علمِ غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حدیبیہ و حضرت عائشہ (کے معاملات) سے خبر نہ تھی اس کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے۔" (شمائم امدادیہ حصہ دوم صفحہ ۶۱)

مصنف سیف حقانی نے اپنے زعم جہالت میں اہلسنت عقیدہ علم غیب کا مذاق اُڑاتے ہوئے صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے:۔

"اللہ مجھے معاف کرے خیال گزرتا ہے کہ یہ فرقہ حضور پر کہیں سلسلہ وحی کا منکر تو نہیں اس لئے کہ جو عالم ماکان و مایکون ہے تو پھر وحی کی ضرورت ہی کیا رہی۔" (سیف حقانی، ص ۳۳)

دیکھا دیوبندی جہالت و حماقت کا کرشمہ گویا اس کو ابھی تک وحی کی ضرورت ہے۔ اپنی جان میں بڑا تیر مارا تھا ہم کہتے ہیں کہ کیا ملاں جی مذکورہ بالا اکابر دیوبند اور حاجی امداد اللہ صاحب سے بھی یہی سوال کریں گے کہ آپ حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو علم غیب مان کر کہیں سلسلہ وحی کے منکر تو نہیں۔

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

بندے محمد کے (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

سیف حقانی صفحہ ۳۵ پر حسبِ عادت شرح استمداد صفحہ ۷۵ کے حوالہ اس کا بھی مذاق اڑایا گیا ہے۔ مگر عقل سے پیدل مصنف کو یہ نظر نہیں آیا کہ صاحبِ شرح استمداد نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ تو اکابر دیوبند کے پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے لہٰذا اس مسئلہ میں اہلسنّت پر اعتراض کرنا اکابر دیوبند کے مرشد کا مذاق اُڑانا ہے۔ آیئے اس مسئلہ پر بھی تھوڑی گفتگو کرتے ہیں۔

قرآنِ عظیم میں ہے:۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

"اے محبوب فرمادو کہ میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے نااُمید نہ ہو۔"

اس جگہ يَا عِبَادِيَ میں دو احتمال پیدا ہوتے ہیں ایک یہ کہ ربّ تعالیٰ فرماتا اے میرے بندو۔ دوسرا یہ کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ فرمادو اے میرے بندو۔ اس دوسری صورت میں عبادِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہونگے۔ آیئے بندہ کا لغوی معنی معلوم کرتے ہیں اور پھر اس مقام پر قرآن عظیم میں جو يَا عِبَادِيَ کہا گیا ہے اس سے کون مراد ہیں اس کا فیصلہ مولانا روم علیہ الرحمۃ اور حاجی امداد صاحب و مولوی اشرف علی صاحب تھانوی وغیرہ سے کراتے ہیں۔

بندہ کا لغوی معنی

عبد کے معنی محض عابد یا عبادت کرنے والا نہیں ہے بلکہ اس کا معنی غلام اور خادم اور نوکر چاکر بھی ہے لہٰذا جب عبد یا عبادی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو گی تو اس کا معنی عبادت کرنے والے یا عابد کے ہوں گے اور جب اس کی نسبت غیر اللہ کی طرف ہو گی تو اس کا معنی غلام، خادم، نوکر کے ہوں گے۔ لہٰذا فیروز اللغات صفحہ ۱۲۹ پر بندہ کا معنی غلام، نوکر، چاکر، خادم موجود ہے۔

باقی رہا یہ کہ مذکورہ بالا آیات میں يَا عِبَادِيَ کا مصداق کون ہے تو وہ مولانا روم علیہ الرحمۃ، حاجی امداد اللہ صاحب اور تھانوی صاحب سے پوچھیئے۔

○ مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

بندہ خود خواند احمد در رشاد
جملہ عالم رابخواں قل یا عباد

حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارے عالم کو اپنا بندہ فرمایا قرآن عظیم میں پڑھ لو قل یا عباد۔

○ مولوی محمود الحسن دیوبندی

اپنے شیخ طریقت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے مرنے پر ان کی مدح میں لکھتے ہیں:۔

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

(مرثیہ گنگوہی، ص ۸)

یعنی مولوی رشید گنگوہی صاحب کے کالے بندے بھی یوسف ثانی ہیں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) مصنف بتائے کہ اس شعر میں عبید سود کس کو کہا جارہا ہے؟

مصنف نے سیف حقانی صفحہ ۳۵ پر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یارسول کا بندہ کہنے کو بڑی جسارت، قرآن کا انکار، ایمان کی بربادی اور محرومی قرار دیا ہے لیکن اس کے نزدیک مسلمانوں کو شیطان کا بندہ کہنا عین ایمان ہے۔ ملاحظہ ہو ملاں جی اپنی سیف حقنیہ کے صفحہ ۹ پر سنیوں بریلویوں کو مخاطب کر کے لکھتا ہے "ان بندگانِ ابلیس" گویا دیوبندیوں کے نزدیک بندگانِ ابلیس کہنا تو جائز اور عین ایمان ہے۔ لیکن عبد الرسول، عبد النبی کہنا معاذ اللہ قرآن کا انکار ہے کیوں نہ ہو شیطان تو ان کا آقا اور حقیقی رہنما ہے۔

مولوی خلیل انبیٹھوی نے بھی اپنی براہین قاطعہ میں ابلیس کا علمِ غیب رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ بتایا ہے۔

ہم مصنف سے اتنا پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا حاجی امداد اللہ صاحب، اشرف علی تھانوی، محمود الحسن وغیرہ نہ صرف یہ بلکہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی بلکہ صاحبِ در مختار ہاں ہاں بلکہ سیّدنا صدیق اکبر عتیق اطہر، سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما معاذ اللہ ثم معاذ اللہ قرآن عظیم کا انکار کرتے رہے ہیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کیا انہوں نے ایمان کی بربادی کی؟

○ حاجی امداد اللہ صاحب

اکابر دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اپنے رسالہ نفحہ مکیہ ترجمہ شمائم امدادیہ صفحہ ۷۱ پر فرماتے ہیں:۔

"عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ ۔ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ الآیۃ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

○ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

"قرینہ بھی انہی معنی کا ہے۔ آگے فرماتا ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اگر مرجع اس کا اللہ تعالیٰ ہوتا فرماتا من رحمتی تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی۔ (شمائم امدادیہ، ص ۷۱) نیز یہی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنے ترجمہ قرآن میں قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ الآیۃ کا ترجمہ "آپ کہہ دو کہ میرے بندو" کرتے ہیں۔

○ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

ازالۃ الخفاء میں بحوالہ الریاض النضرۃ فرماتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بر سر منبر خطبہ میں فرمایا قد کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فکنت عبدہ و خادمہ یعنی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا پس میں آپ کا بندہ اور خادم تھا۔ مثنوی شریف میں وہ واقعہ نقل فرمایا جبکہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لائے تو عرض کیا:۔

گفت مادو بندگانِ کوئے تو
کردمش آزاد ہم برروئے تو

"ہم دونوں آپ کی بارگاہ کے بندے ہیں میں ان کو آپ کے سامنے آزاد کرتا ہوں۔"

○ صاحب درِ مختار

دیوبندی حنفی تو کہلاتے ہیں حنفیت پر عمل سے کتراتے ہیں۔ سنو! صاحب در مختار خطبہ درِ مختار میں اپنا شجرہ علمی یوں بیان کرتے ہیں:۔

فانی ارویہ عن شیخنا الشیخ عبد النبی الخلیلی

"میں اس کو اپنے شیخ عبدالنبی خلیلی سے روایت کرتا ہوں۔"

کیوں جناب اب تو کبھی در مختار کا نام نہیں لیں گے کہہ دو یہ تو شرکوں کی کتاب ہے۔

اطاعت

مصنف سیف حقانی صفحہ ۳۵ا پر لکھتا ہے:۔

”مسلمانو! کیسا اندھیر ہے اور ظلم عظیم ہے یہ کہ فرماتے ہیں اور بڑی خیرہ چشمی اور ڈھٹائی سے فرماتے ہیں خدا بھی حضور علیہ السلام کی اطاعت کرتا ہے۔“ (شرح استمداد، ص ۵۲)

پھر لکھتا ہے:۔

”العیاذ باللہ یہ محبت نہیں بلکہ صریح خدا و مذہب کی دشمنی ہے اور عظیم توہین ہے اللہ بچائے۔“

آیئے دیکھیں استمداد میں لکھا کیا ہے جو نجدی حواس باختہ ہوا جا رہا ہے۔ لیجئے صاحب یہ استمداد ہے اس میں لکھا ہے:۔

”اب احادیث سنئے صحیحین میں ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سے عرض کرتی ہیں ”مَا اَرٰی رَبَّكَ اِلاَّ یُسَارِعُ فِی هَوَاكَ“ میں حضور کے ربّ کو حضور کی خواہش میں جلدی ہی کرتا دیکھتی ہوں یعنی جو حضور چاہتے ہیں جلدی کر دیتا ہے۔ اقوال ابن عدی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ابو طالب نے سرکار (بارگاہِ رسالت) میں عرض کی ”ان ربك لیطیعك“ بیشک حضور کا ربّ حضور کی اطاعت کرتا ہے۔ فرمایا ”یا عماہ لو اطعته لیطیعنك“ اے چچا اگر تم اس کی اطاعت کرو تو وہ تمہارا اچاہانہ ٹالے۔ حاکم مستدرک میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی جب حضور روزِ قیامت (اپنے اللہ کو) سجدۂ شفاعت کریں گے ارشاد ہوگا ”یا محمّد ارفع راسك وقل تطاع“ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اپنا سر اُٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو تمہاری اطاعت کی جائے گی۔

مصنف کے پاس ان احادیث کا کیا جواب ہے اس کے اکابر نے ان احادیث کا کیا جواب دیا ہے؟ قارئین کرام غور کریں کہ مصنف کی بکواس بازاری اور زبان درازی کی زد کس کس پر پڑتی ہے۔ مذہب اور خدا کا دشمن معاذ اللہ کون قرار پایا عظیم توہین کا مرتکب کون بتایا گیا۔ بلاشبہ نجدیت اندھی جہالت کا نام ہے۔

انبیاء سے اولیاء کو افضل ماننے کا اتہام

سیف حقانی صفحہ ۳۷ پر رضا خانی دین کا کچھ چٹھا یا قرطاس ابیض کے تحت گستاخیاں اور شرارتیں کے زیر عنوان "توہینِ انبیاء" کی ذیلی سرخی کے ساتھ ایک حوالہ حنفی سلسلہؑ اسلام نمبر ۲ صفحہ ۴۳ سے نقل کیا ہے کہ

"پہلے پچھلے سب نبیوں سے افضل اُمت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ولی ہیں۔"

اس کے بعد ملاں جی لکھتے ہیں کہ کیا منصبِ انبیاء کی کھلی توہین نہیں۔

آج تک وہابیہ دیابنہ اہلسنّت پر انبیاء علیہم السلام کو حد سے بڑھانے خدا تعالیٰ سے ملانے کا الزام عائد کرتے تھے۔ آج دیوبندیت کا یہ نومولد فرزند انبیاء علیہم السلام کو اولیائے کرام سے گھٹانے کا الزام لگا رہا ہے۔ مصنف نے یہاں بھی دھوکہ دیا اور بددیانتی کا مظاہرہ کیا۔ حالانکہ عبادت میں انبیاء علیہم السلام سے افضل اولیاء کو نہیں کہا جا رہا بلکہ پہلے پچھلے انبیاء کی اُمت سے اُمتِ محمدیہ کے اولیاء کو افضل کہا گیا ہے یعنی جس طرح حضور پُر نور سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جملہ انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اسی طرح اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اولیاء جملہ انبیاء علیہم السلام کے اُمتیوں سے افضل ہیں۔ جو عقیدہ وہ اہلسنّت کے سر تھونپ رہا ہے وہ اس کے اپنے اکابر کا ہے ملاحظہ ہو بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:۔

"انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات اُمتی بظاہر مساوی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔" (تحذیر الناس، ص ۵)

اپنی بلا دوسروں کے سر ڈالنا کہاں کا انصاف ہے؟ یہی نہیں کہ صرف انبیاء علیہم السلام سے اُمیتوں کو بڑھایا بلکہ تقویۃ الایمان صفحہ ۲۸ پر تو صاف لکھا ہے:۔

"انبیاء و اولیاء امام زادہ پیر شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔"

مسئلہ حاضر و ناظر

مصنف سیف حقانی نے مسئلہ حاضر وناظر پر کئی جگہ اعتراض کیے ہیں مثلاً صفحہ ۳۸۔۷۶ اوغیرہ وغیرہ۔ ہمیں اختصار مانع ہے لہٰذا ایک ہی جگہ اس مسئلہ پر گفتگو کریں گے لیکن جوابات جملہ اعتراضات کے دیں گے مصنف نے یوں تو مسئلہ حاضر ناظر پر مسخرانہ انداز میں کئی جگہ جاہلانہ اعتراضات کئے ہیں مگر یہ اعتراضات زیادہ تر سیّدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے نقل فرمودہ بزرگانِ دین و اولیاء کاملین کے ارشاداتِ عالیہ و اقوالِ مبارکہ پر ہیں اور مسئلہ حاضر و ناظر سے متعلق جو آیاتِ کریمہ و احادیثِ مبارکہ علمائے اہلسنّت پیش کرتے ہیں۔ مثلاً

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا

"اے غیب کی خبریں بتانے والے بیشک ہم نے تم کو بھیجا حاضر وناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔"

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

"نبی مسلمانوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔"

فيقولان ما كنت تقول فى هذا الرجل بمحمد

"نکیرین میت سے پوچھتے ہیں کہ تم ان (محمد رسول اللہ) کے بارے میں کیا کہتے ہو۔"

ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا ۔ لہٰذا جاہل مصنف نے بزرگانِ دین کے جن اقوال مبارکہ کا مذاق اڑایا ہے ہم انہی پر گفتگو کرتے ہیں۔

بلکہ اسی تقویۃ الایمان میں انبیائے کرام علیہم السلام کو گاؤں کے چوہدری کے ہم معنی قرار دیا گیا ہے۔ اور مرثیہ گنگوہی میں تومعاذ اللہ ثم معاذ اللہ سرکارِ دوعالم نبی اکرم رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی مولوی رشید گنگوہی کو قرار دیا گیا ہے۔ لکھا ہے:۔

اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

(مرثیہ گنگوہی، ص۶)

خود تو یہ اپنے ملاں کو بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک کا ثانی قرار دیتے ہیں اور اس میں توہینِ انبیاء نہیں بلکہ توہینِ سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر نہیں آتی لیکن الزام دیا جارہا ہے اہلسنت کو کہ جی یہ تو پہلے پچھلے نبیوں سے اُمتِ محمدیہ کے اولیاء کو افضل کہہ رہے ہیں۔ یہ ہے ان کا دین وایمان۔ مصنف نے اپنی حقتیہ کے صفحہ ۳۸ پر ملفوظات حصہ اوّل صفحہ ۱۲۷ سے یہ عبارت نقل کی ہے:۔

"حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرب کا خداوند کہہ سکتے ہیں۔" (سیف حقانی، ص۳۸)

حالانکہ ملفوظات میں اس طرح ہے:۔

عرض۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خداوند عرب کہہ کر ندا کر سکتے ہیں۔

ارشاد۔ کرسکتے ہیں خداوند عرب کے معنی مالک عرب۔

آیئے لغت سے خداوند کا معنی معلوم کرتے ہیں ملاحظہ ہو فیروز اللغات صفحہ ۲۹۴ خداوند صاحب، آقا۔ بتایا جائے کہ خداوند عرب کا معنی جبکہ صاحب، آقا، مالک ہے تو کس دلیلِ شرعی سے اس کو کفر قرار دے سکتے ہیں البتہ اس ضمن میں اسی صفحہ پر مصنف کا یہ بکنا کہ "چلو اللہ میاں کو تو چھٹی کرادی" ضرور قابل مواخذہ ہے اور تنقیص خدا تعالیٰ ہے۔

اولیاء اللہ کا چند جگہ حاضر ہونا

مصنف لکھتا ہے:۔

سوال۔ حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟

جواب۔ اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کرسکتے ہیں۔

مصنف نے اعلیٰ حضرت کا یہ ارشاد نقل کر کے مسئلہ حاضر و ناظر پر گفتگو سے زیادہ دعوت کے الفاظ کا مذاق اڑایا ہے۔ اس کے نزدیک دعوت کا معنی صرف کھانا کھانا ہے۔ اور بس۔ بہر حال آیئے یہ دیکھتے ہیں کہ حضرات اولیاء اللہ متعدد جگہ حاضر ہوسکتے ہیں یا نہیں مگر لطف نہیں آئے گا اگر ہم نے یہ بات دیوبندیوں کے گھر سے ثابت نہ کی۔ تو آیئے ہم اس دیوبندی بیمار کو دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کا نسخہ پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

محمد الحضرمی مجذوب۔۔۔ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ دیا اور نمازِ جمعہ (ہر جگہ) بیک وقت پڑھا ہے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں باش ہوتے تھے۔ (جمال الاولیاء، ص۱۸۸، از مولوی اشرف علی تھانوی)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:۔

محمد الشربنی۔۔۔ ایک سیاح سے روایت ہے کہ ان کی اولاد کچھ تو ملک مغرب میں مراکش کے بادشاہ کی بیٹی سے تھی اور کچھ اولاد عجم میں تھی اور کچھ بلاد ہند میں اور کچھ بلاد تکرور میں تھی۔ آپ ایک ہی وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل وعیال کے پاس ہو آتے تھے اور ان کی ضرورتیں پوری فرمادیتے تھے اور ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ وہ انہی کے پاس قیام رکھتے ہیں۔

(جمال الاولیاء، ص ۲۰۲)

بتایئے جناب اپنے حکیم الامت کی اپنے بقول ان وحی توڑ باتوں کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟ باقی رہا لفظ دعوت پر آپ کا مراثیانہ تبصرہ کہ حضرت پیٹ کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں دس ہزار کا کھانہ (یہ آپ نے غلط لکھا لفظ کھانا ہوتا ہے) ایک وقت میں چٹ کر جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ بتایئے یہ بازاری بکواس علم و تحقیق کا کون سا حصہ ہے۔ آپ نے اپنی اسی حقتیہ کے صفحہ ۴۵ پر تسلیم کیا ہے کہ

"مولانا احمد رضا خاں کے والد مولانا نقی علی خاں صاحب امیر کبیر بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے ضلع بدایوں میں ان کی بہت بڑی جائیداد تھی۔"

لہٰذا ثابت ہوا کہ جو امیر کبیر ہو بہت بڑی جائیداد کا مالک ہو وہ تو پیٹ کے بھنور میں نہیں پھنس سکتا۔ آیئے ہم بتاتے ہیں کہ پیٹ کے بھنور میں کون پھنسا ہوا تھا اور دعوتوں میں مالِ حرام تک کون چٹ کر جاتا تھا۔ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کے متعلق سوانح قاسمی میں لکھا ہے:۔

"بعض اوقات ناجائز اور مشتبہ آمدنی رکھنے والوں کی دعوتوں میں شریک ہونے پر آپ کو مجبور ہونا پڑتا تھا شریک بھی ہوتے تھے اور دعوت کرنے والے کی تسلی کیلئے کچھ تناول بھی فرما لیتے تھے۔" (سوانح قاسمی اوّل ص ۳۶۵)

سوانح قاسمی کے بعد ارواح ثلٰثہ کو بھی ایک نظر دیکھ لیں۔ لکھا ہے:۔

ایک رنڈی (کنجری) اپنی چھوکری (نوجوان لڑکی) کو جو سیانی تھی اپنے ہمراہ لائی مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے (چونکہ مولانا محمد قاسم بہت مشہور تھے) اور مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ اس قدر مشہور نہ تھے ان کے پاس تعویذ لینے آئی۔ مولوی قاسم صاحب نے کہا اوپر چبارہ پر ایک بزرگ مولوی محمد یعقوب نانوتوی ہیں ان کے پاس جاؤ انہوں نے مولوی یعقوب صاحب سے تعویذ حاصل کیا۔

ارواح ثلٰثہ میں لکھا ہے:۔

خدا کے فضل سے اس چھوکری کو آرام ہو گیا تو وہ مٹھائی لائی اور سیدھی اوپر مولانا کے پاس پہنچی اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضرت آپ کی دعا سے میری لڑکی صحت یاب ہو گئی ہے یہ مٹھائی شکریہ میں لائی ہوں۔ مولانا نے فرمایا رکھ دو۔ (ارواح ثلٰثہ، ص ۳۷۶)

بتایئے جناب! حرام کمائی کی دعوتوں میں شرکت اور حرام کمائی کی مٹھائی رکھوانے والے کون تھے۔ پیٹ کے بھنور میں کون پھنسے ہوئے تھے۔

الزام ہمیں دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اس کے بعد صفحہ ۴۰ پر بقول خود وہابڑی نے مسئلہ حاضر و ناظر سے متعلق سیّدی حضرت فتح محمد صاحب قدس سرہ اور سبع سنابل شریف کا بھی مذاق اُڑیا ہے۔ اس کے سوا کر بھی کیا سکتا ہے لکھتا ہے "سبع سنابل شریف کون سا سپارہ ہے" بقول خود سٹریل وہابی کو اتنا معلوم نہیں کہ سیّدی حضرت فتح محمد صاحب علیہ الرحمۃ کون بزرگ ہیں کیونکہ نانوتوی تھانوی گنگوہی انبیٹھوی کے چکروں تک محدود ہے۔ سبع سنابل کو یہ احمق کیا جانے دماغ میں جو تقویۃ الایمان، حفظ الایمان، تحذیر الناس، براہین قاطعہ کی نحوست پھنسی پڑی ہے۔ کیا مصنف سیف حقانی خود بتا سکتا ہے کہ یہ "چٹان، بریلی کا نیا دین" کون سے سپارے ہیں۔ آخر اس نے بھی اپنے مردود دعوے ان مردود کتابچوں اور رسالوں سے ثابت کئے ہیں۔

لو صاحب یہ ہے مصنف کے بیان کردہ مسئلہ حاضر و ناظر کے دلائل کا طول و عرض اسی بل بوتے پر مصنف بنا بیٹھا ہے۔ حقائق و دلائل پیش کرنا نہیں جانتے حقائق و دلائل سے منہ چڑانا جانتے ہیں۔

کعبہ جھکا ہوا تھا مدینے کے سامنے

مصنف سیف حقانی کے صفحہ ۴۰ پر

اہل نظر نے غور سے دیکھا تو یہ کھلا

کعبہ جھکا ہوا تھا مدینے کے سامنے

لکھ کر بک ماری ہے "خدا ہی بہتر جانتا ہے آخر اس قسم کے معتوں سے دین کی یہ اہل نظر کون سی خدمت انجام دے رہے ہیں۔"

ٹھیک ہے مگر ذرا ایک نظر سوانح قاسمی کو دیکھ لیا ہوتا۔ لکھا ہے:۔

"مولانا (محمد قاسم) نے ایک خواب ایام طالب العلمی میں دیکھا تھا کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں

اور مجھ میں سے ہزاروں نہریں جاری ہو رہی ہیں۔" (سوانح قاسمی، جلد اوّل ص ۱۴۳)

کعبہ معظمہ کے مدینہ طیبہ کی طرف جھکنے سے مصنف کو کعبہ شریف کی بے حرمتی نظر آئی لیکن یہ کتنی بڑی جسارت اور کتنی بڑی بے حرمتی ہے کہ کعبہ معظمہ کی چھت مبارک پر چڑھنے کے خواب فخریہ طور پر بیان کئے جا رہے ہیں۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ آخر اس قسم کے گمراہ کن خوابوں سے دین کی یہ بے خبر کون سی خدمت انجام دے رہے ہیں؟

حضرت جنید کے واقعہ کا تمسخر

دیوبندیت کی بنیاد ہی حضراتِ اولیاء قدست اسرارہم کی عظمتوں اور کرامتوں کے انکار پر ہے۔ پہلے یہ لوگ انکار کرتے تھے اور اب مصنف نے کرامتوں کا مذاق اڑانے کی بنیاد رکھی ہے۔ چنانچہ مصنف نے صفحہ ۴۱ پر خدا کی توہین جیسا جاہلانہ عنوان جما کر ملفوظات سیّدنا اعلیٰ حضرت حصہ اوّل سے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

"ایک مرتبہ حضرت سیّدی جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر مثل زمین کے چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا عرض کی میں کس طرح آؤں؟ فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔

اس نے یہی کیا اور دریا پر زمین کی مثل چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا۔ شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھے یا جنید کہلواتے ہیں میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا حضرت میں چلا فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا یا جنید یا جنید، دریا پار ہوا۔"

لو صاحب معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کی توہین ہوگئی۔ اس موقع پر ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ امام اہلسنت سرکارِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے یہ واقعہ حدیقہ ندیہ سے نقل فرمایا ہے اور واقعہ ہے حضرت سیّدی جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ولی کامل کا۔ کوئی اس گمراہ کو بتائے کہ توہین خدا تعالیٰ کا الزام کس پر لگا؟

مصنف عنید اس قدر احمق واقع ہوا ہے کہ وہ اپنے اکابر کی کتب تو دیکھتا نہیں اور اعتراض کرنے دوڑتا ہے علم و فضل کے بادشاہ سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے امام المحققین کی تصانیفِ جلیلہ پر۔ کاش مصنف نے کبھی اپنے حکیم الامت تھانوی کی الافاضات الیومیہ دیکھی ہوتی تو معاذ اللہ حضرت سیّدی جنید بغدادی جیسے ولی کامل پر توہین خدا تعالیٰ کا الزام عائد نہ کرتا۔ دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

"میں نے طالب علمی کے زمانہ میں کسی کتاب میں دیکھا کہ ایک پیر نے مرید سے پوچھا کہ تم خدا کو جانتے ہو؟ مرید نے کہا میں خدا کو کیا جانوں میں تو تم کو جانوں۔ مجھ (تھانوی) کو اس پر بڑا غصہ آیا کہ بڑا ہی جاہل اور ایمان سے دور تھا۔ میں نے یہ قصہ (اپنے استاد) مولانا محمد یعقوب صاحب (نانوتوی) سے عرض کیا کہ حضرت ایسے ایسے بھی جاہل ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ کیا تم خدا کو جانتے ہو۔ تب میری آنکھیں کھلیں فرمایا میاں کسی اللہ والے ہی کو پہچان لے یہ ہی بڑی نعمت ہے۔" (الافاضات الیومیہ، جلد چہارم، ص ۲۹۱)

اب مصنف سیف حقانی بتائے کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کی توہین ہے یا نہیں؟

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ جاہل مصنف سیّدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کے پردہ میں کتنے بڑے بڑے جلیل القدر اولیائے کرام پر بے ہودہ اعتراضات کر رہا ہے۔ سیّدی حضرت جنید بغدادی وہ عظیم ولی کامل ہیں جن کو تحذیر الناس میں مولوی قاسم نانوتوی اور امداد السلوک میں مولوی رشید احمد گنگوہی، جمال الاولیاء میں اشرف علی تھانوی نے ولی کامل اور صاحب کرامت تسلیم کیا ہے۔ مگر مصنف اپنے زعم جہالت میں ان کو معاذ اللہ توہین خدا تعالیٰ کا مرتکب ٹھہرا رہا ہے۔

مصنف کو چاہیئے کہ حضرت جنید کے الفاظ کو کلمہ کفر قرار دینے سے قبل حدیقہ ندیہ کو ملاحظہ کرے۔ اگر حدیقہ ندیہ میں یہ واقعہ نہ ملے تو پھر سیّدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر اعتراض کا شوق پورا کرے۔ مگر اس کے ساتھ تھانوی صاحب اور مولوی یعقوب صاحب نانوتوی کا واقعہ پیش نظر رکھے اور اس کے متعلق بھی حکم شرعی واضح کرے۔ آیا یہ بھی کلمہ کفر ہے یا نہیں؟

امام اجل سیّدی ابو الحسن نور الملۃ والدین علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز جن کو امام فن رجال شمس الدین ذہبی نے طبقات القراء اور امام جلیل جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ میں الامام الاوحد کہا اپنی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں محدثانہ اسانید صحیح معتبرہ سے روایت فرماتے ہیں۔

○ پہلا واقعہ

اخبرنا ابو الحسن علی بن الحسن السامری قال اخبرنا قال اخبرنا ابی قال سمعت والدی رحمۃ اللہ تعالٰی یقول کانت نفقه شیخنا الشیخ جاگیر رضی اللہ تعالٰی عنه من الغیب و کان نافذ التصریف خارق الفعل متواتر الکشف ینذرله کثیر او کنت عنده یوما فمرت به بقرات مع راعیها فاشار الٰی احدهن وقال هذه حامل بعجل احمرا غرصفة کذا و کذا ویولد وقت کذا یوم کذا وهو نذرلی وتذبحه الفقرآء یوم کذا ویاکله فلان و فلان ثم اشار الی اخری وقال هذه حامل بانثی ومن وصفها کذا و کذا تولد وقت کذا وهی نذر لی یذبحها فلان رجل من الفقراء یوم کذا ویاکلها فلان و فلان ولکلب احمر فها یصب قال فو اللہ لقد جرت الحال علی ما وصف الشیخ۔

”ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن حسن سامری نے کہ ہمیں ہمارے والد نے خبر دی کہا میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے ہمارے شیخ حضرت جاگیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا خرچ غیب سے چلتا تھا اور ان کا تصرف نافذ تھا ان کے کام کرامات تھے علی الاتصال انہیں کشف ہوتا تھا مسلمان کثرت سے ان کی نذر کرتے۔ ایک دن میں ان کے پاس حاضر تھا کچھ گائیں اپنے گوالے کے ساتھ گزریں۔ حضرت نے ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا، اس گائے کے پیٹ میں سرخ بچھڑا ہے جس کے ماتھے پر سپیدی ہے اور اس کا سب حلیہ بیان فرمایا فلاں دن فلاں وقت پیدا ہوگا اور وہ ہماری نذر ہوگا فقراء اسے فلاں دن ذبح کریں گے اور فلاں فلاں اسے کھائیں گے۔ پھر دوسری گائے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا، اس کے پیٹ میں بچھیا اور اس کا حلیہ بیان فرمایا۔ فلاں قت پیدا ہوگی اور میری نظر ہوگی۔ فلاں فقیر اسے فلاں دن ذبح کریگا اور فلاں فلاں اسے کھائیں گے اور ایک سرخ کتے کا بھی اس کے گوشت میں حصہ ہے۔ ہمارے والد نے فرمایا، خدا کی قسم! جیسا شیخ نے ارشاد کیا تھا سب اسی طرح واقع ہوا۔“

علم ما فی الارحام

دیوبندی دھرم کی بنیاد ہی ٹھٹھہ و تمسخر پر ہے مشرکین مکہ، حبیبِ خدا شہ ہر دو سرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلیل القدر معجزات پر تمسخر کرتے تھے اور دیابنہ حضرات اولیاء اللہ محبوبانِ خدا قدست اسرارہم کی کرامات کا تمسخر اُڑاتے ہیں اور ٹھٹھہ کرتے ہیں۔ چنانچہ مصنف سیف حقانی صفحہ ۴۳ پر ویعلم ما فی الارحام کے تحت فتاویٰ افریقہ میں سیّدنا اعلیٰ حضرت مجدِدِ دین وملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقل کردہ ان دو واقعات کا مذاق اُڑایا ہے۔

- حضرت شیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گائے کو دیکھ کر فرمایا اس کے پیٹ میں سرخ بچھڑا ہے جس کے ماتھے پر سپیدی ہے وہ ہماری نذر ہو گا۔
- ایک بزرگ (شیخ عبدالقاہر نجیب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سامنے ایک بچھڑا انذر لایا گیا لیکن حضرت فرمانے لگے یہ بچھڑا کہتا ہے میں آپ کی نظر نہیں بلکہ شیخ حسنی (سیف حقانی میں یہ نام غلط لکھا ہے بلکہ شیخ علی بن ہیتی ہے) کی نذر ہوں چنانچہ یہی ہوا۔

مصنف سیف حقانی نے کتر بیونت کر کے اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت قدس سرہ کے فتاویٰ افریقہ سے یہ ناتمام سی دو عبارات نقل کر کے بھر پور خرافات کا مظاہرہ کیا ہے۔ لکھتا ہے:۔

"غرض قرآنی احکام کی نفی کرنی ہے جیسے بھی بن پڑے یہ بزرگوں کی باتیں ہیں یا چنڈو خانے کے ٹھگوں کی داستان ٹھگ بازی غرض اپنے فتاویٰ یا ملفوظات میں کثرت سے ایسی خرافات و لغویات خود تراشدہ یا ائمۃ الکفر کی تراشدہ کو جگہ دے کر قرآن و حدیث کے خلاف ذہن تیار کئے ہیں۔۔۔۔ الخ (سیف حقانی، ص ۴۳)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے غصہ ہے کہ تھمتا نظر نہیں آتا۔ حفیظ جالندھری نے ان کے آباؤ اجداد کے متعلق سچ کہا۔

؎ جہالت ہی نے رکھا ہے صداقت کے خلاف ان کو سچ ہے کہ دیوبند جہالت نگر ہے کیوں نہ ہو جس دماغ میں دیو بند ہو وہ عقل کیا خاک کام کریگی۔ ان کے بڑے بوڑھے نانوتوی گنگوہی جنگلی کو ہی علم و فضل کے بادشاہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے جانشین اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گرد راہ کو بھی نہیں پاسکتے۔ سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر دو واقعات محض زبانی کلامی قصہ کہانی کے طور پر بلا دلیل و ثبوت نقل نہیں فرمائے۔ اگر مصنف اندھا نہ ہوتا تو دیکھ سکتا تھا۔ سیّدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے یہ واقعات جن کو مصنف نے نقل کر کے مذاق اُڑایا اور قرآن و احادیث کا انکار قرار دیا کہاں سے نقل فرمائے ہیں۔ سنئے اعلیٰ حضرت ان واقعات و کرامات کو نقل فرمانے سے پہلے لکھتے ہیں۔

○ دوسرا واقعہ

اخبرنا الفقیه الصالح ابو محمد الحسن بن موسٰی الخالدی قال سمعت الشیخ الامام شهاب الدین السهروردی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه یقول مالا حظه عمی شیخنا الشیخ ضیاء الدین عبد القاهر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه مرید اربعین الرعایة الانتج وبرع و کنت عنده مرة فاتاه سوادی بعجل وقال له یا سیدی هذا نذرنا لك وانصرف الرجل فجاء العجل حتی وقف بین یدی الشیخ فقال الشیخ لنا ان هذا العجل یقول لی انی لست العجل الذی نذر لك بل نذرت الشیخ علی بن الهیتی وانما نذر لك اخی فلم یلبث ان جاء السوادی وبیده عجل یشبه الاول فقال السوادی یا سیدی انی نذرت لك هذا العجل ونذرت للشیخ علی بن الهیتی العجل الذی اتیتد به اولا و کان اشتبها علی واخذ الاول انصرف۔

”ہمیں خبر دی فقیہ صالح ابو محمد حسن بن موسیٰ خالدی نے کہ میں نے شیخ امام شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ ہمارے شیخ حضرت عبد القاہر نجیب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی مرید پر نظر عنایت فرماتے وہ پھولتا پھلتا اور بلند رُتبہ کو پہنچتا اور ایک دن میں حضور میں حاضر تھا ایک دہقانی ایک بچھڑا لایا اور عرض کی یہ ہماری طرف سے حضرت کی نظر ہے اور چلا گیا۔ بچھڑا آکر حضرت کے سامنے کھڑا ہوا۔ حضرت نے فرمایا، یہ بچھڑا مجھ سے کہتا ہے میں آپ کی نذر نہیں ہوں میں حضرت علی بن ہیتی کی نذر ہوں آپ کی نذر میرا بھائی ہے کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ وہ دہقانی ایک اور بچھڑا لایا جو صورت میں اس کے مشابہ تھا اور عرض کی، اے میرے سردار! میں نے حضور کی نذر یہ بچھڑا مانا تھا اور وہ بچھڑا جو پہلے میں حاضر لایا وہ میں نے حضرت شیخ علی بن ہیتی کی نذر مانا ہے مجھے دھوکہ ہو گیا۔ یہ کہہ کر پہلے بچھڑے کو لے لیا اور واپس چلا گیا۔

امام اہلسنت سرکارِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے ہر دو واقعات بہجۃ الاسرار شریف سے نقل فرمائے جس کے مصنف کو امام شمس الدین ذہبی اور علامہ امام جلال الدین سیوطی قدست اسرارہم نے معتبر مانا اور مستند جانا مگر دیوبندیت کا یہ نومولود مصنف جہالت کی خاک اُڑا رہا ہے جلیل القدر مشائخ و محدثین کرام کو معاذ اللہ قرآن و حدیث کا منکر چنڈوخانے کے ٹھگ اور شعبدہ باز قرار دے کر ان کے نورانی اقوال کو معاذ اللہ خرافات و لغویات قرار دے رہا ہے اور حدیبہ کے ان واقعات کو بطورِ کرامت تک ماننے کو تیار نہیں۔ خود لکھتا ہے:۔

کرامتوں کے نام پر شعبدہ بازیوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ۔۔۔۔۔ الخ (سیف حقانی، ص ۴۴)

تعجب ہے کہ مردود ملاں اپنی جہالت و لاعلمی کا ماتم تو کرتا نہیں اور طعنہ زنی کر رہا ہے سلطان العلوم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی پر مصنف سیّدنا اعلیٰ حضرت کی جن عباراتِ طیبہ پر جہالت کے تیر برسا رہا ہے اور معاذ اللہ ان کو قرآن و احادیث کا انکار قرار دے کر خرافات و لغویات ٹھہرا رہا ہے۔ کیا اکابر دیوبند اس سے بے خبر رہے۔ انہوں نے آخر ان عبارات کا مواخذہ کیوں نہیں کیا اور قرآن و حدیث کا انکار قرار دے کر کفر کیوں نہیں ٹھہرایا۔ معلوم ہوا یہ عبارات صحیح اور ان کے قائل اکابر دیوبند کی نظر میں صحیح العقیدہ مسلمان تھے۔ یا پھر مصنف سیف حقانی اپنے بڑوں سے بڑا ہے اور ان سے زیادہ وسعت معلومات کا حامل اور علمی گہرائی کو جاننے والا ہے۔

علم ما فی الارحام پر تحقیقی نظر

دیوبند کے ہر پیروجواں کو ویعلم ما فی الارحام ازبر ہے وہ اس کے تحت چشم زدن میں حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام و حضرات اولیاء اللہ قدست اسرارہم کو بعطائے الٰہی بھی یہ علم ماننے کو قرآن واحادیث کا منکر قرار دے دیتا ہے۔

ہم کہتے ہیں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ربّ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مافی الارحام کی خبر بھی دی یعنی ولادت سے قبل بتادیا لڑکا ہوگا یا لڑکی ہوگی۔ چنانچہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ امام مہدی کے پیدا ہونے کی خبر دی اور نہ صرف یہ بلکہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیدا ہونے کی خبر دی۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۲ باب مناقب اہل بیت بروایت اُمّ فضل مذکور ہے:۔

"اُمّ فضل نے حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں نے آج شب ایک نہایت ناپسند خواب دیکھا ہے فرمایا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ کیا؟ عرض کیا وہ بہت سخت ہے۔ فرمایا کیا ہے؟ عرض کیا میں نے دیکھا کہ ایک ٹکڑا حضور کے جسم مبارک کا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھا گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ خواب تو اچھا ہے اِن شاء اللہ تعالیٰ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے لڑکا ہوگا وہ تیری گود میں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:۔

"تلك فاطمة ان شاء الله غلاما يكون فى حجرك"

تفسیر عرائس البیان میں آیہ کریمہ "ویعلم ما فی الارحام" کے تحت مذکور ہے۔

وسمعت ایضا من بعض اولیاء الله انه اخبر ما فی الرحم من ذکر وانثی و رایت بعینی ما اخبر

"یہ کہ میں نے بعض اولیاء اللہ سے یہ بھی سنا کہ انہوں نے مافی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اور میں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ انہوں نے جیسی خبر دی ویسا ہی وقوع میں آیا ہے۔" (تفسیر عرائس البیان، ص ۱۴۸)

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تو مصنف کے نزدیک یقیناً معتبر ہیں وہ لکھتے ہیں:۔

نقل می کنند کہ والد شیخ ابن حجر را فرزند نمی زیست کشیدہ خاطر شیخ رسید
شیخ فرمود از پشت تو فرزند میخواہد بر آمد کہ بعلم خود دنیا را پر کند

"یعنی شیخ ابن حجر عسقلانی کے والد کی اولاد زندہ نہیں رہا کرتی تھی ایک روز رنجیدہ خاطر ہوکر اپنے شیخ کے حضور میں پہنچے۔ شیخ نے فرمایا کہ تیری پشت سے ایسا فرزند ارجمند پیدا ہوگا جس کے علم سے دنیا بھر جائے گی چنانچہ ابن حجر پیدا ہوئے۔"

(بستان المحدثین، ص ۱۱۴۔ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ)

احیاء موتی

سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الملفوظات میں ہے:۔

عرض۔ کیا اولیاء سے بھی احیاء موتی کا ثبوت ہے؟

ارشاد۔ ہاں حضرت سیّدی احمد جام زندہ پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ تشریف لئے جاتے تھے۔ راہ میں ایک ہاتھی مرا پڑا تھا لوگوں کا مجمع تھا آپ تشریف لے گئے۔ فرمایا کیا ہے؟ عرض کیا ہاتھی مر گیا ہے۔ فرمایا اس کی سونڈ ویسی ہی ہے آنکھیں بھی ویسی ہی ہیں ہاتھ بھی ویسے ہی ہیں پیر بھی ویسے ہی ہیں غرض سب چیزوں کو فرمایا کہ ویسے ہی ہیں پھر مر کیسے گیا؟ یہ فرمانا تھا کہ فوراً زندہ ہو گیا جب سے آپ کا نام زِندہ پیر پڑ گیا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ)

مصنف سیف حقانی نے صفحہ ۴۴ پر پہلے تو اس واقعہ کا حلیہ بگاڑا پھر اس کرامت کا مذاق اڑایا اور دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے پورا صفحہ سیاہ کر دیا ہے اور معاذ اللہ اس کو شعبدہ بازی قرار دیا ہے اور توحید کے منافی بتایا ہے۔ ہمیں سیف حقانی کے محدود مطالعہ اور علمی بے بضاعتی پر حیرت ہوتی ہے وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کتابوں کا نام تو بے دریغ لے رہا ہے گو عبارات میں خیانت کر کے الفاظ میں کتر بیونت کرتا ہے لیکن اپنے اکابر کی کتابیں اس نے بالکل نہیں دیکھیں ورنہ اس آزادی اور بے باکی سے اعتراضات کی ڈھول نہ اڑاتا۔ آیئے اکابر دیوبند کی کتب دیکھیں وہ کیا کہتے ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ سیف حقنیہ کے مصنف کو میں نہ مانوں کا مرض ہے شائد وہ ان حوالوں کا بھی خاندانی روایت کے مطابق مذاق اڑادے اور قرآن عظیم کا انکار قرار دے تو ہم اس کا کان پکڑ کر اس کے گھر پہنچاتے ہیں کیوں بچہ جمورا گھر کی تو مانوگے باباکی توبیج جانوگے؟

ما فی الارحام اور اکابر دیوبند

ماں کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی اس کو مصنف ویعلم ما فی الارحام کے تحت انبیاء علیہم السلام و اولیاء اللہ کو یہ ماننے کو قرآن عظیم کا انکار قرار دیتا ہے۔ آیئے دیکھیں منکر قرآن کون ہے؟ ملاحظہ ہو۔ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں:۔

"میں ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوا ہوں جن کا نام حافظ غلام مرتضیٰ ہے ان سے کہا گیا تھا کہ اس لڑکی میری (اشرف علی کی) والدہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی تو فرمایا عمر اور علی کی کھینچا تانی میں ٹوٹ جاتی ہے اب جو اولاد ہو علی کے سپرد کر دینا اس کو کوئی نہیں سمجھا میری والدہ سمجھ گئیں اور کہنے لگیں باپ فاروقی ہیں اور ماں علوی اور نام بچوں کے والد کے نام پر رکھے جاتے ہیں اب جو اولاد ہو ماں کے خاندان پر نام رکھو یعنی اس میں لفظ علی ہو۔ وہ (مجذوب) خوش ہوئے اور فرمایا یہ لڑکی (اشرف علی کی والدہ) بڑی ذہین ہے یہی مطلب ہے۔ نانی صاحبہ نے فرمایا تو آپ ہی نام رکھ دیجئے فرمایا۔ دو لڑکے ہوں گے ایک کا نام اشرف علی خاں رکھنا اور ایک کا اکبر علی خاں۔ عرض کیا کیا یہ پٹھان ہیں؟ فرمایا ہاں ایک اشرف علی اور ایک کا اکبر علی رکھنا ایک ہمارا ہوگا وہ حافظ اور مولوی ہوگا اور ایک دنیادار ہوگا۔ پھر ہم دو بھائی پیدا ہوئے۔" (الافاضات الیومیہ حصہ پنجم، ص ۲۰۱)

- مولانا نانوتوی فرماتے تھے کہ شاہ عبد الرحیم صاحب ولائتی کے ایک مرید تھے جن کا نام عبد اللہ خاں تھا اور قوم کے راجپوت تھے اور یہ حضرت کے خاص مریدوں میں تھے ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر میں حمل ہوتا اور وہ تعویذ لینے آتا تو آپ فرمادیا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا ہوگا اور جو آپ بتلادیتے تھے وہی ہوتا تھا۔ (ارواح ثلثہ، ص ۲۰۰)

فرمایئے جناب یہ کیا خرافات و لغویات ہے یا کیا شعبدہ بازی ہے یہ کن چنڈو خانے کے ٹھگوں کی داستان ہے۔ قرآن وحدیث کے خلاف کون ذہن تیار کر رہا ہے؟

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

مردوں کا زندہ ہونا

علامہ تاج الدین سبکی نے طبقاتِ کبریٰ میں بیان کیا ہے کہ کرامتوں کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مردوں کا زندہ کرنا اور دلیل میں ابو عبیدہ بسری کا قصیدہ بیان کیا کہ انہوں نے ایک جنگ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ ان کی سواری کو زندہ فرمادیں اور حق تعالیٰ نے (ان کی اس دعا سے) زندہ فرمایا تھا اور مفرج دمامینی کا قصہ ذکر کیا ہے انہوں نے بھنے ہوئے پرندوں کے بچوں کو فرمایا تھا اُڑ جاؤ تو وہ اُڑ گئے تھے اور شیخ ابدال کا قصہ لکھا ہے کہ انہوں نے مری ہوئی بلی کو آواز دی تو وہ ان کے پاس آگئی اور شیخ (سیّدنا) عبدالقادر (جیلانی) کی حکایت لکھی ہے کہ آپ نے گوشت کھالینے کے بعد مرغ کی ہڈیوں کو فرمایا کہ اس خدا کی اجازت سے اُٹھ کھڑی ہو جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرماتا ہے تو مرغ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور شیخ ابو یوسف دہمانی کا واقعہ کہ آپ ایک مردہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی اجازت سے اُٹھ جا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر عرصہ دراز تک زندہ رہا اور شیخ زین الدین فاروق شافعی مدرس شامیہ کا قصہ بھی لکھا ہے جس کے متعلق علامہ سبکی یہ کہتے ہیں کہ میں نے اس قصے کو ان کے صاحبزادہ اللہ تعالیٰ کے ولی شیخ فتح الدین یحیٰ سے سنا کہ ان کے گھر میں ایک چھوٹا بچہ چھت سے گر گیا اور مر گیا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا تھا۔ (جمال الاولیاء، ص ۴۲)

ممکن ہے مصنف یہ کہہ دے کہ جی یہ تو بطورِ کرامت ہے تو جناب ہم بطورِ کرامت ہی مانتے ہیں اولیاء اللہ کو معبود سمجھ کر نہیں مانتے۔ مگر آپ سیف حقانی کے اسی صفحہ پر کرامت کا بدیں الفاظ صاف انکار کر چکے ہیں۔

"آخر کرامتوں کے نام پر شعبدہ بازیوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ ختمی مرتبت کے بتائے ہوئے تصور و عقیدۂ توحید کے شیوع کے بعد انسانوں کو خدائی منوانے کیلئے تو نہیں تاکہ شرک کی گرم بازاری رہے۔" (سیف حقانی، ص ۴۴)

کرامتوں کے تو آپ صاف انکاری ہیں ممکن ہے آپ یہ کہہ کر بھاگنے کی کوشش کریں کہ جی ان کرامتوں میں یہ ہے کہ مردہ زندہ کرنے سے پہلے یہ کہا گیا تو خدا کی اجازت سے اُٹھ۔ حق تعالیٰ سے دعا مانگی زندہ فرما وغیرہ تو ہم کہتے ہیں اولیاء اللہ محبوبانِ خدا قدست اسرارہم اپنی ذاتی طاقت و تصرف سے نہیں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے ہی ایسا فرماتے ہیں۔ یہی کچھ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کتاب میں ہے مگر آپ اس کے منکر ہیں آیئے تھانوی صاحب کی کچھ ایسی عبارتیں بھی دکھائیں جن میں خدا تعالیٰ کا نام نہیں لیا گیا۔ ملاحظہ ہو۔

مرید کی بیوی کا زندہ ہونا

ابو عبد اللہ محمد بن موسیٰ امام احمد بن موسیٰ بن عجیل کے صاحبزادہ یہ فقیہ عالم صالح صاحب کرامات و مکاشفات تھے ان کے کشف و کرامت میں یہ بھی ہے ایک ذی اقتدار شخص ان کا مرید تھا اس کی بیوی مر گئی وہ اس سے بہت محبت کرتا تھا اس لئے بہت سخت رنج ہوا یہ فقیہ محمد بن موسیٰ کے پاس پہنچا اور اپنی حالت کی شکایت پیش کی اور عرض کیا کہ میری تمنا یہ ہے کہ اسے دیکھ لوں اور جان لوں کہ اس پر کیا گزری ہے فقیہ نے عذر کیا مگر اس نے نہ مانا اور عرض کیا کہ جب تک میری حاجت پوری نہ ہو گی میں نہیں جاؤں گا فقیہ کے یہاں اس کی قدر و منزلت بہت تھی آپ نے اس سے تین دن کی مہلت مانگی پھر اس کو ایک دن بلایا اور فرمایا اس حجرہ میں اپنی بیوی کے پاس چلے جاؤ یہ اندر گیا تو اس کو اچھی حالت اور اچھے لباس میں پایا۔ حال پوچھا تو اس نے کہا کہ یہی بہتر حالت ہے اس کو بہت مسرت ہوئی اور خوش خوش اور ہشاش بشاش حضرت فقیہ کے پاس باہر آگیا اور جس قدر رنج و غم تھا اس سے سکون ہو گیا۔ (جمال الاولیاء، ص ۱۳۵)

بتایئے جناب یہاں دعا کا لفظ کہاں ہے نہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی اجازت یا اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا یہ مذکور ہے۔

گردن ٹوٹنے کے بعد زندہ ہونا

آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ جب آپ نے مسجد جو اُن کی آبادی میں ہے بنائی تو اتفاق سے ایک شخص ایک اونچی جگہ سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی وہ حضرت فقیہ کے پاس لایا گیا آپ نے گردن پر ہاتھ پھیرا اور لعاب مبارک لگایا تو اس کی گردن ٹھیک ہو گئی اسی وقت سب کے ساتھ (زندہ ہو کر) کھڑا ہو کر تعمیر کرنے لگا۔ (جمال الاولیاء، ص ۱۳۸)

یہاں بھی دعا کا نام نہیں ہے۔

مردہ زندہ کرنے کا وہابیت شکن واقعہ

دیوبندی حکیم الامت لکھتے ہیں:۔

محمد بہاؤ الدین شاہ نقشبند بخاری تھے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اعظم اور بڑے بڑے ائمہ صوفیہ کے پیشرو تھے طریقت کو شیخ محمد بابا السماسی سے اور پھر سید امیر کلال سے حاصل کیا۔ آپ کی بڑی کرامتوں میں سے ایک یہ ہے آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں محمد زاہد جنگل گئے اور یہ سچے عاشق تھے اور ہمارے ساتھ کھدالیں تھیں ہم بھی ان کی شغل کر رہے تھے کہ ہم پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ جس نے مجبور کردیا کہ ہم کھدالیں پھینک دیں اور معرفت کی باتوں کا تذکرہ کریں۔ اسی گفتگو میں سلسلہ کلام بزرگی پر پہنچا تو میں نے کہا اس کی انتہا اس درجہ پر ہوتی ہے کہ اس مقام بندگی والا کسی کو یہ کہہ بیٹھے کہ مرجا تو وہ فوراً مر جائے پھر یہ ہوا کہ میں نے ان سے کہہ دیا کہ تم مرجاؤ وہ اسی وقت مر گئے اور چاشت کے وقت نصف النہار تک مردہ ہی رہے گرمی کا وقت تھا اس لئے میں گھبرا گیا اور بہت حیران ہوا میں قریب ہی ایک سایہ کی جگہ پہنچ گیا اور سخت حیرت میں رہا پھر ان کے پاس لوٹ کر آیا تو ان میں گرمی کی زیادتی سے تغیر بھی ہو چلا تھا پھر تو اور بھی پریشانی بڑھی اس وقت میرے دل میں یہ القا کیا گیا کہ ان سے کہو اے محمد زندہ ہو جاؤ میں نے تین مرتبہ اُن کو یہ کہا تو ان میں تھوڑی حیات (زندگی) سرایت کرنے لگی اور میں ان کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ یہ پہلی حالت پر لوٹ آئے (یعنی زندہ ہو گئے) میں سید کلال کی خدمت میں حاضر ہوا تو سب قصہ عرض کیا جب میں نے یہ عرض کیا کہ وہ مر گئے اور میں اس کی وجہ سے حیران ہو گیا تو فرمایا بیٹا تم نے ان سے کیوں نہ کہہ دیا کہ زندہ ہو جاؤ میں نے کہا جب مجھے اس کا الہام کیا گیا تو میں نے یہ کہہ دیا اور زندہ ہو گیا۔ (النور بابت ماہ رجب ۱۳۶۱ھ جمال الاولیاء، ص ۱۹۳)

دیکھتے ہیں اب مصنف سیف حقانی اپنے حکیم الامت پر وہابیت کا کون سا ریگولیشن نافذ کرتے ہیں اور کون سے طبقہ میں دھکیلتے ہیں۔

بندروں کا ادب قرآن و قیامِ میلاد

مصنف جی نے اپنی جان میں ایک اور بڑا تیر مارا ہے وہ یوں

”دیکھئے ملفوظات حصہ چہارم صفحہ ۴۶ میں ہے، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ میرے چھوٹے بھائی چھت پر تلاوت (قرآن مجید) فرمارہے تھے ساتھ ہی چھت پر کہیں بندر بھی کھیل رہا تھا ٹہلتا ہوا جب قریب سے گزرا تو سامنے آکر سجدہ کیا اور چلا گیا۔ پھر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی کے گھر پر میلاد خوانی کر رہا تھا بندر بھی سن رہا جب ہم نے قیام کیا تو بندر نے بھی قیام کیا۔“

یہ واقعہ لکھنے کے بعد مصنف لکھتا ہے کہ

”معلوم ہوا قیام ضروری ہے۔۔۔ ٹھیک ہے بندر ہی قیام کرتے ہوں گے تو بندروں کے طریقہ کی بندر ہی پیروی کریں گے ہم تو اتنا جانتے ہیں رسول اللہ کے عین حیات جب آپ تشریف لاتے تو صحابہ کرام کو قیام کی اجازت نہ دیتے۔ خیر تعجب ہے کہ یہ بندر آتے کہاں سے تھے کیا گھر میں پالے ہوئے تھے۔“ (سیف حقانی، ص ۴۵)

بتایئے اس سیدھی سی بات پر اس طرح کی بدزبانی کا کون سا موقعہ تھا؟ قطع نظر اس سے کہ اس دیوبندر نے بندروں کا واقعہ توڑ مروڑ کر نقل کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ گستاخ دیوبندروں کی عقلوں کو بندروں کی عقل سے تشبیہ دیتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں: ”ان کی عقلیں بندر کی عقل سے بھی بدتر ہیں“۔

یہ لکھنے کے بعد اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ بالا دو واقعات ارشاد فرمائے۔ مصنف کا یہ کہنا ٹھیک ہے بندر ہی قیام کرتے ہوں گے مصنف سے سیکھ کر کوئی دوسرا گستاخ منکر قرآن یہ بھی کہہ سکتا ہے ٹھیک ہے بندر ہی قرآن کی تعظیم کرتے ہونگے تو قرآن عظیم کی تعظیم کرنے والا ہر مسلمان مصنف کے اصول سے بندر قرار پائے گا۔ باقی رہا یہ کہ بندر ہی قیام کرتے ہوں گے تو جناب یہ تیر آپ نے جناب گنگوہی و تھانوی جی کے پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب کے سینہ میں مارا کیونکہ وہ بھی قیام میلاد کرتے تھے۔ ہاں ہاں یہ سب کچھ اہل دیوبند کی کتب میں بند ہے ملاحظہ کیجئے اور بندر قرار دیجئے۔ لکھا ہے:۔

”حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) سے کسی نے پوچھا کہ قیام مولود کیسا ہے؟ فرمایا مجھے تو لطف آتا ہے۔“

(ارواح ثلثہ، ص ۲۲۰ زیر حکایت ۱۶۱)

اب مصنف سیف حقانی بتایئے اگر قیام بندر ہی کرتے ہیں تو حاجی امداد اللہ صاحب کون ہوئے اور پھر ایک غور طلب سوال یہ بھی ہے کہ کیا گنگوہی، نانوتوی، تھانوی وغیرہ بندر کے مرید ہو گئے تھے؟ باقی رہا یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے لئے قیام سے منع فرمایا تو اس کا مقصد یہ نہیں کہ قیام حرام و گناہ ہو گیا بہت چیزیں جائز ہوتی ہیں مگر ایک عام آدمی بھی اپنے لئے تکلف پسند نہیں کرتا اور پھر قیام اگر مطلقاً حرام و گناہ ہی ہے تو بتایئے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے قیام کیوں فرماتے رہے۔ ایک چیز جائز تو ہوتی ہے خود نمائی اور تکلف کے طور پر اپنے لئے پسند نہیں کی جاتی اور پھر قیام واقعی حرام و گناہ ہی ہے تو یہ دیکھئے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کیا فرما رہے ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

”تعظیم دیندار کو (قیام کرنا) کھڑا ہونا درست ہے اور ہاتھ پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔“

(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۵۹)

بتایئے اب کس جہنم میں پڑیں گے گنگوہی صاحب یہ کیا غضب فرما رہے ہیں کہ تعظیم دیندار کیلئے قیام کو احادیث سے ثابت مان رہے ہیں مولوی رشید گنگوہی صاحب تعظیم دیندار کیلئے قیام کو درست قرار دے رہے ہیں لیکن جس جمیعت العلماء اسلام کے سیکریٹری جنرل مصنف سیف حقانی کے استاد مفتی محمود ہیں اس جمیعت کے سابق امیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری تو اپنے بقول بدعتی اور دجال تک کیلئے قیام کرتے رہے ہیں یہ راز بھی طشت ازبام ہے۔ دیکھئے علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ سنی بریلوی تھے اور سنی جمیعت العلماء پاکستان کے اولین صدر تھے دیابنہ سنیوں کو بدعتی قرار دیتے ہیں اور مصنف سیف حقانی کے بقول مشرک ہیں اور بانی جماعتِ اسلامی مودودی صاحب کے متعلق مولوی احمد علی صاحب لاہوری اور عطاء اللہ صاحب بخاری احراری کا عقیدہ یہ ہے:۔

- ”میری سمجھ میں ان تیس دجالوں میں ایک مودودی ہے۔“ (ص ۹۷)
- ”مودودی مبتدی اور ملحد زندیق ہے۔“ (ص ۱۱۳)
- ”ایسے شخص کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین ہے۔“ (ص ۱۱۵)

(کتاب حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب)

یہی مولوی احمد علی صاحب لاہوری مولانا علامہ ابوالحسنات قادری اور مودودی صاحب کیلئے قیام کرتے رہے ہیں۔ دیکھئے۔

”ایک دفعہ مولانا داؤد غزنوی (غیر مقلد) کی دعوت پر ان کے مدرسہ شیش محل میں میٹنگ تھی۔ حضرت (مولوی احمد علی) پہلے سے کرسی پر تشریف فرما تھے مودودی صاحب اور مولانا ابوالحسنات (بریلوی) بعد میں تشریف لائے۔ حضرت شیخ ہر دو اصحاب کیلئے کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر ان کو گلے لگالیا۔“ (خدام الدین لاہور ۸/ مارچ ۶۳ ۔ ص ۱۲)

دلوں کے بھید

مصنف سیف حقانی نے صفحہ ۴۶۔ ۴۷ پر ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ چہارم سے حضرت سیّدی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات پر مشتمل دو اہم واقعات کا اپنی روایتی جہالت کے باعث صاف انکار کر دیا بلکہ اس کو یہ تک معلوم نہیں کہ حضرت سیّدی ابن مسعود قدس سرہ العزیز کوئی بزرگ ہیں بھی یا نہیں۔ لکھتا ہے:۔

"دو عجیب واقعے کسی جنگلی بزرگ کے سنائے ہیں۔" (ص ۴۶) (معاذ اللہ استغفر اللہ)

کیوں نہ ہو وہابیت کی بنیاد ہی بے ادبی و گستاخی پر ہے تو پھر ایک جلیل القدر ولی کامل کو "کسی جنگلی بزرگ" کے گستاخانہ الفاظ سے کیوں نہ یاد کرے۔ اور مزید بے خبری یہ کہ ان ہی بزرگ سے متعلق ایک واقعہ سے اپنی جہالت کا برملا اعتراف یوں کرتا ہے "ایک واقعہ گھڑ کے اس بزرگ کے سر مڈھ دیا" حالانکہ سیّدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ ان ہر دو واقعات و کرامات کو حضرت سیّدی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ولی کامل سے نقل فرمایا جو اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں مگر یہ بدبخت کانگریسی ایجنٹ اور گاندھی کے چیلے حسین احمد ٹانڈوی کے نام سے تو واقف ہے مگر حضرت سیدی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام گرامی سے واقف نہیں اور پھر دیکھنا یہ ہے کہ ان ہر دو واقعات میں ہے کیا جو اس کو موت نظر آ رہی ہے۔ پہلے واقعہ میں تو یہ ہے کہ

- ایک شخص اپنا دبلا بیل لے کر آیا اور کہا دعا فرمائیے اس میں طاقت آ جائے۔ آپ نے شیروں کو اشارہ کیا وہ کھا گئے آپ نے موٹا تازہ بیل دے دیا اس آدمی کے دل میں یہ خطرہ آیا یہ شیر حضرت کے سامنے تو کچھ نہ کہیں گے راستہ میں بیل کھالیں گے حضرت کو اس کے خطرہ پر اطلاع ہو گئی دوسرا خطرہ اس کے دل میں یہ آیا کہ معلوم نہیں کس کا بیل ہے کوئی پوچھے گا تو کیا کہوں گا۔ حضرت نے فرمایا، تم سے کوئی نہ پوچھے گا۔

لہٰذا مصنف سیف حقانی کہتا ہے:۔

اب اس احمق کو کون بتائے کہ تمہیں کس نے کہہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سینوں کے بھیدوں کو نہیں جانتا؟ بے محل قرآن عظیم کی آیات پڑھنے سے کیا حاصل۔ کوئی ایسی آیت لاؤ جس سے یہ ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی ولی کو دل کے بھید پر آگاہی نہیں دی۔ مگر کبھی نہ لاسکو گے اگر یہ غلط ہے اور دلوں کے خطرات پر آگاہ ہونا اللہ عزوجل کا خاصہ ہے تو پھر بتائیے کہ اگر علمائے دیوبند دلوں کے خطرات پر آگاہ ہونے کا برملا اعتراف کرلیں تو مشرک ہوئے یا نہیں؟

جمعیت العلماء اسلام کے آنجہانی امیر نے تو کمال ہی کر دیا کیونکہ مولوی گنگوہی جی نے تو تعظیم دیندار کی شرط لگائی تھی مگر لاہوری جی نے یہ فرق ہی مٹا دیا اور جن کو وہ خود بے دین و بدعتی اور دجال قرار دیتے تھے انہی کیلئے خود قیام کیا ہے۔ مصنف سیف حقنیہ اب کس کی ماں کو ماں کہے گا؟ اور ہاں مصنف نے بڑی ہی تعجب سے پوچھا ہے کہ یہ بندر آتے کہاں سے تھے؟ جناب آپ کوؤں کے متعلق تو پوچھ سکتے تھے کہ یہ کہاں سے آتے ہیں جبکہ ہم دیابنہ سے کوے چٹ کر گئے مگر بندروں کو تو دیوبند میں بند نہیں کر دیا تھا بندروں کو کھانا تو گنگوہی صاحب نے ثواب قرار نہیں دیا تھا۔ بہر حال آپ کو تعجب نہیں ہونا چاہئے۔ کسی مہاجر سے پوچھ لیں کہ ہندوستان کے بعض شہروں میں بندر عام پھرتے تھے بلکہ شہروں میں گھروں کی چھتوں پر عام پائے جاتے تھے۔ بندر نے قرآن عظیم کی تعظیم کی یا قیام مولود کیا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے اور اس پر طعنہ زنی کا کیا موقعہ ہے کیا شجر و حجر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم نہیں فرمائی۔ پتھروں نے کلمہ نہیں پڑھا۔ اونٹ ہرنی نے سجدہ نہیں کیا؟

نذرانہ اہل عرس میں یہ کہیں بھی موجود نہیں کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود بٹیر بازی یا مرغ بازی کرتے تھے بلکہ مصنف نے بھی یہ بات صفحہ ۴۵ پر روسا بدایوں اکھیڑہ وغیرہ کے مشاغل کے طور پر نقل کی ہے تو یہ کام روسا کا ہوا نہ کہ اعلیٰ حضرت کے والد ماجد قدس سرہ کا اور پھر بات تو بندروں کی ہو رہی ہے مرغ بٹیر اور بندر کیا ایک ہی چیز ہیں شاید دیوبندی بندروں کو اور مرغ و بٹیر کو ایک چیز سمجھتے ہوں اور اسی لئے انہوں نے بٹیر نہ ملنے پر کوا کھانے کو ثواب قرار دیا ہو۔ اعلیٰ حضرت نے بھی تو یہی فرمایا ہے ۔

بٹیر ہاتھ نہ آئے تو زاغ لے کے چلے

اسی طرح اس بات پر بھی کیا اعتراض ہو سکتا ہے کہ سانپ نے میلاد (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت شریف کا ذکر) سنا۔ یہ تو اسلام کی حقانیت و صداقت کی دلیل ہے کہ اس بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر سانپ بھی سنتے ہیں۔ مصنف میں دَم ہے تو ممانعت کی دلیل معہ حوالہ نقل کرے زبانی جمع خرچ سے کام نہ چلائے۔ اگر مصنف سیف حقانی بہر صورت سامعین میلاد کو سانپ قرار دینے اور بندر گرداننے پر مصر ہے تو پھر اس کی زد بھی اکابر دیوبند پر پڑے گی ہم صرف ایک حوالہ نقل کرتے ہیں۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں:۔

"وہ جملہ حالات جن کو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ذرا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریف ہو۔" (المہند، ص ۱۵)

دلوں کے خطرات کا علم اور مولوی رشید احمد گنگوہی

تذکرۃ الرشید مصنفہ مولوی عاشق الٰہی میر ٹھی دیوبندی کی تصنیف ہے جو مولوی رشید احمد گنگوہی کی سوانح حیات ہے۔ اس میں لکھا ہے:۔

- ایک مرتبہ دو شخص اجنبی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام و مصافحہ کے بعد بیعت کی تمنا ظاہر کی۔ آپ (مولوی رشید احمد گنگوہی) نے فرمایا، دو رکعت نماز پڑھو۔ حضرت کے اس ارشاد پر تھوڑی دیر دونوں گردن جھکائے بیٹھے رہے پھر چپکے ہی سے اُٹھ کر چل دیئے۔ جب دروازہ سے باہر ہوئے تب حضرت نے فرمایا، یہ دونوں شیعہ تھے میرا امتحان لینے آئے تھے۔ حاضرین میں سے بعض آدمی ان کی تحقیق کو ان کے پیچھے گئے اور معلوم کیا تو وہ واقعی رافضی تھے۔ (تذکرۃ الرشید حصہ ۲ ص ۲۲۷)

- ایک مرتبہ استاذی مولانا عبد المومن صاحب حاضر خدمت تھے دل میں وسوسہ گزرا کہ بزرگوں کے حالات میں زہد اور فقر و تنگدستی غالب دیکھی گئی ہے اور حضرت (گنگوہی) کے جسم مبارک پر جو لباس ہے وہ مباح و مشروع ہے مگر بیش قیمت ہے حضرت امام ربانی (مولوی رشید احمد گنگوہی) اس وقت کسی سے باتیں کر رہے تھے دفعتہً ادھر متوجہ ہو کر فرمایا کہ عرصہ ہوا مجھے کپڑا بنانے کا اتفاق نہیں ہوتا لوگ خود بنا کر بھیج دیتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ تو ہی پہننا ان کی خاطر پہنتا ہوں چنانچہ جتنے کپڑے ہیں سب دوسروں کے ہیں۔" (تذکرۃ الرشید حصہ ۲ ص ۱۷۳)

اب بتایئے جناب آیہ کریمہ "وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ" کا کیا مطلب ہے؟ کیا حضرت سیّدی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت گنگوہی سے بھی کم ہے؟ آخر ان دیوبندی ملاں کیلئے دلوں کے بھید جاننے اور وسواس پر مطلع ہونے کی کون سی نصوص ہیں یہاں شرک کیوں نظر نہیں آتا؟

دوسرا واقعہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے نقل فرمایا ہے وہ بھی دل کے بھید پر مشتمل ہے مگر اس کو کیا کہئے کہ تذکرۃ الرشید میں دس سے زائد ایسے مقامات ہیں جہاں گنگوہی جی کیلئے دل کے بھید جاننا ثابت کیا گیا ہے۔ اگر آپ اس کو کرامات کہیں تو وہاں کرامات کا کیوں انکار کیا جاتا ہے۔

مصنف نے ایک واقعہ صفحہ ۴۷ پر ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ سوم سے بھی نقل کیا ہے کہ

○ ایک بزرگ تھے سیّد احمد بدوی کبیر ان کی قبر پر مصر میں تین دن تک ایک بہت بڑا میلا اور عرس میلاد ہوتی تھی یہ ان کی ولادت کے دن پر ہوتا تھا۔ امام عبد الوہاب ستحرانی اس مجلس میلاد اور میلہ میں ہر سال بالالتزام شرکت کیلئے جاتے تھے۔ ایک سال اتفاق سے کچھ دیر ہوگئی تو صاحبِ مزار اپنی مرقد سے پردہ ہٹاہٹا کر پوچھتے تھے کہ عبد الوہاب ابھی نہیں آئے چنانچہ میلاد کے تیسرے دن آخر میں آئے۔ حاضرین نے کہا کہ آپ تاخیر سے کیوں آئے دو دن سے حضرت پردہ ہٹاہٹا کر آپ کا پوچھ رہے ہیں۔ آپ نے کہا اچھا تو کیا حضرت کو میری آمد کی خبر ہوئی ہے کہنے لگے واہ حضور فرماتے ہیں کہ کتنی ہی منزل پر سے کوئی میرے پاس آنے کا ارادہ کرے تو پھر میں اس کے پاس ہوتا ہوں اس کی حفاظت کرتا ہوں۔۔۔

(سیف حقانی، ص ۴۷)

مصنف نے اپنی بے ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت کی عبارت اپنی خود آرائی کے سانچہ میں ڈھال کر پیش کی ہے۔ امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کو امام عبد الوہاب ستحرانی تحریر کیا مجلس میلاد کے ساتھ لفظ میلہ کا اضافہ کیا اور پھر مصنف نے عبارت تو نقل کر ڈالی مقصد معلوم ہی نہیں کہ کس لئے یہ عبارت پیش کی گئی ہے۔ میلاد شریف پر اعتراض کرنا چاہتا ہے تو کھل کر بحوالہ کتب دلیل سے بات کرے۔ اگر سیّدی احمد کبیر علیہ الرحمۃ کے قبر مبارک سے کلام فرمانے پر کچھ درد ہے تو اپنے حکیم الامت تھانوی جی کے جمال الاولیاء کے دواخانہ سے دوا لے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"امام شعرانی کہتے ہیں کہ یہ میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ غزی کہتے ہیں کہ ان کو حضرت احمد بدوی سے بہت زیادہ محبت تھی اور ان سے نسبت تامہ حاصل تھی یہ بارہا ان سے گفتگو کیا کرتے تھے اور وہ (سیدی احمد بدوی) قبر کے اندر سے جواب دیا کرتے تھے شعرانی کہتے ہیں کہ میں نے خود سنا ہے کہ یہ حضرت احمد سے باتیں کرتے تھے اور وہ قبر کے اندر سے جواب دے رہے تھے۔ طبقات وسطیٰ میں بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ خود سنا کہ یہ حضرت احمد بدوی سے کسی مصر کی ضرورت میں مشورہ کر رہے تھے اور شیخ احمد نے قبر کے اندر سے جواب دیا کہ سفر پر جاؤ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔ (جمال الاولیاء، ص ۲۰۸)

یہ تو تھا سیدی احمد بدوی علیہ الرحمۃ کے قبر مبارک سے گفتگو کرنے کا ثبوت لیکن اس چیز کو جھٹلانے والے دیوبندی وہابی یہ بات تو اپنے ملاؤں کیلئے بھی مانتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

سید احمد شہید ہے یا مفرور ؟

مولوی احمد علی صاحب لاہوری نے اپنے مذکورہ بالا حوالہ میں سید احمد شہید لکھ کر اسماعیل کے پیر کو شہید قرار دیا ہے مگر ارواح ثلٰثہ میں اس سے یکسر مختلف ہے۔ لکھا ہے:۔

”پھر کچھ عرصہ بعد کڑک سنگھ سپر رنجیت سنگھ والی لاہور سے لڑائی ہوئی جس میں بہت سے (دیوبندی وہابی) مجاہدین مارے گئے حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب و مولوی محمد حسن صاحب بھی وہیں شہید ہوئے البتہ۔۔۔۔۔ سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کا پتا نہ لگا۔“ (ارواح ثلٰثہ، ص ۱۷۳)

اس جگہ سید احمد صاحب کے متعلق لکھا ہے ”سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کا پتا نہ لگا“ اس کے بعد سید صاحب کی تلاش شروع ہوئی۔ اب تلاش کرنے والے تین معتبر راویوں کے بیان سنئے۔ کہتے ہیں جب سید صاحب اسماعیل دہلوی وغیرہ کے قتل کے بعد میدان سے بھاگ گئے تو

”لوگ تلاش میں تھے اور ادھر ادھر جستجو کرنے لگے چند آدمی مختلف دیہات اور پہاڑوں میں جا کر ڈھونڈا کرتے تھے اور (سید احمد) کسی کو نہ ملتے تھے گاؤں میں برابر پتا ملتا چلا جاتا کہ یہاں تھے وہاں تھے ایک شخص نے بیان کیا کہ مجھے سخت بخار تھا اسی حالت میں میں نے تینوں شخصوں کو جاتے دیکھا جن میں ایک سید صاحب تھے میں نے غل مچایا کہ حضرت آپ ہم کو کہاں چھوڑ گئے اور کیوں ہم سے علیحدہ ہوگئے سب لوگ آپ کے راہ براہ ہیں میرے غل مچانے پر حضرت سید احمد صاحب نے منہ پھیر کہ مجھے دیکھا کچھ جواب نہ دیا اور چلے گئے۔“ (ارواح ثلٰثہ، ص ۱۷۴)

دوسرے شخص نے بیان کیا ہم انہیں دِنوں سید صاحب کو ایک پہاڑ میں تلاش کر رہے تھے دفعتۃً کچھ فاصلہ پر گڑبڑاٹ سنا میں وہاں گیا تو دیکھا کہ سید صاحب اور ان کے دو ہمراہی بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام کیا مصافحہ کیا اور عرض کیا کہ حضرت کیوں غائب ہوگئے سب لوگ بغیر آپ کے پریشان ہیں مجبور ہو کہ ہم نے فلاں شخص کو اپنا خلیفہ بنالیا ہے اور ان سے بیعت کی ہے آپ نے اس پر تحسین کی اور فرمایا ہم کو اب غائب رہنے کا حکم ہوا ہے اس لئے ہم نہیں آسکتے اتنا فرما کر قافلہ والوں کی خیر اور حالات پوچھے اور پھر روانہ ہوگئے میں نے بھی ہمراہ ہونے کیلئے عرض کیا تو منع فرمایا اور پھر کوشش کر کے جو میں نے پیچھے چلنا چاہا تو میرے ہاتھ پاؤں وزنی ہوگئے میں تو کھڑا کا کھڑا رہ گیا حیران اور مایوس تھا کہ یا اللہ کیسے چلوں اور حضرت سید صاحب معہ ہمراہیان غائب ہوگئے۔

(ارواح ثلٰثہ، ص ۱۷۴)

تیسرے شخص نے بیان کیا کہ سید صاحب کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہم ایک گاؤں میں ایک جگہ اترے وہاں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ قبر جو ڈھئی ہوئی تازہ پڑی ہے اس کو سید صاحب ابھی ڈھوا کر گئے ہیں کیونکہ اونچی قبر تھی ادھر ادھر دیکھا تو کہیں پتا نہ تھا۔ (ارواح ثلٰثہ، ص ۱۷۴)

ایسا ہی تذکرۃ الرشید میں لکھا ہے۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ سید صاحب میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے تھے۔ لیکن مولوی احمد علی صاحب لاہوری نئی ترنگ میں کچھ اور ہی فرما رہے ہیں اور ان کو شہید قرار دے رہے ہیں۔

بہر حال بات میں بات نکلتی چلی گئی ہم نے اکابر دیوبند سے یہ ثابت کر دیا کہ اہل قبر سے گفتگو ثابت ہے اور سیّدی احمد بدوی علیہ الرحمۃ سے گفتگو پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

باقی رہا یہ کہ اگر مصنف سیف حقانی ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ سوم کے اس واقعہ کو نقل کر کے اس کو "واللہ علیم بذات الصدور" کے منافی قرار دینا چاہتا ہے تو ابھی ہم ثابت کر چکے ہیں کہ دیوبندی علماء تو اپنے اکابرین کو دلوں کے بھیدوں سے واقف مانتے ہیں۔ آخر اس حوالہ کے نقل کرنے کا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے؟

○ فرمایا کہ ایک صاحب کشف حضرت حافظ (ضامن) صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے بعدِ فاتحہ کہنے لگے کہ بھائی یہ کون بزرگ ہیں بڑے دل لگی باز ہیں جب میں فاتحہ پڑھنے لگا تو مجھ سے فرمانے لگے کہ جاؤ فاتحہ کسی مردہ پر پڑھیو یہاں زندوں پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو۔ (ارواح ثلٰثہ، ص ۲۴۵)

○ جمعیت العلماء اسلام کے آنجہانی امیر مولوی احمد علی صاحب کے متعلق لکھا ہے، حضرت والا (مولوی احمد علی) اپنے مغموم دل سے (اپنے) بچوں میں سے بعض کی قبر پر تشریف لے گئے اور حالتِ کشف میں جو گفتگو ہوئی اس کو اماں جان (اپنی بیوی) سے آکر پیش کرتے رہے۔ (ہفت روزہ خدام الدین ۲۲/ فروری ۶۳ء)

○ علامہ (شمس الحق) افغانی نے دریافت فرمایا کیا وجہ ہے کہ سید صاحب جو شیخ اور مرشد ہیں کی قبر پُر انوار مولانا (اسماعیل) شہید کی قبر کی نسبت کم معلوم ہوتے ہیں حضرت (احمد علی) نے فرمایا ہاں یہ واقعہ ہے کہ میں نے صاحبِ قبر سے دریافت کیا تو اس نے کہا میں سید احمد شہید نہیں ہوں میرا نام سید احمد ہے میں مولانا (اسماعیل) شہید کا مرشد نہیں ہوں۔ لوگوں نے مولانا شہید کی قبر کے قریب ہونے کی وجہ سے غلط فہمی میں مجھے سید صاحب سمجھ لیا ہے۔ (خدام الدین ۲۲/ فروری ۶۳ء، ص ۳۴)

مذکورہ بالا سیف حقانی شکن حوالوں سے ثابت ہوا کہ اہل قبر سے گفتگو ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مصنف ان حوالہ جات کو کشف پر مبنی قرار دے تو ہم کہیں گے اوّل تو کشف کا لفظ دو حوالوں سے مذکور ہے اور خدام الدین کے موخر الذکر حوالہ میں کشف کا لفظ مذکور نہیں اور خدام الدین کے ۲۲/ فروری ۶۳ء کے شمارہ میں متعدد حوالہ جات ایسے ہیں جن میں کشف کا لفظ مذکور نہیں ہے اگر بالفرض بہر صورت مصنف سیف حقانی کشف ہی کا سہارا لے کر یا بہانہ بنا کر جان چھڑانے کی کوشش کرے تو ہم کہیں گے کہ کشف ہی کون سا ان کے ہاں حلال ہے۔ دیکھئے بابائے وہابیت اسماعیل دہلوی کیا گل کھلاتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

○ جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسروں کا۔

○ شرک سب عبادت کا نور کھو دیتا ہے کشف کا دعویٰ کرنے والے اس میں داخل ہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص ۲۷)

دیکھتے ہیں اب مصنف سیف حقانی کدھر بھاگتا ہے کس کی پناہ میں جاتا ہے۔

کوک شاستر

چونکہ فرقہ دیوبندیہ وہابیہ کانگریس اور کانگریسوں سے قدیم بلکہ جدی پشتی نیاز مندی حاصل ہے کانگریسی کے ایک مشہور لیڈر اور بھارت کے ایک سابق وزیر اعظم شاستری بھی رہے ہیں ان سے بھی ان کی ضرور کوئی رگ ملتی ہو گی لہذا عنوان کچھ بھی ہو اپنے کانگریسی آقاؤں کی یاد تازہ کرنی ہے۔ شائد اسی مناسبت سے صفحہ ۷۴ پر مصنف نے ایک عنوان کوک شاستر بھی قائم کیا ہے اور امام اہلسنت سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات شریف سے ایک حوالہ کا حلیہ بگاڑ کر عبارت میں سخت مجرمانہ تحریف کر کے یوں لکھا ہے:۔

"یہی حضرت عبد الوہاب شعرانی دربار سے میلہ دیکھنے گئے گھوم رہے تھے کہ اچانک ایک تاجر کی پری پیکر کنیز پر نظر پڑ گئی ایک ہی نظر میں گھائل ہو گئے لیکن شریعت کے پاس سے دوسری نظر نہ کی۔ مزار پر واپس آئے تو صاحب مزار نے پوچھا کیوں عبد الوہاب وہ کنیز بہت پسند آئی۔ عرض کی ہاں۔ فرمایا اچھا تو وہ کنیز ہم نے تمہیں ہبہ کر دی۔ تھوڑی دیر میں تاجر نے وہ کنیز مزار پر آکر ہبہ کر دی۔ ادھر مزار سے خادم کو اشارہ ہوا کہ کنیز شعرانی کو دے دو۔ چنانچہ آپ کو دے دی گئی۔ اس کے بعد صاحب مزار نے فرمایا، میاں عبد الوہاب اب دیر کیوں فلاں حجرہ شریف میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔"

(ملفوظات حصہ سوم، ص ۳۱۔ ۳۲)

جاہل دیوبندی تو اپنے اس نامور مصنف کی اس فنکاری پر جھوم گئے ہوں گے۔ فیصل آباد (لائلپور) غلام آباد کے سنتو قوال نے تو یقیناً اس حوالہ کو ازبر کر لیا ہو گا۔ یہ کمال کسی دیوبندی مصنف و مناظر کو حاصل نہ ہوا جو اس تتلی نے کر دکھایا۔ آج اگر دیوبندی مناظرین آنجہانی عبد الشکور کاکوڑوی مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری زندہ ہوتے تو اپنے اس طفل مکتب کے زریں کارناموں پر جھوم جاتے اور فرطِ عقیدت سے بے ساختہ پکار اٹھتے واہ بیٹا قریشی واہ ہم تو آج تک عبارتوں کا مفہوم بگاڑتے اور بدلتے رہے مگر تم نے کمال ہی کر دیا۔ پوری کی پوری عبارتیں بدل دیں۔ کاش ہم یہ فن جانتے ہوتے تو خبر دار احمد رضاخانی بریلوی اور حشمت علی خاں رضاخانی بریلوی سے پے درپے ذِلت آمیز شکستوں کا سامنہ نہ کرنا پڑتا۔ بلاشبہ یہ مصنف سیف حقانی ہی کا حصہ ہے کہ اس نے دیوبندی سائنس میں جدید تجربوں کی بنیاد رکھی ہے۔ اور اس کے سوا چارہ بھی کیا تھا۔ بہر حال ہم کہتے اور ڈنکے کی چوٹ چیلنج کرتے ہیں مصنف تو ہے ہی ایک دو ٹکے کا آدمی اس کے بڑے بوڑھے جو اس کی ان ابلیسانہ حرکتوں پر بغلیں بجا رہے ہوں وہ خواہ تتلی سوادِ اعظم اہلسنت کے سیکریٹری جنرل غلام راولپنڈی ہوں یا مردہ قومی اتحاد کے خود ساختہ صدر مصنف کے استاذ مفتی محمود ہوں یا اس ناپاک کتاب سیف حقانی پر دل آزار تبصرے اُگلنے والے خدام الدین لاہور کے چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور ہوں وہ میدان میں آئیں۔ اور اپنے اس فرزند دلبند کی نقل کردہ مذکورہ عبارت کو ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ سوم صفحہ ۳۱۔ ۳۲ یا کسی حصہ اور کسی صفحہ سے جوں کی توں ثابت کر دیں تو ہم انہیں ایک دھڑی روپے انعام دیں گے اور زاغ معروفہ کی پُر تکلف دعوت کا اہتمام بھی کریں گے۔ آیئے ملفوظات کی اصل عبارت دیکھیں تا کہ مصنف کی مجرمانہ خیانتوں کا مشاہدہ ہو سکے۔

ہم نے اس عبارت پر وارد شدہ جاہلانہ اعتراضات کے مفصل و مدلل جوابات اپنی کتاب "قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی" میں دیے ہیں۔

دیوبندی جاہل مصنفین کو چاہئے۔ وہ اس عبارت پر اعتراضات سے قبل کتبِ احادیث و فقہ میں ہبہ کے مسائل پڑھیں۔ اور الابریز فی مناقب عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ کا مطالعہ کریں۔

اس عبارت سے متعلق مصنف کے ان الفاظ کی کیا حقیقت ہے اور اس کی زد کس پر پڑتی ہے اور بات کہاں پہنچتی ہے؟

"اب بتائیے بھلا اس پر کوئی تبصرہ کرے امام شعرانی یا شیخ کبیر تو یقیناً ان کفریات سے بری ہیں۔" (سیف حقانی، ص ۴۸)

بتائیے اس واقعہ کو کفریات میں کس طرح شامل کیا جاسکتا ہے؟

اصل عبارت

"حضرت سیدی عبد الوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلا اور ہجوم ہوتا تھا اس مجمع میں چلے آتے تھے ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا "النظرة الاولی لك والثانية عليك" پہلی نظر تیرے لئے ہے اور دوسری تجھ پر یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہوگا۔ خیر نگاہ تو آپ نے پھیر لی مگر وہ آپ کو پسند آئی۔ جب مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ ارشاد فرمایا کہ عبد الوہاب وہ کنیز تمہیں پسند ہے؟ عرض کی ہاں۔ اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیے۔ ارشاد فرمایا اچھا ہم نے وہ کنیز ہبہ کی۔ اب آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں۔ معاً وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزارِ اقدس کی نذر کی۔ خادم کو اشارہ ہوا۔ انہوں نے آپ کی نذر کر دی۔ ارشاد فرمایا عبد الوہاب اب دیر کاہے کی فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔"

بتایا جائے اس میں پری پیکر کنیز اور ایک ہی نظر سے گھائل ہوگئے جیسے گستاخانہ و مسخرانہ الفاظ کہاں ہیں؟ کیا یہ دیوبندی مصنف کی کجروی اور ذہنی آوارگی کی دلیل نہیں؟ اور پھر اس میں سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز پر کیا الزام وہ یہ سب کچھ علامہ امام عبد الوہاب شعرانی اور حضرت سیّدی احمد بدوی کبیر قدس سرہ جیسے اکابر اولیاء کرام سے نقل فرما رہے ہیں اور الابریز شریف سے ماخوذ ہے اور الابریز شریف نہایت مشہور و معتبر کتاب ہے جو حضرت ابن مبارک فارسی علیہ الرحمۃ کی تالیف ہے جس کو دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب نے جمال الاولیاء صفحہ ۴ پر معتبر و مستند مانا ہے اور اکابر اولیاء کی تصنیف گردانا ہے اور پھر ہبہ کرنے کے بعد حجرہ میں لے جانے اور حاجت پوری کرنے پر کون سی شرعی ممانعت ہے اور کس طرح اس کو حرام و گناہ قرار دیا جا سکتا ہے؟ کیا عورت کا ہبہ شریعتِ اسلامیہ میں حرام و گناہ ہے؟ کیا کنیز (شرعی باندی) سے حاجت پوری کرنا حرام و گناہ ہے؟

حدیث شریف صحیح بخاری میں یوں ہے کہ حضرت اُمّ المومنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہتی ہیں، میں نے ایک کنیز آزاد کی تھی جب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے حضور کو اس کی اطلاع دی فرمایا اگر تم نے اپنے ماموں کو ہبہ کی ہوتی تو تمہیں زیادہ ثواب ملتا۔

چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے

یہی حال دیوبندی مصنفین کا ہے وہ حوالہ جات کی نقل میں دیدہ دلیری سے چوری کرتے ہیں اگر چوری نہ کریں تو ہیرا پھیری ضرور کرتے ہیں۔ یہی جذبہ مصنف سیف حقانی کے دل و دماغ میں کار فرما ہے کیوں نہ ہو آل حسین احمد کانگریسی سے ہے۔ چوری اور ہیرا پھیری سے کام نہ لیں تو پھر دیوبند میں دغا کی دال کا ظہور کیسے ہو۔ بہر حال مصنف نے اپنی حقنیہ کے صفحہ ۴۹ پر سرخی تو یہ جمائی ہے "اولیاء از عرش تا تحت الثریٰ دیکھتے ہیں" لیکن اس کے ضمن ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ چہارم سے صفحہ ۴۷ تا ۷۶ تین حوالہ نقل کئے ہیں جن کا حلیہ ہی بگاڑ دیا گیا ہے اور اتنے الفاظ لکھ دیئے جو اس کی باطل مراد کیلئے کافی ہو سکتے تھے۔ ہم اپنی طرف سے جواب دینے کی بجائے ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت کی اصل عبارت نقل کر دیں تو وہی جامع جواب ہو گا چور کی چوری اور ہیرا پھیری ثابت ہو جائے گی مصنف نے عنوان کے برعکس مذکورہ بالا سرخی کے ذیل میں خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کی بحث چھیڑ دی حالانکہ سرخی اولیاء اللہ کے علم غیب سے متعلق لگائی گئی تھی۔ بہر حال اس نے سیّدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارات یوں نقل کی ہیں۔

"دار دنیا شہادت ہے اور دار آخرت غیب، غیب کی کنجیوں کو مفاتح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں "وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ" اسی خدا کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے علاوہ کوئی از خود نہیں جانتا۔ دوسری آیت نقل کی ہے "لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ" خدا ہی کیلئے مقالید ہیں آسمانوں اور زمین کی۔ یہ ترجمہ بھی آپ (یعنی اعلیٰ حضرت) کا ہے۔ اب سنئے فرماتے ہیں "غیب و شہادت کی سب کنجیاں دے دی گئی ہیں محمد رسول اللہ کو کوئی شئے ان کے حکم سے باہر نہیں"۔ (ص ۷۳)

یہ ہے دیوبندی نجدی سائنس کی کاریگری۔ اپنی مرضی کے الفاظ لکھ دیئے۔ دیکھئے دراصل عبارت یوں ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ خدا جانے اپنی بیوی سے ہم بستری کس طرح قابل اعتراض ہے؟ باقی رہا یہ کہ شیخ کسی وقت اپنے مرید سے جدا نہیں تو اس کا فیصلہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کرا لیجئے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کی روح ایک جگہ مقید نہیں بلکہ جس جگہ مرید ہوگا قریب یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں ہے۔" (امداد السلوک، ص ۲۴)

حضرت شیخ سیدی عبد العزیز دباغ قدس سرہ کے مرید کے پاس تشریف لانے پر اعتراض کرنے اور تمسخر اڑانے سے قبل مولوی قاسم نانوتوی کے متعلق دیوبندیوں کو اپنے اکابر کا یہ خود ساختہ عقیدہ پڑھ لینا چاہئے کہ

"ایک دفعہ نہیں متعدد مواقع پر مشاہدہ کرنے والوں نے وفات کے بعد دیکھا کہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جسدِ عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔" (سوانح قاسمی جلد ۳ صفحہ ۱۵۰ بحوالہ ارواح ثلثہ، صفحہ ۱۸۵)

اب دیوبندی مصنف کو اپنی ناک کٹوا لینی چاہئے۔

سیدی احمد سجلماسی اور سیدی عبد العزیز دباغ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے ایک واقعہ پر بھی جاہلانہ تبصرہ کیا گیا ہے۔ ملفوظات حصہ دوم کے حوالہ سے لکھتا ہے:۔

"سیدی احمد سجلماسی کے دو بیویاں تھیں۔ آپ کے مرشد سیدی عبد العزیز دباغ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری بیوی سے ہمبستری کی یہ نہیں چاہئے۔ عرض کیا حضور وہ تو اس وقت سوتی تھی فرمایا سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا۔"

یہ عبارت نقل کرنے کے بعد طوفانِ بدتمیزی کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔ آخر میں لکھتا ہے:۔

"خان بابا کیا آپ کا دین انہیں لغویات پر مبنی ہے خدارا کچھ تو خوف کرو دینِ مصطفےٰ کا لحاظ کرو۔" (سیف حقانی، ص ۴۹)

ہم نے اس عبارت پر اپنی کتاب برق آسمانی صفحہ ۶۶ تا ۶۹ مفصل بحث کی ہے اور دیوبندی حماقتوں کا جواب دیا ہے۔

یاد رکھنا چاہئے یہ واقعہ بھی سیّدی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہ نے الابریز فی مناقب عبد العزیز سے نقل فرمایا ہے۔ الابریز شریف میں موجود ہے اس میں ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ الابریز کو جمال الاولیاء میں دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی نے معتبر مانا ہے اور مفتی جمیل احمد تھانہ بھونی نے اپنے ایک فتویٰ میں معتبر مانا اور اس کے مصنف کو بڑے اولیائے کرام میں سے قرار دیا ہے۔ فتویٰ ہمارے پاس موجود ہے۔ برق آسمانی میں بھی نقل کر چکے ہیں۔ مگر تعجب کی بات تو یہ ہے کہ دیوبندی مصنف اعلیٰ حضرت کو خان بابا کہہ کر جویوں بک مار رہا ہے کہ

"خان بابا کیا آپ کا دین انہیں لغویات پر مبنی ہے خدارا کچھ تو خوف کرو دینِ مصطفےٰ کا لحاظ کرو۔"

اس عبارت کا ایک ایک لفظ دیوبندیت کیلئے تباہ کن راکٹ ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو خان بابا کہہ کر ان سے سوال کرنے کا مقصد تو یہ ہوا کہ مصنف بھی اعلیٰ حضرت کو زندہ اور موجود اور اپنے قریب مانتا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے اپنے وصایا میں میرا دین کہہ دیا تو دیوبندیوں پر قیامت آگئی اور کہا گیا دیکھو اعلیٰ حضرت میرا دین کہہ رہے ہیں یعنی ان کا اپنا گھڑا ہوا بنایا ہوا دین۔ لیکن یہاں دیوبندی مصنف خود یہ کہہ رہا ہے خان بابا کیا آپ کا دین تو ثابت ہوا میرا دین کہنا کسی طرح بھی قابل مواخذہ نہیں ہے اور آج تک دیوبندی میرا دین کہنے پر اعتراض کر کے جھک مارتے رہے ہیں۔

"دار دنیا شہادت ہے اور دار آخرت غیب، غیب کی کنجیوں کو مفاتیح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں۔

قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے "وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ" اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی مفاتیح (کنجیاں) ان کو خدا کے سوا کوئی (بذاتِ خود) نہیں جانتا، اور دوسری جگہ فرماتا ہے "لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ" خدا ہی کیلئے ہیں مقالید (کنجیاں) آسمان و زمین کی اور مفاتیح کا حرف اوّل (م) اور حرف آخر (ح) اور مقالید کا حرف اوّل (م) و حرف آخر (د) انہیں مرکب کرنے سے نام اقدس ظاہر ہوتا ہے محمّد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس سے یا تو اس طرف اشارہ ہے کہ غیب و شہادت کی کنجیاں سب دے دی گئی ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی شئے ان کے حکم سے باہر نہیں۔ اور یا اس طرف اشارہ ہو سکتا ہے مفاتیح و مقالید غیب و شہادت سب حجرۂ خفا یا عدم میں مقفل تھیں و مفتاح و مقلاد جس سے ان کا قفل کھولا گیا اور میدان ظہور میں لایا گیا وہ ذات اقدس ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اگر یہ تشریف نہ لاتے تو سب اسی طرح مقفل حجرۂ عدم یا خفا میں رہتے۔" (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ چہارم)

امام اہلسنّت مجددِ دین و ملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نہایت ہی نفیس علمی نکتہ بیان فرمایا تھا۔ مصنف سیف حقانی نے اس کا جواب تو دیا نہیں، اس کو درمیان سے نکال کر عبارت کو بے مقصد بنا کر رکھ دیا اور اعتراض جوڑ دیا۔ اب اس چوری کی چوری ظاہر کرنے کے بعد ہم اپنی طرف سے کسی جواب کی ضرورت نہیں سمجھتے اور جواب کی ضرورت ہوتی بھی اس وقت جب یہ کوئی اعتراض اگلتا لیکن اس مقام پر تو اس کی بولتی بند ہے کیوں نہ ہو اس کے بڑوں کی بولتی بند رہی۔

لطیفہ۔ مصنف کا جنون اور بوکھلاہٹ ملاحظہ ہو مصنف سیف حقانی مذکورہ بالا حوالہ نقل کرنے سے پہلے لکھتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے ملفوظات حصہ چہارم صفحہ ۷۴ تا ۷۶ سے جستہ جستہ عبارات نقل کرتے ہیں لیکن اس عبارت کے خاتمہ پر بطورِ حوالہ لکھتا ہے ص ۷۳۔ اسی طرح اس کے نیچے لکھتا ہے۔ آگے ص ۷۵ پر فرماتے ہیں اور جب یہ حوالہ ختم ہوتا ہے لکھتا ہے ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص ۷۶ گویا دماغی توازن بگڑ چکا ہے کچھ نہیں سوجھتا کیا لکھ رہا ہے کیا لکھنا ہے۔ سچ ہے ؎

خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

نیا باب پرانی باتیں

مصنف نے صفحہ ۵۰ پر تیسرا باب برپا کیا ہے جس کا عنوان ہے "توہین رسول" اس کو کہتے ہیں حقیقت کا منہ چڑانا یہ کچھ فیشن بن گیا ہے کانے کو کانا کہو تو وہ بھی جواب میں کانا کہتا ہے۔ حال ہی میں مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنے ٹیلیویژن ریڈیو انٹرویو میں اس طائفہ کے متعلق کہا آج کل چور خود کہتا ہے چور چور تا کہ اس کی چوری پر پردہ پڑا رہے۔ بہر حال اب دیوبندی فرقہ نے نئی کروٹ بدلی ہے پہلے تو ان کے اکابر اہلسنت مسلمانوں کو کہتے تھے یہ رسول کو خدا سے ملاتے ہیں یہ نبی کو حد سے بڑھاتے ہیں یہ رسول کو خدا بناتے ہیں خدا سے بڑھاتے ہیں وغیرہ مگر آج یہ صاحبزادے دنیا کو یہ باور کرانے اُٹھے ہیں کہ سنّی مسلمان رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔

اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی ع

سوال یہ ہے کہ معاذ اللہ اگر خدانخواستہ سنّی بریلوی رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں تو پھر آپ اپنی اسی سیف حقنیہ کے صفحہ ۷۸ پر سنیوں کو مسلمان اور ان کی اقتداء میں نماز کو جائز قرار کیوں دیا ہے اور مفتی محمود کو ضمانت کے طور پر کیوں پیش کیا ہے؟ کیا معاذ اللہ توہینِ رسول کرنے والے مسلمان ہوتے ہیں؟ کیا ایسوں کی اقتداء میں نماز ہو سکتی ہے۔

بہر حال مصنف نے تیسرا نیا باب قائم کر کے اس میں پہلا حوالہ فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۱۲ سے یہ دیا ہے کہ

"محبت میں نئی نئی باتوں اور طریقوں کی ایجاد نہ صرف جائز بلکہ نیکی اور کارِ ثواب ہے۔"

حالانکہ ہم اپنی اس کتاب کے پہلے باب میں اس کا جواب دے چکے ہیں۔ مصنف نے یہی حوالہ اپنی سیف حقنیہ کے صفحہ ۱۰۷ پر بھی دیا تھا وہ یہ ہے کہ مصنف نے اپنی عادت وطبیعت سے مجبور ہو کر فتاویٰ افریقہ سے آدھی عبارت نقل کی ہے۔

پوری عبارت یہ ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

"افعال تعظیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کیلئے راہ احداث کشادہ ہیں وہ جس طرح چاہیں محبوبانِ خدا کی تعظیم بجالائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو۔" (فتاویٰ افریقہ)

خط کشیدہ موخر الذکر الفاظ ہی اس کا شافی جواب ہے۔

اولیاء اللہ کا عرش تا فرش مشاہدہ فرمانا

مصنف نہ تو خود کتابیں پڑھتا ہے نہ اپنے اکابرین سے پوچھ کر اعتراض کرتا ہے کتاب "الابریز" صفحہ ۲۵۰ میں اپنے شیخ عارف حضرت عبد العزیز علیہ الرحمۃ سے اولیاء کا مخلوقات ناطقہ وصامتہ وحوش حشرات زمین وآسمان ستاروں وغیرہا تمام عالم کا مشاہدہ فرمانا نقل ہے ملاحظہ ہو عبارت یہ ہے:۔

ولقد رأیت ولیا بلغ مقاما عظیما وھو انہ یشاھد المخلوقات الناطقۃ والصامۃ والوحوش والحشرات والسمٰوٰت ونجومھا والارضین و ما فیھا و کرۃ العالم باسرھا تستمۃ منہ ویسمع اصواتھا و کلامھا لحظۃ واحدۃ وعد کل واحد بما یحتاجہ ولعطیہ وما یصلحہ من غیر ان یشغلہ ھذا بل اعلی العالم واسفلہ بمنزلۃ من ھو فی حیز واحد عندہ

نوٹ۔ الابریز شریف وہ کتاب ہے جس کو جمال الاولیاء صفحہ ۴ پر دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب نے معتبر مانا ہے اور مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور نے اس کے مصنف کو اکابر اولیاء میں سے تسلیم کیا ہے۔اس سے فرار ممکن نہیں۔

کاش کہ مصنف بلا دلیل و ثبوت اعتراض جڑنے کے خبط میں مبتلا ہونے سے قبل قصیدہ غوثیہ میں حضور غوثِ اعظم سیّدنا الشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمانِ ذیشان کو ملاحظہ کرتا۔ ؎

نَظَرتُ الٰی بِلادِ اللہِ جَمْعاً   کَخَردَلَۃٍ عَلٰی حکم اتصال

نیز مولانائے رومی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

لوح محفوظ است پیش اولیاء

از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

مگر مصنف سیف حقانی کا تعلق میں نہ مانوں قبیلہ سے ہے جنہوں نے نہیں مانا تھا اپنی آنکھوں کے سامنے پتھروں کو کلمہ پڑھتے دیکھا چاند کو دو ٹکڑے اور سورج کو واپس لوٹتے دیکھا مگر نہیں مانے اسی مرض میں یہ مبتلا ہے۔

چوری اور سینہ زوری

یہ دیو کے بندوں ہی کا جگر گردہ کہ وہ دن دہاڑے چوری کرتے ہیں اور سینہ زوری سے کام لیتے ہیں۔ لکھتا ہے:۔

"آگے ص ۷۵ پر (اعلیٰ حضرت) فرماتے ہیں ان کے (یعنی رسول اللہ کے) غلاموں اور اولیاء اللہ کے پیش نظر عرش سے تحت الثریٰ تک ہوتا ہے پھر کسی نامعلوم صحابی سے کہلواتے ہیں میں نے صبح اس حال میں کہ از عرش تا تحت الثریٰ تک دیکھتا ہوں۔ جنتیوں کو جنت میں دوزخیوں کو دوزخ میں فرماتے ہیں ماضی تو ماضی مستقبل بھی ان کے پیش نظر ہوتا ہے اولیائے کرام فرماتے ہیں کوئی پتہ سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ۔" (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۷۶)

یہ ہے وہ عبارت جو شروع کی گئی تو ص ۷۵ تھا جب ختم ہوئی تو ص ۷۶ ہو گیا۔ خیر یہ بات تو حوالہ کی تھی جو چاہے اس کا حسن وہابیت ساز کرے مگر ہم دکھانا یہ چاہتے ہیں کہ مصنف نے یہاں بھی چوری اور سینہ زوری سے کام لیا ہے۔ ملاحظہ ہو ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ چہارم میں یوں ہے:۔

"ان (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے غلاموں اولیائے کرام کے پیش نظر عرش سے تحت الثریٰ تک ہوتا ہے پھر صحابہ کی شان کا کیا پوچھنا۔ حدیث میں ہے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے دریافت فرمایا کیف اصبحت تم نے کیونکر صبح کی اصبحت مومن حقا میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں سچا مومن تھا ارشاد فرمایا ہر دعویٰ کی ایک دلیل ہوتی ہے جس سے اس دعویٰ کی سچائی ثابت ہوتی ہے تمہارے دعویٰ کی کیا دلیل ہے؟ عرض کی میں نے صبح کی اس حال میں کہ عرش سے تحت الثریٰ تک تمام موجودات عالم میرے پیش نظر ہے جنتیوں کو جب میں عیش کرتے دیکھ رہا ہوں اور جہنمیوں کو جہنم میں چیختے چلاتے عذاب پاتے دیکھ رہا ہوں۔ ارشاد فرمایا تم پہنچ لئے ہو اطمینان رکھو (پھر فرمایا) ماضی تو ماضی مستقبل بھی ان کے پیش نظر ہوتا ہے اولیائے کرام فرماتے ہیں کوئی پتہ سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ میں۔"

قارئین کرام! دیکھا آپ نے کہ یہ نجدی فرزند کس دیدہ دلیری احادیث سے انکار کرتا ہے اور صحابہ کرام کو عامیانہ انداز میں کسی نامعلوم صحابی سے کہلواتے ہیں جیسے گستاخانہ الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ سیّدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بحر ذخار اور عالم اکمل کے بیان فرمودہ حوالوں کا ماخذ جاہل دیوبندی ملاں کہاں پا سکتے ہیں جن کے علم کی رسائی کچی پکی روٹی اور مربوں، چٹنیوں صابنوں اچاروں کی کتاب بہشتی زیور تک ہے۔ حدیث شریف کا ماخذ خود تلاش نہ کر سکیں۔ اعتراض اعلیٰ حضرت پر صحابہ کرام کی ذوات قدسیہ سے واقفیت خود کو نہیں اعتراض فاضل بریلوی پر اور پھر لکھتا ہے "کسی نا معلوم صحابی سے کہلواتے ہیں" گویا سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ان صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے عہد مبارک میں وہاں موجود تھے۔ حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام کیلئے اس عظمت و فضیلت کا انکار اور سرکارِ اعلیٰ حضرت کیلئے اقرار اور پھر اپنی جہالت اور عدم واقفیت کا ماتم تو کرتا نہیں صحابہ کرام کو کہتا ہے نامعلوم صحابی گویا صحابی صرف وہ ہو سکتا ہے جس کو مصنف سیف حقانی جانتا ہو۔ کس قدر خبیث فکر اور مردود ذہن ہے۔

پیر سیدؒ جماعت علی شاہ

مصنف سیف حقانی بے لگام ہو کر بزرگانِ دین علماء عاملین اور مشائخ و پیران عظام پر جھپٹ رہا ہے۔ امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کی مدح میں رسالہ انوار علی پور صفحہ ۴ کے حوالہ سے یہ شعر نقل کرتا ہے۔

حور و ملک فلک پر فرش زمیں پہ سارے

خادم ہیں دست بستہ چاروں کتاب والے

لیکن شعر نقل کرنے سے قبل رافضیوں کی طرح تبرّیٰ بکتے ہوئے کہتا ہے:۔

"الوالعزم انبیاءِ کرام کی شانِ اقدس کو انگریز کے ایک ایجنٹ پیر جماعت علی شاہ کی بارگاہ کی بھینٹ چڑھا دیا۔" (ص ۵۴)

غالباً پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اس لئے انگریز کے ایجنٹ ہیں کہ انہوں نے کانگریسی کٹھ پتلی حسین احمد ٹانڈوی صدر دیوبند کے گاندھویانہ عزائم کو ناکام بنا دیا اور پاکستان معرضِ وجود میں آگیا۔ باقی رہا شعر کا معاملہ تو یہ شعر کوئی صحیفہ آسمانی نہیں نہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے خود اپنے متعلق فرمایا اور نہ ہی خادم سے اس شعر میں شاعر کی مراد حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام ہیں بلکہ شاعر نے چاروں کتاب والے کہا چاروں کتاب والے سے مراد چاروں کتابوں کے ماننے والے اُمتی ہیں جن کو اہل کتاب کہا جاتا ہے نہ کہ صاحب کتاب حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام بلاشبہ حضرت محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کا حلقہ احباب و حلقہ ارادت بڑا وسیع تھا اور چاروں کتاب والے ہی ان کی خدمت کو سعادت سمجھتے تھے اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ بتایئے اس کو کفریہ جسارت کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے؟

کوئی بات نہیں۔ البتہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کا یہ عقیدہ ہے۔

"انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل
اس میں بسا اوقات اُمتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔" (تحذیر الناس، ص۵)

یہاں اُمتی کو انبیاء علیہم السلام سے نہ صرف مساوی بتایا گیا بلکہ کھلم کھلا بڑھایا گیا ہے یہ ہے مساوی و برابری جس پر پردہ ڈالا جا رہا ہے۔

مصنف نے صفحہ ۵۴ پر یہ شعر بھی لکھا ہے کہ

نکیرین جو آ کے پوچھیں گے تو کس کا ہے
ادب سے سر جھکا کر نام لوں احمد رضا کا

نہ یہ شعر ہے نہ مداح اعلیٰ حضرت میں مذکور ہے۔ مصنف کا یہ کہنا کہ ایک ہی جھٹکے میں اُمتی سے نبی اور خدا بن گئے۔ مذکورہ بالا الفاظ میں کہیں بھی خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نہیں ہے۔ نکیرین قبر میں سوال کرینگے تیرا ربّ کون ہے اگر شعر میں شاعر یہ کہتا کہ میرا ربّ احمد رضا ہے یا معاذ اللہ میرا نبی احمد رضا ہے پھر واقعی جرم تھا مگر اس شعر میں ایسا نہیں ہے۔ کوئی بتائے اس شعر میں کہاں یہ مذکور ہے کہ معاذ اللہ مولانا شاہ احمد رضا خدا ہیں یا معاذ اللہ نبی و رسول ہیں۔

ع کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا

دوسرا حوالہ مصنف نے کشف ضلال دیوبند صفحہ ۶۴ یہ پیش کیا ہے کہ

"قرآن وحدیث کے خلاف پر بزرگوں کے قول کو حجت پکڑنا جائز ہے۔"

اس کا جواب بھی ہم پچھلے اوراق میں عرض کر چکے ہیں کشف ضلال دیوبند میں اگر کوئی شخص یہ الفاظ تو کیا اس مفہوم کے کوئی دوسرے الفاظ بھی دکھادے ہم منہ مانگا انعام دیں گے اور اس جھوٹ پر ہم بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

مصنف سیف حقانی نے پورا صفحہ ۵۱ زبانی ڈھکوسلہ بازی میں سیاہ کر دیا ہے اور کوئی حوالہ نقل نہیں کیا۔ البتہ صفحہ ۵۲ پر بغیر حوالہ کے یہ شعر نقل کیا ہے۔ ؎

جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے

جامِ کوثر کا پلا احمد رضا

مصنف نے صرف شعر نقل کر دیا ہے نہ حوالہ نقل کیا نہ قرآن وحدیث سے اس شعر کا کفر ہونا ثابت کیا۔ اس شعر میں یہ کہیں بھی مذکور نہیں کہ مولانا احمد رضا خاں ساقی کوثر ہیں یا مالک کوثر ہیں نہ یہ ثابت کہ قیامت کے دن حوضِ کوثر پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بجائے مولانا احمد رضا خاں کوثر تقسیم فرمائیں گے۔ نہ یہ ثابت کہ یہاں شاعر کی مراد قیامِ قیامت کے بعد حوضِ کوثر سے ہے پھر کوئی شرعی حکم کس طرح لگایا جا سکتا ہے؟ اور پھر مصنف اس بات کا تو قائل ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساقی کوثر ہونگے کوثر تقسیم فرمائیں گے اور مسلمان آپ کے دستِ کرم سے کوثر پئیں گے۔ اگر شاعر یہ خیال کرے کہ سرکارِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے محبوب بندۂ بارگاہ امام احمد رضا کو کوثر عطا فرمائیں گے میں ان کا نیاز مند ہوں میں ان سے حاصل کرلوں گا یا سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل فرما کر مجھے عنایت فرمادیں گے تو اس میں شرعاً کیا خرابی ہے؟

مصنف سیف حقانی نے ایک شعر کسی کتاب نغمۃ الروح سے یہ نقل کیا ہے۔ ؎

تیری تعظیم ہے سرکار عرب کی تعظیم

تو ہے اللہ کا اللہ تیرا احمد رضا

یہ ایسا ہی ہے جیسے کہا گیا ہے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ ایک خوبصورت کرسی کی تعریف اس کے بنانے والے کاریگر کی تعریف ہوتی ہے۔ جو خوبیاں تمام انبیاء ورسل علیہم السلام میں موجود ہیں وہ آپ میں جمع ہیں علماء حضرات انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں لہٰذا ان کی تعظیم مجازی طور پر انبیاء علیہم السلام ہی کی تعظیم ہوتی ہے۔ باقی اگر مصنف کو اس پر کچھ کلام تھا تو وہ مدلل بیان کرتا کہ ایسا کہنا کون سی نص قطعی سے کفر یا حرام وگناہ ہے اس میں انبیاء علیہم السلام سے مساوات کی

باقی رہی "برکات الامداد" کی یہ بات کہ

"جنت کی زمین اللہ جل جلالہ نے حضور کی جاگیر کر دی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں جسے بخش دیں"

مصنف کا مقصد اگر دھوکا دینا نہ ہوتا تو وہ ان الفاظ کے ساتھ امام اہلسنّت سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا بیان فرمودہ حوالہ بھی نقل کر دیتا مگر مقصد تو بہر صورت دھوکہ دینا ہے اور لوگوں کو گمراہ کر کے اپنے ساتھ جہنم میں لے جانا ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے یہ الفاظ کہاں سے نقل فرمائے سنئے دل کی نہ سہی سر کی آنکھیں ہوں تو پڑھئے فرماتے ہیں۔

علامہ علی قاری رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں:۔

یؤخذ من اطلاقه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم الامر بالسؤال

ان اللہ تعالیٰ مکنه من عطاء کل ما اراد من خزائن الحق

"یعنی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو (ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو) مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔"

پھر لکھا:۔

وذکر ابن سبع فی خصائصه وغیره ان اللہ تعالیٰ اقطه ارض الجنة یعطی منها ماشاء لمن یشاء

"یعنی امام ابن سبع وغیرہ علماء نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کر دی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔"

کیوں جناب مصنف سیف حقانی اب آپ خود ہی بتائیں آپ کے جاہلانہ نہیں نہیں بلکہ احمقانہ اعتراضات کی زد کہاں پڑی احادیث شریفہ پر کیونکہ ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مانگ کیا مانگتا ہے کی حدیث شریف کو صحیح مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ و معجم کبیر طبرانی وغیرہ نے بیان کیا ہے لہٰذا منکرِ حدیث بننا پڑے گا۔ علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری کی مرقاۃ سے منہ موڑا تو حنفیت کے ڈھول کا پول کھل جائے گا۔

معراج

کے زیر عنوان سیف حقانی ص۵۵۔ ۵۶ پر بیت المقدس اور بیت المعمور کی نمازوں کا مذاق اُڑایا گیا ہے اور ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت صفحہ ۵۵ کو ملخصاً لکھ کر اس کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے بیت المعمور کی نماز کا انکار مقصود تھا تو مصنف کو چاہئے تھا اس کی دلیل نقل کرتا بے ہودہ گوئی کے ساتھ مذاق تو ہر بات کا اُڑایا جاسکتا ہے۔

شفاعت

اور سنئے ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ کے زیر مصداق مصنف سیف حقانی نے ص۵۶ پر "انکارِ شفاعت" کی سرخی جماکر سیف حقانی ص۵۷ پر بہارِ شریعت، برکات الامداد، فتاویٰ افریقہ کے قطعی بے محل حوالہ جات نقل کئے ہیں۔ حوالہ جات میں جن اُمور کا اثبات ہے اس بزعم خود "علامہ" نے ان کو نفی میں پیش کیا ہے اب تک یہ ہوتا رہا ہے کہ دیوبندی مصنفین کوئی عبارت نقل کرکے اس کا اپنی مرضی کا مفہوم بیان کرتے رہے ہیں مگر مفہوم کے ساتھ عبارتیں بدلنے کی ابتداء کا سہرا مصنف سیف حقانی کے سر ہے۔ امام الفقہاء حضرت صدر الشریعت بدر الطریقت مولانا علامہ محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی قدس سرہ نے بہارِ شریعت میں ہر طرح کی شفاعت حضورِ اقدس نبی اکرم رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ثابت فرمائی ہے مثلاً شفاعت بالاذن، شفاعت بالمحبت، شفاعت بالوجاہت الغرض ہر طرح کی شفاعت حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ثابت فرمائی لیکن مصنف سیف حقانی نے سیّدی حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ العزیز کی عبارت کا حلیہ تبدیل کرکے اپنی مرضی کے الفاظ تحریر کرکے یہ غلط تاثر دیا کہ بہارِ شریعت میں شفاعت کی نفی ہے۔

"لکھتا ہے حضور کے ہاتھ میں جنت ونار کی کنجیاں ہیں جس کو چاہیں جنت دیں جس کو چاہیں جہنم دیں۔"

حالانکہ اس خیانت شدہ عبارت سے بھی اس کی باطل مراد ثابت نہیں ہوتی اور انکارِ شفاعت کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔ لوگوں کو گمراہ کرکے جہنم تو دیوبندی ملاں بھی بھجواسکتے ہیں باقی رہا جنت کا معاملہ تو یہ لوگ اس چیز کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے تو مانتے نہیں اپنے ملاؤں کیلئے مانتے ہیں بلکہ جو چیز یہ لوگ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست میں نہیں مانتے وہ مولوی اشرفعلی تھانوی کے پاؤں میں مانتے ہیں مثلاً ایک صحیح العقیدہ سنّی مسلمان یہ کہہ دے کہ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ میں جنت کی کنجیاں ہیں یا وہ جس کو چاہیں جنت دے سکتے ہیں تو یہ ان کیلئے قابلِ یقین اور قابلِ قبول نہیں لیکن اس کے برعکس ان کا عقیدہ یہ ہے کہ

"واللہ العظیم (خدا کی قسم) مولانا (اشرف علی) تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات آخروی کا سبب ہے۔" (تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۱۱۳)

آخرت میں نجات پانا جنت میں جانا ہے اور آخرت کی نجات مولوی تھانوی کے پاؤں دھو کر پینے پر موقوف ہے تو ان کے نزدیک جو بات نبی اکرم رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ میں نہیں وہ مولوی اشرف علی تھانوی کے پاؤں میں ہے۔

یہ ہے ان کے نزدیک حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان۔ کاش اس کورِ باطن کے اندھے کو کہیں یہ مشہور حدیث ہی نظر آئی ہوتی کہ

"ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔"

تو ایسی لایعنی بکواس نہ کرتا مگر ان کے نزدیک ایسی حدیث حدیث ہی نہیں رہتی جس میں محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و شان کا بیان ہو۔

"لولاك لما خلقت الدنيا" اے محبوب ہمیں آپ کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو ہم دنیا کو پیدا نہ کرتے۔ (حدیث قدسی)

دنیا پیدا نہ ہوتی تو دنیا بھر کی مائیں کہاں ہوتیں۔ ماں کے قدموں کے نیچے تو جنت ہو اور جن کے صدقہ میں سب مائیں پیدا ہوئیں ان کے ہاتھ میں جنت کی کنجی نہ ہو۔

ع مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

بتایئے سیّدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شعر میں کیا شرعی قباحت ہے کہ

ع ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

لو آپ یوں کہہ لیں: "ہم دیوبندی نہ رسول اللہ کے ہیں اور نہ جنت رسول اللہ کی" اگر اس طرح قرار آتا تو یوں ہی کہیئے اور جایئے جہاں آپ کا ٹھکانہ ہے۔

اس کے بعد اسی ص ۷۵ پر مصنف کے نقل کردہ فتاویٰ افریقہ کے حوالہ کا بھی جائزہ لیتے ہیں۔ مصنف سیف حقانی لکھتا ہے۔

"دوسری جگہ برملا اور صاف صاف حضور کے بارہ میں اُمت کے منصوص عقیدے کا انکار اور ردّ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ محتاجی ہی منشاء شفاعت ہے جہاں محتاجی نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کردیا جائے تو شفاعت کی کیا حاجت ہو" (فتاویٰ افریقہ، ص ۱۳۸)

گویا مصنف نے اپنی جان میں یہ ثابت کردیا کہ سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ شفاعت کے منکر ہیں حالانکہ یہ چور فتاویٰ افریقہ ہی سے سوال وجواب دونوں نقل کردیتا تو اس کی چوری عین موقع پر پکڑی جاتی۔ ہم فتاویٰ افریقہ سے پہلے سوال نقل کرتے ہیں اور پھر اس سوال سے متعلق جواب۔ اس سے خود بخود واضح ہوجائے گا کہ سیّدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی شفاعت کا انکار نہیں فرمارہے بلکہ ایک منکرِ شفاعت کے شبہ کا ازالہ فرمارہے ہیں۔ فتاویٰ افریقہ میں یوں ہے:۔

"سوال ۸۲ عمرو اگر اپنا راہ نما پیر و مرشد وسیلہ کے واسطے ڈھونڈے تو وہ اس کا وسیلہ ہو کہ دنیا و آخرت میں شفاعت کرکے عذاب سے نجات دلواتے ہیں یا نہیں زید کہتا ہے کہ قیامت میں انبیاء و اولیاء سب اللہ عزوجل کے دربار میں تو محتاج ہوں گے وہاں کس کو طاقت ہوگی کہ شفاعت کرے۔" الخ

دیکھئے سوال میں زید منکرِ شفاعت یہ کہہ رہا ہے:۔

"کہ قیامت میں انبیاء و اولیاء سب اللہ عزوجل کے دربار میں تو محتاج ہوں گے وہاں کس کو طاقت ہوگی کہ شفاعت کرے"

تو زید منکرِ شفاعت کے جواب میں امام اہلسنّت سیّدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"زید گمراہ کی یہ شدید جہالت وضلالت قابل تماشا کہ دربارِ الٰہی میں محتاج ہونے کو نفی شفاعت کی دلیل ٹھہرایا حالانکہ یہ محتاجی ہی منشاء شفاعت ہے جہاں محتاجی نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کردیا جائے شفاعت کی کیا حاجت ہو۔" (فتاویٰ افریقہ، ص ۱۳۸)

مصنف سیف حقانی نے اپنے دل کی بیماری کی مجبوری کے باعث زید منکرِ شفاعت کا جاہلانہ سوال تو مطلقاً نقل ہی نہیں کیا اور سیّدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جواب کا وہ حصہ جس میں زید منکر شفاعت کے جاہلانہ استدلال کا ردّ تھا دیدہ دانستہ چھوڑ دیا اور اپنی باطل مراد ثابت کرنے کیلئے صرف آخر کے چند الفاظ نقل کردیئے۔

ع زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے

اگر اہل دیوبند میں کوئی منصف مزاج ہے تو بتائے کہ کیا اب اسی طرح چوری اور چور بازاری سے دیوبندیت کا دفاع ہوگا۔ کیا ایسے بدترین خائن کو "علامہ" قرار دیا جاسکتا ہے اور ایسے چوروں کی تصانیف پر اعتماد کیا جاسکتا ہے جو جھوٹ اور جعلسازی کے بغیر ایک قدم بھی نہیں چل سکتے؟

دیکھئے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے:۔

جمیع الائمة المجتهدين يشفعون فی اتباعهم ويلاحظونهم

فی شدائدهم فی الدنيا والبرزخ ويوم القيمة حتى يجاوز الصراط

"تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و قبر و حشر ہر جگہ

سختیوں کے وقت ان کی نگاہداشت فرماتے ہیں جب تک صراط سے پار نہ ہو جائیں۔"

نیز فرماتے ہیں:۔

ان ائمة الفقهاء والصوفية كلهم يشفعون فی مقلديهم ويلاحظون احدهم عند طلوع

روحه وعند سؤال منكر ونكير له وعند النشر والحشر والحساب والميزان

والصراط ولا يغفلون عنهم فی موقف من المواقف

"بیشک سب پیشوا اولیاء و علماء اپنے اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کی پیرو کی روح نکلتی ہے، جب منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں، جب اس کا حشر ہوتا ہے، جب اس کا نامہ اعمال کھلتا ہے، جب اس سے حساب لیا جاتا ہے، جب اس کے عمل تلتے ہیں، جب وہ صراط پر چلتا ہے ہر وقت ہر حال میں اس کی نگہبانی کرتے ہیں اصلاً کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔"

اسی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے:۔

ولما مات شيخنا شيخ الاسلام الشيخ ناصر الدين اللقانی راه بعض الصالحين فی المنام

فقال له ما فعل الله بك فقال لما اجلسنی الملكان فی القبر يسا لانی تاهما الامام مالك

فقال مثل هذا يحتاج الىٰ سؤال فی ايمانه بالله ورسوله تنحيا عنه فتنحيا عنی

"یعنی جب ہمارے استاذ شیخ الاسلام امام ناصر الدین لقانی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا۔ بعض صالحین نے ان کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا جب منکر نکیر نے مجھے سوال کیلئے بٹھایا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا ایسا شخص بھی اس کی حاجت رکھتا ہے کہ اس سے اللہ و رسول پر ایمان کے بارے میں سوال کیا جائے الگ ہو جاؤ اس کے پاس سے وہ فوراً مجھ سے الگ ہو گئے۔

نیز فرمایا:۔

و اذا كان مشائخ الصوفية يلاحظون اتباعهم و مريديهم فى جميع لاهوال الشدائد فى الدنيا والاخرة فكيف بائمة المذاهب

یعنی جب اولیاء ہر ہول و سختی کے وقت اپنے پیروں اور مریدوں کا دنیا و آخرت میں خیال رکھتے ہیں تو ائمہ مذاہب کا کیا کہنا۔

(رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

مولانا نور الدین جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی سے نقل کرتے ہیں کہ قریب وصال مبارک اپنے مریدوں سے فرمایا:۔

در ہر حالتے کہ باشید مرا یاد کنید تا من شمارا مدد باشم در ہر لباسے کہ باشم

"یعنی ہر حال میں مجھے یاد کرو کہ میں ہر لباس میں تمہاری مدد کروں گا۔"

ہمیں اختصار مانع ہے ورنہ ملفوظات جناب مرزا مظہر جانجاناں صاحب اور تذکرۃ الموتی کے حوالہ جات بھی نقل کرتے۔ مصنف سیف حقانی کے دماغ میں دیوبند ہے یا وہ خود دیو میں بند ہے۔ وہ اس بندی سے آزاد ہو تو کچھ پتا چلے کہ اکابر علماء و فقہاء اور حضرات مشائخ و اولیاء اللہ کیا فرماتے ہیں۔ متذکرہ بالا حوالہ جات میں قبر و حشر و نشر میزان و پل ہر چیز کی وضاحت موجود ہے مگر اس کا کیا علاج کہ دیابنہ کے مذہب نامہذب کا جب اصول ہی ایک ہے کہ میں نہیں مانتا۔

مصنف نے اشعار نقل کرنے کے بعد خبط میں مبتلا ہو کر مندرجہ ذیل اشعار بھی نقل کئے ہیں:۔

الامان قہر اے غوث وہ تیکھا تیرا — مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

دل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دزدِ رجیم — اُلٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کر طغرا تیرا

مصنف نے محض اشعار نقل کر دیئے ہیں اپنی تکلیف نہیں بتائی کہ ان اشعار پر کیا اعتراض ہے اور اس کی کیا دلیل ہے جواب کیا دیا جائے اور کس بات کا دیا جائے۔

اسی طرح مصنف نے:۔

گردنیں جھک گئیں سر بجھ گئے دل ٹوٹ گئے
کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

شعر نقل کرکے اپنی بے ڈھنگی لفاظی کا مظاہرہ کیا ہے البتہ "قول ناسزا" کے زیر عنوان حدائق بخشش ص ۲۷ سے یہ شعر نقل کیا ہے:۔

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

اس پر یہ جاہلانہ وگستاخانہ تبصرہ کیا ہے کہ

"غور کیجئے مٹی کے پتلے جو موت کے دست فنا سے اپنے کو نہ بچاسکا وہ کارعالم کا مدبر ہے۔"

اسی کے ساتھ یہ شعر نقل کیا ہے:۔

بندہ قادر کا بھی ہے قادر بھی عبدالقادر
سر باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبدالقادر

(حدائق بخشش، ص ۲۷)

دیوبندی طائفہ سیدھی بات بھی اُلٹی کرتا ہے اگر یہ بدبخت مذکورہ بالا اشعار کو اپنی صحیح ترتیب سے لکھ دیتا تو اس کے دو میں سے ایک اعتراض تو خود بخود زندہ درگور ہو جاتا ہے لیکن مصنف نے کمال عیاری سے پہلا شعر پیچھے اور پچھلا شعر پہلے لکھ دیا۔ حدائق بخشش میں یوں ہے:۔

بندہ قادر کا بھی ہے قادر بھی عبدالقادر — سر باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبدالقادر
ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے — کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

پہلے شعر میں بندہ قادر کا بھی ہے ایک ایسا جامع تصور ہے جس کے بعد کوئی بھی احمق سے احمق شخص اعلیٰ حضرت پر سیّدنا شیخ عبدالقادر کو خدا یا قادرِ مطلق قرار دینے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ جب برملا طور پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ غوثِ اعظم کو بندہ قادر کا بھی ہے تسلیم فرمارہے ہیں تو خدا کیسے فرماسکتے ہیں۔ باقی رہا قادر بھی ہے عبدالقادر تو کتب لغت میں قادر کا معنی قدرت والا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت سی قدرتیں عطا فرمائی ہیں۔ یہاں قدرت بمعنی طاقت لیا جائے گا۔ جب یہ ہے تو سر باطن وظاہر کہنے پر کیا اعتراض؟ اگر ہے تو مع دلیل بیان کیا جائے۔

اشعار پر اعتراضات

مصنف "سیف حقانی" نے ص۵۸ سے آگے متعدد صفحات پر سیّدنا اعلیٰ حضرت کی مدح میں اور اعلیٰ حضرت کے سرکارِ رسالت و سرکارِ غوثیت کی مدح میں بعض اشعار پر اپنی جہالت و لاعلمی کے باعث عامیانہ انداز میں اعتراضات کئے ہیں اور مذاق اُڑایا ہے۔ کاش مصنف اعتراضات معہ دلیل نقل کرتا تو بہتر ہوتا۔ اکثر اعتراضات زبانی کلامی ہیں اور بعض جگہ صرف اشعار ہی نقل کردیئے۔ نہیں معلوم ان پر اس کو کیا اعتراض ہے؟ بہرحال ہم اس کے نقل کردہ اشعار پر اپنی معروضات پیش کرتے ہیں جو ایک جیسے مفہوم کے اشعار ہیں ان کا مشترکہ جواب دیتے ہیں۔

مصنف نے ص۵۸ پر نغمۃ الروح کے حوالہ سے لکھا ہے:۔

قبر و نشر و حشر میں تو ساتھ دے　　　ہو میرا مشکل کشا احمد رضا
حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو　　　اپنے سایہ میں چھپا احمد رضا

لکھتا ہے "گویا حشر کے دن احمد رضا خاں شافع محشر اور مشکل کشا بن کر جلوہ گر ہوں گے۔۔۔ غور کیجئے مشکل کشائی اور شفاعت دونوں خان صاحب کیلئے ثابت ہوگئے۔"

اس کے بعد مصنف نے ص۵۹ پر یہ شعر نقل کئے ہیں:۔

نزع میں گور میں میزان سر پل پہ کہیں　　　نہ چھٹے ہاتھ سے دامان معلی تیرا
دھوپ محشر کی وہ جانسوز قیامت ہے مگر　　　مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے پلا تیرا

(حدائق بخشش، ص۱۰)

مصنف نے یہ اشعار نقل کرنے سے قبل لکھا ہے "آپ نے سب کچھ عبد القادر کو بنالیا"۔ کانگریسی پٹھو حسین احمد ٹانڈوی کو ص۵ پر آدھی درجن کے لگ بھگ القاب دینے والا یہاں حضور غوثِ اعظم قطبِ عالم پیرانِ پیر شیخ سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامیانہ انداز میں صرف عبد القادر لکھ رہا ہے۔ بہرحال ہم اصل بات کی طرف آتے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرات مشائخ کرام پیران عظام قدست اسرارہم نزع، گور، میزان اور پل صراط پر کچھ کام آتے بھی ہیں یا نہیں۔

باقی رہا دوسرا شعر:

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

اس میں بھی تمام فضائل و کمالات کے باوجود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا نہیں قادر مطلق نہیں بلکہ عبد القادر تسلیم فرمارہے ہیں۔ باقی رہا ذی تصرف ماذون و مختار اور مدبر ہونا تو بندہ قادر کا کہنے کے بعد اس میں کوئی مضائقہ یا شرعی قباحت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو بے شمار اختیار دیئے ہیں ان کو ذی تصرف بنایا ہے اور یہ سب باتیں ثابت کی جا چکی ہے۔ اس شعر پر ہم نے قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی میں مفصل بحث کی ہے یہاں مختصراً عرض ہے۔

بابائے وہابیت مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان صراط مستقیم ص ۱۷۶ پر لکھتے ہیں، یہ بلند منصب والے تمام عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوتے ہیں اور انہیں کہنا پہنچتا ہے کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔

یہ تو بابائے وہابیت کا قول تھا اور شیخ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار میں نقل کرتے ہیں:۔

- شیخ عزاز بطایحی نے پیشگوئی کی تھی کہ ۴۷۸ھ میں ایک نوجوان کا نام سیدنا عبد القادر ہوگا ظاہر ہوگا اس کی ہیبت سے ہی مقامات ولایت ظاہر ہوں گے اور اس کی جلالت و کرامت ظاہر ہوں گی وہ ہر حال پر چھا جائیں گے اور محبتِ خداوندی کی بلندیوں پر پہنچ جائیں گے۔ تمام عالم امکان ان کے حوالے کر دیا جائے گا۔ (زبدۃ الآثار، ص ۳۷)
- حضرت ابو سعید قیلوی سے قطبِ وقت کے اوصاف دریافت کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ قطب تمام اُمور وقت کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے اور کون و مکان کے تمام امور کا اختیار اسے دے دیا جاتا ہے لوگوں نے پوچھا پھر ایسا قطب وقت آپ کی نظروں میں کون ہے؟ آپ نے فرمایا، شیخ سیّد عبد القادر جیلی ہی ایسی شخصیت ہیں۔ (زبدۃ الآثار، ص ۳۷)
- شیخ سیدی عقیل منجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے جناب شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بیان کیا گیا۔ ایک نوجوان ولی اللہ بغداد میں ظاہر ہوا ہے۔ تو آپ نے فرمایا اس کا حکم تو آسمانوں پر بھی چلتا ہے۔ وہ بڑا رفیع الشان نوجوان ہے ملکوت میں اسے سفید باز کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ (زبدۃ الآثار، ص ۳۸۔۳۹)

○ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اپنے چچا ابو النجیب سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ جناب غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو آیا۔ میرے چچا نے آپ کا نہایت ہی ادب کیا آپ کے سامنے دوزانو ہو کر نفس گم کردہ بیٹھے رہے۔ جب میں مدرسہ نظامیہ میں گیا تو اپنے چچا سے پوچھا کہ آپ اس قدر مؤدب کیوں ہو گئے تھے؟ آپ نے فرمایا میں ادب کیوں نہ کرتا اللہ تعالیٰ نے انہیں اختیارات وجود وملکوت میں بھی عطا فرمائے ہیں۔ (زبدۃ الآثار، ص ۴۱)

اب مصنف سیف حقانی شیخ عزاز بطائحی، حضرت ابو سعید قیلوی، شیخ عقیل منجی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ ابوالنجیب سہروردی کے نام سن کر ہی واویلا کرے گا اور کہے گا کہ کسی منجی کے حوالہ سے کہا ہے، کسی قیلوی کے حوالہ سے لکھا ہے وغیرہ کیونکہ یہ حضرات مشائخ کرام اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ تو اس کے نزدیک معتبر نہیں البتہ گنگوہی، انبیٹھوی، ٹانڈوی اس کیلئے حجت اور قابلِ اعتماد ہیں۔

تدبیر کرنا

تدبیر کرنا یا کار عالم کا مدبر ہونا قرآن عظیم میں فرشتوں کیلئے ثابت ہے۔ فرمایا "فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا" مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں قسم ان فرشتوں کی پھر ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں۔ "فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا" کے تحت معالم التنزیل شریف میں ہے:۔

قال ابن عباس هم الملئکة و کلوا جامور عدفهم الله تعالیٰ العمل بها قال عبد الرحمٰن بن سابط یدبر الامر فی الدنیا اربعة جبریل ومیکائیل وملك الموت واسرافیل علیهم الصلوٰة والسلام فاما جبرئیل فوکل بالریاح والجنود واما میکائیل توکل بالقطر والنبات واما ملك الموت فوکل بقبض الانفس واما اسرافیل فهو ینزل بالامر علیهم

"یعنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، یہ مدبرات الامر ملائکہ ہیں کہ ان کاموں پر مقرر کئے گئے ہیں جن کی کاروائی اللہ عزوجل نے انہیں تعلیم فرمائی عبدالرحمٰن بن سابط نے فرمایا دنیا میں فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں جبرئیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جبرئیل تو ہواؤں اور لشکروں پر موکل ہیں (کہ ہوائیں چلانا لشکروں کو فتح وشکست دینا ان کے تعلق میں ہے) اور میکائیل باران وروئیدگی پر مقرر ہیں کہ مینہ برساتے اور درخت اور گھاس اور کھیتی اگاتے ہیں اور عزرائیل قبض روح پر مسلط ہیں اور اسرافیل ان پر حکم لے کر آتے ہیں۔"

زبدۃ الآثار حضرت امام اجل سیدی ابو الحسن نور الملۃ والدین علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہ کی کتاب بہجۃ الاسرار شریف کی تلخیص ہے یہ وہ بزرگ جن کو حضرت حافظ الحدیث علامہ امام جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ اور امام فن رجال شمس الدین ذہبی نے طبقات القراء میں الامام الاوحد کہا ہے اگر ایسے جلیل القدر اکابر محدثین و محققین اور ائمہ دین بھی قابل اعتماد نہیں تو پھر آسمان پر سنہرے لفظوں میں تو لکھا دکھا نہیں سکتے۔ہاں اتنا کرسکتے ہیں چلو آپ ان حضرات کو نہ مانیں مگر بابائے وہابیت یعنی وہی تمہارے تقویۃ الایمان والے اسماعیل تو معتبر ہیں مستند ہیں حجت ہیں ان ہی کی مان لو وہ لکھتے ہیں:۔

"یہ بلند منصب والے (غوث قطب) تمام عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوتے ہیں

انہیں کہنا پہنچتا ہے کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔" (صراط مستقیم، ص۱۷۶)

بتائیے جو عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوں اور عرش سے فرش تک جن کی سلطنت میں ہو اُن کے متعلق امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے کہہ دیا تو غلط کہا ۔

تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب　　　قلمرو میں حرم تا حل ہے یا غوث

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تو شرق تا غرب ہی کہا تھا مگر بابائے وہابیت تو عرش سے فرش تک کے مختار مطلق مان رہے ہیں عرش سے فرش تک اُن کی جاگیر میں ہے تو مختار مطلق ہیں یا خالی ہاتھ مختار مطلق ہیں؟ ہر شخص مجازی طور پر اپنے مکان اپنی دوکان اپنی زمین کا مالک ہوتا ہے یہ اس کی جاگیر ہیں اس سے وہابیوں کے نزدیک بھی شرک لازم نہیں آتا تو محبوبانِ خدا کے مختار مطلق ہونے یا یہ چیزیں ان کی جاگیر میں آنے سے کس طرح شرک ہو جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ مالک حقیقی ہے؟ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کی جاگیر سو سو دو دو سو بلکہ اس سے بھی زیادہ مربعہ اراضی ہے۔کیا یہ وسیع اراضی اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں نہیں رہی؟

کار عالم کا مدبر ہونا تو فرشتوں کیلئے بھی ثابت، جب یہاں قابل اعتراض نہیں تو پھر محبوبانِ خدا خصوصاً محبوبِ سبحانی غوثِ صمدانی سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ السبحانی کو کار عالم کا مدبر کہنے سے آخر کون سی قیامت ٹوٹ پڑی؟ تدبیر کائنات کے مسئلہ پر قہر خداوندی بر دھاکہ دیوبندی میں مدلل ومفصل لکھا گیا ہے۔ تفصیل وہاں ملاحظہ ہو۔

مصنف سیف حقانی نے ص ۶۱ پر ذرا ادیب بن کر مندرجہ ذیل اشعار پر جہالت کے موتی بکھیرے ہیں۔

قد بے سایہ ظل کبریا ہے   تو اس بے سایہ ظل کا ظل ہے یا غوث
تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب   قلمرو میں حرم تا حل ہے یا غوث

مگر ہمیں بڑے افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ یہ معلوم ہی نہیں کہ مصنف کو ان اشعار پر کیا اعتراض ہے اور کیا اس کی دلیل ہے؟ مصنف کو چاہئے تھا کہ ہر شعر کے ساتھ اس پر اپنا اعتراض اور اس کی دلیل بیان کرتا۔ محض اشعار کی نقل سے کیا فائدہ ہم بھی پورا مرثیہ گنگوہی نقل کرسکتے ہیں۔ مگر بات معقول اور دلیل وثبوت سے ہونی چاہئے۔ بلاشبہ قد بے سایہ (نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ظل کبریا ہیں تو (غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس بے سایہ ظل کا ظل ہیں کہ حسنی حسینی سادات کرام سے ہیں۔ سرکارِ رسالت علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سچے وارث ونائب ہیں اور بے سایہ ظل کے ظل ہیں۔ بتایئے اس پر مصنف کو کیا اعتراض ہے؟ اگر نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے سایہ کہنا مصنف کے نزدیک باعثِ تکلیف ہے تو اکابر دیوبند نے خود بھی بے سایہ لکھا ہے ملاحظہ ہو "امداد السلوک" مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی و عزیز الفتاویٰ جلد ہشتم صفحہ ۲۰۲ کتب اکابر دیوبند۔ ہاں البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو

تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب   قلمرو میں حرم تا حل ہے یا غوث

سے ضرور تکلیف ہوئی ہوگی اور حرکت قلب بیٹھ گئی ہوگی۔ مگر ہم ابھی تھوڑا پہلے حضرت ابو سعید قیلوی قدس سرہ العزیز کی روایت شیخ حضرت علامہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ سے نقل کرچکے ہیں۔

"حضرت ابو سعید قیلوی سے قطبِ وقت کے اوصاف دریافت کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ قطب تمام امور وقت کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے اور کون ومکان کے تمام اُمور کا اختیار اسے دے دیا جاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا آپ کی نظروں میں کون ہے؟ فرمایا شیخ عبد القادر جیلی ہی ایسی شخصیت ہیں۔" (زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار، ص ۳۷)

مصنف صاحب نے اپنے جنون میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا یہ شعر بھی نقل کیا ہے:۔

اگال اس کا ادھار ابرار کا ہو　　　جسے تیرا اُلش حاصل ہے یا غوث

اور اس کے بعد ایک دوسرا شعر

جسے عرش دوم کہتے ہیں افلاک　　　وہ تیری کرسی منزل ہے یا غوث

بھی لکھا ہے مگر یہ جاہل دیوبند ان اشعار کے مفہوم معانی کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ لہٰذا بے بس ہو کر رہ گیا۔ ان اشعار پر جرأت لب کشائی نہ ہوئی اور کوئی اعتراض نہ کر سکا۔ البتہ "شیخ کی مجلس وعظ" کے زیر عنوان ص ۶۱ پر مندرجہ ذیل اشعار نقل کئے ہیں۔

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں　　　وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث
ملک مشغول ہیں اس کی ثنا میں　　　وہ تیرا ذکر و شاغل ہے یا غوث

(حدائق بخشش حصہ دوم ص ۷)

نہ کیوں ہو تیری منزل عرش ثانی　　　کہ عرش حق تیری منزل ہے یا غوث
کہا تو نے کہ جو مانگو ملے گا　　　رضا تجھ سے تیرا سائل ہے یا غوث
احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو　　　کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث
عجم کیسا عرب حل کیا حرم میں　　　جمی ہر جا تیری محفل ہے یا غوث
ہے شرح اسم القادر تیرا نام　　　یہ شرح اس متن کی حال ہے یا غوث

مصنف سیف حقانی نے ایک سانس میں پوری منقبت نقل کر ڈالی مگر ان اشعار پر اعتراض کون کرے۔ اتنی استعداد و قابلیت کہاں سے لائے۔

یہ وہ دربار سلطان قلم ہے　　　یہاں پر سرکشوں کا سر قلم ہے

حدائق بخشش دوم کم از کم گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی، محمود الحسن و حسین احمد کی حیات میں چھپ چکا تھا۔ ان اکابرین دیوبند نے اعلیٰ حضرت کے خلاف بہت بدزبانیاں کی ہیں مگر ان اشعار پر جرأت لب کشائی نہ ہوئی جن پر مصنف سیف حقانی واویلا کر رہا ہے۔ جب یہ اشعار اس کے اکابر کے فہم و ادراک سے باہر تھے تو یہ بے چارہ کس شمار و قطار میں ہے جو اعتراض کی جرأت کرے اور دلیل سے جھٹلائے؟

گو مصنف نے کسی بھی شعر پر کوئی اعتراض نہیں کیا لیکن ہم اپنی طرف سے ان کے مغلاطوں کا جواب دیتے ہیں۔ پہلا شعر:

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

اس سے پاکستان کے نومولود دیوبندی مناظر یہ تاثر دیتے ہیں کہ دیکھو غوث اعظم کی وعظ کی محفل میں مرسلین بلکہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا۔ گویا بریلویوں کے نزدیک غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ انبیاء و رسل علیہم السلام اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑا ہے۔ حالانکہ جب کوئی بڑا چھوٹے کے پاس جائے تو یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ فیض لینے کیلئے جاتا ہے یا بڑا سمجھ کر جاتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی چھوٹا بڑے کے پاس جاتا ہے تو حاصل کرنے کیلئے جاتا ہے اور جب کوئی بڑا چھوٹے کے پاس جاتا ہے تو فیض پہنچانے اور فیضیاب فرمانے کیلئے جاتا ہے اور بالخصوص بعد از وصال کسی چھوٹے کے پاس جانا اور فیض پہنچانا تو اور بھی فضل و کمال کی بات ہے اور پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کسی من گھڑت واقعہ کو نظم نہیں فرمایا بلکہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل وعظ میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سرکارِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تشریف لانا تو ابن حجر مکی نے فتاویٰ حدیثیہ میں سیّدی غوثِ اعظم کا یہ واقعہ خود آپ کی روایت سے ابن الملقن کی "طبقات الاولیاء" سے نقل فرمایا ہے اور اس واقعہ کو مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان جیسے بڑے دیوبندی مناظر کی نگرانی میں لکھی جانے والی کتاب "بریلوی فتنہ کا نیا روپ" میں مولوی عارف سنبھلی دیوبندی نے پورا نقل کیا ہے جو یوں ہے:۔

"ایک دن ظہر کی نماز سے پہلے میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (بیداری کی حالت میں) دیکھا۔ آپ نے مجھ (غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ارشاد فرمایا بیٹا! تم لوگوں کو وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے یا بنی لم لا یتکلم میں نے عرض کیا میں ایک عجمی آدمی ہوں بغداد کے اہل زبان اور اصحابِ فصاحت کے سامنے کیسے بات کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو۔ میں نے اپنا منہ کھول دیا تو آپ نے سات بار میرے منہ میں تھوکا اور فرمایا جاؤ اب وعظ کہو اور حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ لوگوں کو خدا تعالیٰ کے راستہ پر چلنے کی دعوت دو (حضرت شیخ قدس سرہ) فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے ظہر کی نماز ادا کی اور میں وعظ کیلئے بیٹھ گیا اور مخلوق بڑی تعداد میں جمع ہوگئی جس کی وجہ سے مجھے بولنا مشکل ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ سیّدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مجلس وعظ میں میرے سامنے کھڑے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا بیٹا کیا بات ہے کیوں نہیں بولتے؟ میں نے عرض کیا ابا جان! مجمع کے اثر سے بولنا مشکل ہو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنا منہ کھولو۔ میں نے اپنا منہ کھول دیا تو آپ نے اس میں چھ دفعہ تھوکا اس کے بعد سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب ہوگئے اور میں نے وعظ کہا۔" (بریلوی فتنہ کا نیا روپ، ص ۱۳۰۔۱۳۱)

اب اس کی روشنی میں یہ بے خبر جاہل "علامہ" خود بتائے کہ یہ کہنا:

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

کیونکر قابلِ اعتراض و باعثِ ملامت ہو سکتا ہے؟

اب ایک طرف یہ واقعہ ہے کہ مصنف سیف حقانی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل وعظ میں فیض پہنچانے کیلئے آنے کا انکار کر رہا ہے اور اس کو اس کا فرقہ گستاخی و بے ادبی پر محمول کرتا ہے۔ لیکن دوسری طرف فخریہ طور پر یوں بیان کرتے ہیں کہ جب مولوی قاسم نانوتوی کے مرنے کا وقت قریب آیا تو:

سرورِ کائنات خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلفاءِ اربعہ راشدین تشریف لائے اور فرشتے بھی نظر آئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرسی پر تشریف فرما تھے خلفاءِ اربعہ راشدین کھڑے تھے سامنے ایک پلنگ پر دیکھا مولانا (نانوتوی) آئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ (مولانا نانوتوی) کی پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے فرما رہے ہیں اے حبیب آنے میں کیا دیر ہے؟ (سوانح قاسمی جلد دوم ص ۱۲۰)

یہاں ان لوگوں کو کوئی توہین نظر نہیں آتی نہ اس کو یہ لوگ بے ادبی سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک بے ادبی اس وقت ہے جب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدی غوثِ اعظم کی محفلِ وعظ میں رونق افروز ہوں۔

باقی رہا یہ کہ

ملک مشغول ہیں اس کی ثنا میں وہ تیرا ذکر و شاغل ہے یا غوث

ثناء کا لغوی معنی تعریف ہے ثناخواں تعریف کرنے والے کو کہتے ہیں جو شخص محبوبانِ خدا کا ذکرِ خیر کرتے ہیں ملائکہ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ بتائیے اس میں کون سی شرعی قباحت یا شرعی ممانعت ہے؟ بلکہ بعض احادیث میں ہے داڑھی رکھنے والوں کی فرشتے آسمانوں پر تعریف کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد "نہ کیوں ہو تیری منزل عرش ثانی" پر بھی کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ نہ مصنف نے شعر پر اعتراض کیا۔

اور اس شعر پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

کہا تو نے کہ جو مانگو ملے گا　　رضا تجھ سے تیرا سائل ہے یا غوث

یعنی بس تو مل جا۔

البتہ مصنف کو اس پر شبہ گزر سکتا ہے کہ

کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

تو اس کا جواب پہلے مصرعہ میں ہے فرمایا، احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو یعنی اللہ تعالیٰ سے حضورِ اقدس نبی اکرم رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کن مکن کے اختیارات حاصل ہیں۔

کن کا لغوی معنی "ہو جا" ہے۔ (دیکھو فیروز اللغات، ص ۵۱۶)

کن کے اختیارات تو علمائے دیوبند اپنے بزرگوں میں بھی مانتے ہیں ہمیں اختصار مانع ہے ورنہ تفصیل سے بتاتے۔ بہر حال چند حوالہ جات مختصراً ملاحظہ ہوں۔

- مولانا نانوتوی فرماتے تھے کہ شاہ عبد الرحیم صاحب ولایتی کے ایک مرید تھے جن کا نام عبد اللہ خاں تھا۔ یہ حضرت کے خاص مریدوں میں تھے ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر میں حمل ہوتا اور وہ تعویذ لینے آتا تو آپ فرمادیا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا ہوگا جو آپ بتلاتے تھے وہی ہوتا تھا۔ (ارواح ثلٰثہ، ص ۲۰۰)
- سوانح قاسمی جلد ۲ ص ۷۱ پر لکھا ہے۔ ایک دفعہ شیعوں نے مولانا نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے سامنے ایک زندہ شیعہ نوجوان کا مصنوعی جنازہ رکھ کر جنازہ پڑھنے کی استدعا کی پہلے تو مولانا نانوتوی نے انکار کیا پھر ان کے اصرار پر جنازہ پڑھا دیا پھر ان لوگوں نے نوجوان کو اُٹھانا چاہا تو نانوتوی صاحب نے کہا "اب یہ قیامت کی صبح سے پہلے نہیں اُٹھ سکتا" دیکھا گیا تو مردہ تھا۔

بتایئے حکم کن اور کس کو کہتے ہیں دیوبندی بزرگ نے لڑکا کہا تو لڑکا ہوا، لڑکی کہی تو لڑکی ہوئی، زندہ کو مردہ کہا تو مردہ ہو گیا۔

○ مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرثیہ میں مولوی محمود الحسن صاحب کہتے ہیں۔ ؎

مردوں کو زندہ کیا زندہ کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذی ابن مریم

(مرثیہ گنگوہی، ص ۲۲)

حکم کن کی جلوہ گری اسی مرثیہ میں تھوڑا سا آگے یوں ہے:۔

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اس کا جو حکم تھا تھا سیف قضائے مبرم

(مرثیہ گنگوہی، ص ۲۱)

بتایا جائے کہ حکم کن اور کس چیز کو کہتے ہیں فقیر نے اپنی کتاب قہر خداوندی بر دھاکہ دیوبندی صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۴ متعدد مقامات پر کن مکن کے اختیارات پر مفصل گفتگو کی ہے قارئین کرام وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

اور اس شعر پر کوئی احمق و عقل سے پیدل ہی اعتراض کرے گا۔ ؎

عجم کیسا عرب حل کیا حرم میں جمی ہر جا تیری محفل ہے یا غوث

بلاشبہ عرب و عجم ہند و پاک بلکہ اب تو مغربی یورپی ممالک تک حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفلیں جمی ہوئی ہیں اور آپ کے عرس پاک گیارہویں شریف کا چرچا ہے۔

اسی طرح "ہے شرح اسم القادر تیرا نام" میں بھی شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے اور نہ مصنف نے اس کو کسی دلیل شرعی سے باطل قرار دیا محض شعر نقل کر دینے سے کوئی بات غلط یا خلافِ شریعت قرار نہیں دی جا سکتی۔ مصنف نے ص ۶۲ پر ایک مکان پر لکھے ہوئے ھو القادر کا قصہ بھی نقل کیا ہے اور اس کو بزعم خود خرافات و ہزلیات اور کفر و شرک نہ جانے کیا کیا قرار دیا ہے مگر اس نادان کو یہ پتا نہیں کہ یہاں ھو القادر سے مراد حضور پُر نور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات نہیں ہے بلکہ خود قادرِ مطلق جل جلالہ ہے مگر جہالت اور قلبی عناد آدمی کو مجبور کرتا ہے۔ وہ دن کو رات اور رات کو دن کہہ گزرتا ہے اسی طرح مصنف سیف حقانی نے شعر نقل کرنے کے خبط میں مبتلا ہو کر اعلیٰ حضرت مجددِ دین و ملت قدس سرہ کا یہ شعر بھی نقل کیا ہے۔

تیری چڑیاں تیرا دانہ پانی تیرا میلہ تیری محفل ہے یا غوث

تشبیہات و کنایات کو غالباً مصنف نہیں سمجھتا یہاں کوئی فی الواقعہ چڑیاں مراد نہیں ہیں اور پھر مجازی طور پر کسی شخص کی طرف نسبت کرنے میں کیا مضائقہ ہے مصنف نے محض شعر نقل کیا ہے اور اگر کوئی اعتراض ہوتا تو جواب دیا جاتا۔

بزعم خود "علامہ" نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اشعار مبارکہ پر اندھا دھند اعتراضات کرنے کے بعد یہ شعر بھی لکھا ہے۔

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی　　　یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

بلاشبہ اعلیٰ حضرت کے وہ اشعار جو نعت میں قرآن و احادیث کا نظم میں ترجمہ ہیں۔ اگر مصنف سمجھتا ہے یہ غلط ہیں تو وہ نعت کا کوئی بھی شعر قرآن وحدیث کے خلاف ثابت کرے۔

مصنف نے حسام الحرمین ص ۳۱ سے مزید ایک شعر نقل کیا ہے جس کو مصنف نے ص ۶۴ و ص ۶۵ پر دو جگہ لکھا ہے مگر دونوں ہی جگہ غلط لکھا خدا جانے قصداً یا عادتاً بہر حال ص ۶۴ پر یوں لکھا ہے:۔

زمانے میں میں گرچہ آخر ہوا　　　وہ لاوں جو اگلوں سے ممکن نہ ہوا

اور ص ۶۵ پر یوں لکھا ہے:۔

زمانہ میں میں گرچہ آخر ہوا　　　وہ لایا ہوں جو اگلوں سے ممکن نہ تھا

اصل شعر حسام الحرمین شریف میں یوں ہے:۔

زمانے میں میں گرچہ آخر ہوا　　　وہ لاؤں جو اگلوں سے ممکن تھا

خدا سے کچھ اس کا اچنبا نہ جان　　　کہ اک شخص میں جمع ہو سب جہاں

مصنف نے یہ حماقت سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ لگایا ہے حالانکہ اس بے وقوف کو یہ علم نہیں کہ یہ شعر امام الاخطباء مولانا شیخ احمد ابوالخیر میر داد صاحب مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس شعر کا ترجمہ ہے۔

وانی وان کنت الاخیر زمانۃ　　　لات بمالم تستطعۃ الاوائل

ولیس علی اللہ تمستنکر　　　ان یجمع العالم فی واحد

ایک حماقت یہ کہ اشعار کو دو جگہ لکھنا اور دونوں ہی جگہ غلط لکھنا دوسری حماقت یہ کہ اس شعر کو خود اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ لگانا اگلوں سے مراد یہ نہیں کہ جو حضرات گزر گئے بلکہ آئندہ آنے والے بھی ہو سکتا ہے اور پھر اعلیٰ حضرت خود کو معاذ اللہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کس طرح بڑھا سکتے ہیں جبکہ وہ انبیاء علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہنے والوں کو گمراہ بددِین سمجھتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

شہا کیا ذات تری حق نما ہے فرد امکاں میں
کہ تجھ سے کوئی اول ہے نہ تیرا کوئی ثانی ہے

جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ کسی کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی سمجھنے کے نظریہ کی تردید فرمارہے ہیں تو خود کس طرح اپنے آپ کو امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی کہہ سکتے ہیں۔ اور پھر یہ عقیدہ تو خود شیخ دیوبندی مولوی محمود الحسن صاحب کا اپنے مربی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے متعلق ہے لکھتے ہیں:۔

جہاں تھا آپ کا ثانی وہیں جا پہنچے خود حضرت
کہیں کس منہ سے پھر کیونکر مولانا تھے لاثانی

(مرثیہ گنگوہی، ص ۷)

اسی مرثیہ میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں:۔

ع اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

اور ایک تیسری جگہ لکھتے ہیں:۔

ع عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

بتایئے جناب! یہ عقائد تو علمائے دیوبند کے مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق ہیں اور آپ ذمہ لگا رہے ہیں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

مصنف نے ص ۶۵ پر گلزار رضوی کے حوالہ سے ایک ایسا شعر نقل کیا ہے جو حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں ہے لیکن یہ کج فہم اس کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں سمجھا۔ شعر یہ ہے:-

کون سی شئے ہے جو نہ ہو آپ کے پیشِ نظر
کون سا غیب ہے جو تم کو خدا نے نہ دیا

یہ شعر لکھنے کے بعد خسروں کے انداز میں اپنے مسخرے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

"واری جانواں کیا شان ہے اپنے اعلیٰ حضرت کی چشم بد دور"

مذکورہ شعر اگر اس کو یہ بتا کر بھی پڑھا جائے کہ یہ سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ہے تو درد پھر بھی لاحق ہوگا تو پھر ہمیں اس کا کیا افسوس کہ یہ اعلیٰ حضرت کی شان میں سمجھ کر اس پر جاہلانہ تبصرہ کر رہا ہے۔ البتہ شیطان لعین کی وسعت علم محیط ارض کے دل و جان سے قائل ہیں کیوں نہ ہو۔

ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی کرتا ہے
ہر ایک مغبچہ مغ کا ایاغ لے کے چلے

مصنف نے بے دریغ اشعار نقل کئے ہیں ص ۶۲ پر ہی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا یہ شعر بھی ہے۔

دیں را حدیث عبد القادر   اہل دیں را مغیث عبد القادر

ترجمہ بھی خود ہی کیا۔ عبد القادر کی بات دیں کی اساس و بنیاد ہے عبد القادر ہی اہل دین کا فریاد رس ہے۔ غالباً اس شعر میں مصنف کو فریاد رس پر اعتراض ہوگا یہ ان کیلئے وبالِ جان ہے مگر اس بے چارے کو پتا نہیں۔ دیکھئے گنگوہی صاحب کے تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۴۵۔ ج ۲ ص ۱۰۶۔ ج ۲ ص ۱۰۷ پر متعدد جگہ سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثِ اعظم، غوثِ پاک بلکہ غوث الثقلین تحریر ہے۔ غوث الثقلین کا معنی انس و جن کی فریاد کو پہنچنے والے۔ غوث کا معنی فیروز اللغات صفحہ ۴۵۷ پر فریاد کو پہنچنے والا لکھا ہے۔ بتایا جائے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مغیث تحریر فرما کر کیا غلطی کی جبکہ اکابر دیوبند بھی غوث اعظم، غوث پاک تسلیم کر رہے ہیں۔ اس قسم کے حوالہ جات سوانح قاسمی، شمائم امدادیہ میں بکثرت ملتے ہیں۔ خدا جانے ان کے نزدیک بریلویوں کو ایسا کہنا کیوں منع ہے۔ خود دیوبندی کہہ سکتے ہیں۔ آخر اس میں کیا راز ہے کہ جو چیز اکابر دیوبند کی کتب میں ملتی ہے وہ بریلوی کیوں نہیں کہہ سکتے؟

مصنف نے ص ۶۳ پر اعلیٰ حضرت کی وصیت "میرے دین و مذہب کو جو میری کتب سے واضح ہے الخ" کا جاہلانہ مذاق اُڑایا ہے۔ متعدد بار اس پر بحث ہو چکی ہے۔ حال ہی میں سنتو قوال کے ردّ میں جو پمفلٹ شائع ہوا اس میں بھی اس کا جواب ہے۔ اس سے قبل قہر خداوندی اور برق آسمانی میں بھی مفصل عرض کیا گیا ہے۔ وہی گڑے مردے اس نے نکال لئے ہیں۔

سیف حقانی کے ص ۶۳ پر ہی ھوالقادر شیخ عبد القادر کی سرخی سما کر مصنف نے بددیانتی کے ساتھ صرف تھوڑا سا یہ مغالطہ دیا ہے کہ حدائق بخشش میں منقبت کے بتداء میں ھوالقادر ہے جس سے ذات پاک حضرت حق سبحانہ تعالیٰ مراد ہے۔ مصنف نے صرف یہ ہلکی سی بے ایمانی کی ہے ھوالقادر کے ساتھ یہ ملا دیا شیخ عبد القادر۔ جیسے بریلوی شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قادر (اللہ) مانتے ہیں۔ اگر یہ مغالطے نہ ہوں دیوبندیت اپنی موت مر جائے مصنف نے کچھ اشعار بھی نقل کرنے کا تکلف فرمایا ہے۔ لکھتا ہے۔

اے ظل الٰہ شیخ عبد القادر   اے بندہ پناہ شیخ عبد القادر

اس نوع کے متعدد اشعار ہیں مگر مصنف اتنی استعداد کہاں سے لائے جو ان اشعار کو غلط ثابت کرے۔ اس قسم کے چند اشعار نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے۔ مشتے نمونہ خروارے کے طور پر حدائق بخشش کی کچھ سیر کرادی ہے۔ اب کون اس عقل کے اندھے سے پوچھے آپ نے کیا سیر کرادی ہے۔ حدائق بخشش تو ایک مدت سے موجود ہے اپنی باطل مراد ثابت کرنے کیلئے جو اشعار نقل کئے ان پر کچھ تو اعتراض کیا ہوتا اور پھر اس اعتراض پر مدلل گفتگو تو کی جاتی۔ حدائق کو ایک دُنیا پڑھ اور سن رہی ہے۔ اگر شعر ہی نقل کرنے کا شوق تھا تو بعض مقامات کے تھوڑے بہت اشعار نقل کرنے کا کیا فائدہ ایک ایڈیشن حدائق بخشش آپ بھی چھپوا دیتے اور آخر میں لکھ دیتے یہ سب غلط ہے کفر و شرک سے بھرا پڑا اور اگر کوئی ثبوت طلب کرتا تو کہہ دیتے ثبوت کل بروزِ قیامت دینگے۔

نصرانی و سناتن دھرمی عقائد کا افتراء

مصنف نے کمال بے حیائی سے اپنے اکابر کے برعکس اہلسنّت پر نصرانی و سناتن دھرمی عقائد کا الزام عائد کرتے ہوئے اس کی دلیل طور پر انوارِ صوفیہ ستمبر ۱۹۳۰ء کا حوالہ دے کر یہ شعر لکھا ہے:۔

مدینہ بھی معطر ہے مقدس ہے علی پور بھی
ادھر جائیں تو اچھا ہے ادھر جائیں تو اچھا ہے

یہ شعر لکھ کر کہتا ہے:۔

"جس طرح قادیانیوں کیلئے کعبہ و قبلہ قادیان ہے ایسے ہی مریدانِ جماعت علی شاہ کیلئے علی پور۔"

یہ ہے چوری اور سینہ زوری عقائد تو مولوی قاسم نانوتوی اور مرزا غلام قادیانی کے ایک جیسے ہیں لیکن الزام عائد کیا جارہا ہے حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مریدین پر کہ وہ علی پور شریف کو قادیان کی طرح قبلہ و کعبہ مانتے ہیں حالانکہ اس شعر میں قبلہ و کعبہ کا لفظ اور ذکر تک نہیں۔ ہاں البتہ شیخ دیوبند مولوی محمود الحسن نے ضرور کعبہ شریف سے اپنے پیر و مرشد گنگوہی کے گاؤں کو بڑھایا۔ مرثیہ گنگوہی میں علی الاعلان کہتے ہیں:۔

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینے میں تھے ذوق و شوق عرفانی

اس ناپاک شعر میں کعبہ شریف پر گنگوہ کو فضیلت دی ورنہ خبثا کے سوا کون شخص ہے جو کعبہ پہنچ کر بھی گنگوہ کا راستہ پوچھتا پھرے گا۔ کہاں خدا کا گھر کہا گنگوہ نگر۔۔۔۔

علامہ احقانی نے ایک شعر رسالہ جماعت امر تسر جون ۱۹۲۴ء سے نقل کیا ہے یہ کہیں سے نقل کی نقل معلوم ہوتی ہے اور یہ شخص نقل سے قبل عقل سے کام لیتا تو آسانی سے سمجھ سکتا تھا کہ یہ شعر سرکارِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں ہے۔

تیری بارگاہ ہے وہ بارگاہ جو قبلہ گاہ انام ہے
تیرا آستاں ہے وہ آستاں جو حریف بیت حرام ہے

مصنف نے اگر واقعی یہ شعر رسالہ جماعت جون ۶۴ء ص ۷ سے نقل کیا ہے تو بتائے کہ یہ شعر کس کا ہے اور اس سے قبل رسالہ کے ص ۶ پر کیا مضمون ہے یہیں جھوٹے حوالوں کا پول کھل جاتا ہے۔

مصنف نے بلا حوالہ ایک شعر یہ بھی لکھا ہے:۔

برائے چشم بینا از مدینہ بر سر ملتاں
بشکل صدر الدین خود رحمۃ للعالمین آمد

لکھتا ہے ہمارے بچپن کا یہ واقعہ ہے جو آج تک زبان زد عام ہے ملتان شہر میں مزار موسیٰ کاظم پر عرس کے موقعہ پر اس وقت کے سجادہ نشین صدر الدین جب آخری رسومات کی ادائیگی کیلئے آئے تو کسی مولوی رضاخانی نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھا۔ پیر صدر الدین کو دیکھ کر سب حاضرین صحابی بن گئے ایک ہمارے استاد بھی شریک تھے جو صحابی بن کر واپسی ساری بستی والوں کو تابعی بنا دیا۔ (سیف حقانی، ص ٦٧)

قارئین کرام! غور فرمائیں کیسی غیر ذمہ دارانہ گفتگو ہے۔ بتایا جائے ملتان میں حضرت موسیٰ کاظم کا مزار کہاں ہے؟ کسی مولوی رضاخانی نے ایک شعر پڑھا۔ مولوی کا نام مصنف کو یاد ہی نہیں ہوا میں گولے چلا رہا ہے اور یہ بھی معلوم نہیں شعر کس کا ہے؟ اور پھر اپنے استاذ کو جو شریکِ محفل تھا کو بھی اپنے قلم سے صحابی قرار دے رہا ہے تو پھر دوسروں پر کس منہ سے اعتراض کر سکتا ہے اور پھر شعر کا مفہوم واضح ہے۔ "برائے چشم بینا از مدینہ بر سر ملتان" اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ باقی رہا دوسرا مصرعہ "بشکل صدر الدین خود رحمۃ للعالمین آمد" یہاں مصنف کو اعتراض ہے کہ بشکل صدر الدین خود رحمۃ للعالمین تشریف لائے۔ لیکن اس کو کیا کہئے کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے:۔

"لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علمائے ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگر دوسرے پر اس لفظ (رحمۃ للعالمین) کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ، ص ٢٠٠)

لیجئے صاحب علماء کو بتاویل رحمۃ للعالمین کہہ سکتے ہیں لہٰذا دیوبندیوں نے کہہ بھی دیا مفتی محمد حسن اشرفی دیوبندی خلیفہ اشرف علی تھانوی کے انتقال پر لکھتے ہیں:۔

"آج نمازِ جمعہ پر یہ خبر جانکاہ سن کر دل حزیں پر بے حد چوٹ لگی کہ رحمۃ للعالمین (مفتی محمد حسن دیوبندی) دنیا سے سفر آخرت فرما گئے ہیں۔" (تذکرہ حسن بحوالہ تجلی دیوبند و نوری کرن فروری ١٩٦٣ء)

اور سنئے جب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو جناب حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے وصال کی خبر ملی۔۔۔۔ تو

"حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی نسبت بار بار رحمۃ للعالمین فرماتے تھے۔" (الافاضات الیومیہ، ج ١١ ص ١٠٥)

لیجئے صاحب الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

مصنف نے اپنے خبط میں ہفت اقطاب سے یہ اشعار بھی نقل کئے ہیں۔

شبیہ مصطفےٰ اور مظہر ذاتِ خدا تم ہو | حقیقت میں ملے بیٹھے ہو ظاہر میں جدا تم ہو
غریبوں کا سہارا دستگیر بے نوا تم ہو | مریضوں کی شفااور دردمندوں کی دواتم ہو
ترے در کے سوالی کو خدا خالی نہ جانے دے | ہمارے بخدا حاجت روا مشکل کشا تم ہو

(سیف حقانی، ص ۶۸)

ان اشعار میں شاعر نے اپنے شیخ کو نہ خدا کہا نہ رسول قرار دیا۔ شبیہ مصطفےٰ، مظہر ذات خدا، غریبوں کا سہارا دستگیر، مریضوں کی شفا، دردمندوں کی دوا اور مشکل کشا کہا ہے اور مسلک اہلسنت کے مطابق ہے ہم نے اپنی کتاب قہر خداوندی بر دھاکہ دیوبندی اور برق آسمانی پر فتنۂ شیطانی میں یہ تمام فضائل و کمالات دیوبندی کتب سے ان کے ملاؤں کیلئے ثابت کئے ہیں قارئین کرام مذکورہ اُمور پر مفصل گفتگو ان کتب میں ملاحظہ کریں، مختصراً یہ کہ کتاب ارواح ثلٰثہ ص ۲۷۵ حکایت ۳۶۶ کے مطابق مولوی محمد یعقوب نانوتوی استاد اشرف علی تھانوی صاحب دافع البلا ہیں۔ ان کی قبر کی مٹی سے بیماروں کو شفا ہوئی۔ مرثیہ گنگوہی ص ۱۰ کے مطابق مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قبلہ حاجات روحانی و جسمانی ہیں۔ امداد سلوک ص ۱۶۵ پر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے تعلیم الدین ص ۱۳۴ پر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سلاسل طیبہ ص ۲۲ پر مولوی حسین احمد کانگریسی صدر دیوبند نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا تسلیم کیا ہے تو پھر اعتراض کیسا۔ مصنف نے ایک شعر یہ بھی لکھا ہے:۔

طالب خدا گواہ نازک بچشم من
عین محمد است کہ عربی شنیدہ

اوّلاً تو اس میں نازک بچشم من ہے۔ یہ ان کی اپنی نظر کی بات ہے پوری دنیائے سنیت و بریلویت پر اس کا اطلاق نہ ہو گا۔ دوم یہ کہ کسی بھی شخص کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنا کفر ہے۔ بہت لوگوں کے نام محمد احمد قاسم و حامد وغیرہ ہیں لیکن کفر لازم جب آتا ہے جب کسی کو نبی و رسول کہا جائے مگر ہم ابھی ثابت کر چکے ہیں کہ دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن صاحب نے تو اپنے شیخ رشید گنگوہی صاحب کے متعلق صاف لکھا ہے:۔

اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

(مرثیہ گنگوہی)

مصنف سیف حقانی نے ص ۶۷ پر بعنوان "رضا خانی توحید و رسالت" مولانا غلام جہانیاں صاحب مرحوم کی ہفت اکتاب ص ۱۵۱ کا حوالہ دے کر یہ شعر بھی لکھا ہے:۔

طالب وہی اللہ وہی احمد وہی نازک
اغیار کہاں سب یار کی جلوہ گری ہے

حالانکہ اس جاہل مطلق کو پتا نہیں مولانا غلام جہانیاں کی کوئی کتاب ہفت اکتاب نہیں ہے۔ جو ملاں کتاب کا نام بھی صحیح نہ لکھ سکے وہ اس میں مذکورہ عبارت واشعار کو کیا خاک سمجھے گا؟ مولانا غلام جہانیاں صاحب مرحوم کی کتاب ہفت اقطاب ہے شعر کا مفہوم واضح کہ طالب کیلئے وہی اللہ کا در ہے وہی احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا در پاک بھی اللہ تعالیٰ ہی کا در ہے اور وہی ان کے مرشد حضرت نازک صاحب کا در اللہ تعالیٰ کا در ہے ان حضرات سے جو کچھ فیض ملے گا وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گا ان میں کوئی بھی اغیار نہیں ہے شاعر اپنے شعر میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت نازک سب کو علیحدہ علیحدہ لکھ رہا ہے سب کو خدا نہیں کہہ رہا یہ مصنف کے دماغ میں دیو بند ہے جو اُلٹا سمجھ رہا ہے۔

علامہ احمقانی کی اگر ہماری اس بات سے تسلی نہ ہو تو وہ اپنے دل کے مرض کا علاج کرائے۔ دیوبندی ملاں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیائے کرام کے مقدس درباروں کو تو اللہ تعالیٰ کا در نہیں سمجھتے مگر اس کو کیا کہیئے کہ اپنی مرید رنڈیوں (کنجریوں) کے افعالِ بد کو اللہ تعالیٰ کے ذمہ لگانے میں شرم و حیا محسوس نہیں کرتے۔ چنانچہ تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص ۲۴۲ پر لکھا ہے۔

"ضامن علی جلال آبادی (دیوبندی) کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں۔ ایک بار یہ سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کیلئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی۔ میاں صاحب بولے فلاں کیوں نہیں آئی۔ رنڈیوں نے جواب دیا میاں ہم نے اس کو بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو اس نے کہا کہ میں بہت گناہ گار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں۔ میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا۔ چنانچہ رنڈیاں اسے لے کر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا بی تم کیوں نہیں آتی تھیں؟ اس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتے ہوئے شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی (اللہ) ہے۔"

غور کیجئے ان کے مذہب نامہذب میں کنجریوں بازاریوں رنڈیوں کے افعال بد اور کرنے کرانے کے خبیث فعل کو تو معاذ اللہ اللہ تعالیٰ سبوح و قدوس کی طرف منسوب کر سکتے ہیں۔ لیکن در پاک احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا در نہیں کہہ سکتے حالانکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک مظہر حق ہے۔ (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

یہ کس قدر کھلی جسارت ہے؟ کیا یہ کسی شرعی گرفت میں نہیں آتے؟ ان اشعار کے پردہ میں مصنف نے جس بازاری خرافات کا مظاہرہ کیا ہے وہ رشید و قاسم کا صحیح ورثہ ہے۔ اس کے سوا ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

اس کے بعد مصنف نے ہفت اقطاب سے کچھ ایسے اشعار نقل کئے ہیں جن میں شاعر نے اپنے پیر حضرت نازک سے مدد طلب کی ہے جیسے

اے نازک کریم پردہ نشین مددے

اور اے خواجہ قطب الدین مددے

یہ عقیدۂ اہلسنّت کے مطابق جائز ہے اولیاء اللہ سے ہم امداد و اعانت کے قائل ہیں۔ بلکہ سوانح قاسمی (ارواح ثلٰثہ میں خود دیوبندی) اپنے مولویوں سے امداد طلب کرتے نظر آتے ہیں۔ مصنف نے بے شرمی سے "رضاخانی قاضی الحاجات" کا عنوان جما کر لکھا ہے۔

"پہلا مزار حضرت قاضی الحاجات صاحب کا ہے اسلام اور مسلمانوں کا قاضی الحاجات تو خدا ہے۔" (ص۶۹)

شائد مصنف کو علم نہیں کہ دیوبندیوں کا قاضی الحاجات بلکہ قبلہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ہے۔ مرثیہ گنگوہی میں مولوی محمود الحسن صاحب لکھتے ہیں:۔

گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

جب دیوبندی اپنے شیخ کو قبلہ حاجات کہہ سکتے ہیں تو مولانا غلام جہانیاں صاحب کے اپنے شیخ الشیوخ کو قاضی الحاجات کہنا کیونکر کفر ہو گیا۔

مصنف سیف حقانی نے "رضاخانی مکہ مدینہ اور خدا" کا عنوان دے کر ایک یہ شعر بھی لکھا ہے:۔

چاچڑ وانگ مدینہ ڈسے کوٹ مٹھن بیت اللہ

ظاہر دے وچ ڈسے پیر فرید تھے باطن دے وچ اللہ

لیکن نہ شاعر کا نام نہ کتاب کا نام حوالہ و صفحہ تو ہو گا کہاں۔ بہر حال اس شعر کے پہلے مصرعہ میں وانگ کا لفظ قابلِ غور ہے ہم گو پنجابی لغت سے کما حقہ واقفیت نہیں رکھتے مگر وانگ کا مطلب جیسا ہے یہ ضرور سمجھتے ہیں اور مولوی حسین احمد صدر دیوبند نے شہاب ثاقب میں حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا کی تاویل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فلاں آدمی شیر جیسا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں وہ بعینہٖ شیر ہے اس کی دم بھی ہے اور وہ چار پاؤں سے چلتا ہے اور پھر اس کو رضاخانی مکہ مدینہ اور خدا کیسے قرار دیا جا سکتا ہے اور اس کا پوری سنیت رضویت بریلویت پر کیسے اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ دوسرے شعر میں مصنف نے خیانت کی ہے اور اس کا وزن بھی

زیادہ ہو گیا۔ مگر پھر بھی پیر فرید اور اللہ کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے اور پھر بیت اللہ (اللہ کا گھر) عرف و عام محاورہ میں مساجد کو بھی کہا جاتا ہے۔ اس سے خانہ کعبہ مراد نہیں ہے اور اگر خدانخواستہ سنی بریلوی چاچڑاں شریف کو مدینہ اور کوٹ مٹھن شریف کو خانہ کعبہ مانتے ہوتے تو پھر مدینہ طیبہ کی حاضری نہ دیتے اور خانہ کعبہ کا حج نہ کرتے اور دیوبندیوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملتا کہ بریلوی حج پر جاتے ہیں تو مکہ مدینہ کے اماموں کی اقتداء میں نمازیں نہیں پڑھتے۔ ثابت ہوا کہ بریلویوں کے نزدیک مکہ مدینہ شریف وہی ہے جہاں حج و زیارت کیلئے جاتے ہیں۔ باقی یہ سب مصنف کی خر دماغی ہے۔

مصنف نے اپنی خر دماغی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیف حقانی کے ص ۷۰ پر رضا خانی جنت کے زیر عنوان ایک نظم نقل کی۔ اس میں ایک شعر یہ بھی ہے۔

ع جنت سے ہے سوا یہی کوچہ فرید کا

لیکن اس کا جواب پہلے مصرعہ میں موجود ہے۔ فرماتے ہیں۔ واں ہو وصال حور یہاں ہو وصال حق۔ اس لئے۔ جنت سے ہے سوا یہی کوچہ فرید کا۔ بتایئے اس نظریہ سے اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے اور پھر کمال کی بات تو یہ ہے کہ اکابر دیوبند کے نزدیک تو مدرسہ دیوبند کے چھپر جنت کے چھپروں جیسے ہیں لکھتے ہیں:۔

”مولانا محمد یعقوب صاحب (نانوتوی دیوبندی) نے خواب دیکھا کہ جنت ہے اور اس میں ایک طرف چھپر کے مکان بنے ہوئے ہیں۔ فرماتے تھے میں نے دل میں کہا اے اللہ یہ کیسی جنت ہے جس میں چھپر ہیں جس وقت صبح کو مدرسہ آیا مدرسہ کے چھپرے نظر پڑے تو ویسے ہی چھپر تھے (جیسے جنت میں تھے)۔ (بقلم اشرف علی تھانوی از الافاضات الیومیہ، ج ا ص ۲۶)

کلمہ

علامہ احتقانی نے کمال بے حیائی سے "قبوری شریف کا کلمہ شریف" کے زیر عنوان لکھا ہے۔

اسلام کی بنیاد کلمہ توحید "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لیکن سنئے ان کا کلمہ شریف۔

جو وقت اخیر میں تیاری نظر میں صورت رہے تمہاری

زبان پہ کلمہ یہی ہو جاری کہ یا محمد، معین، خواجہ

پہلے تو دیوبندی طفل مکتب یہ بتائے کہ اس نے کلمہ توحید میں محمد الرسول اللہ کس قاعدہ سے لکھا ہے؟ بلاشبہ اہل سنت و جماعت کا کلمہ طیبہ یہی ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جیسا کہ اہلسنّت کی مساجد اور جمیعت العلماء اسلام پاکستان کے جھنڈا پر مذکور ہے یہاں شاعر نے یہ نہ کہا کہ یہ کلمہ توحید ہے یا کلمہ طیبہ ہے شاعر کہتا ہے:۔

زبان پہ کلمہ یہی ہو جاری کہ یا محمد، معین، خواجہ

کلمہ کا معنی لفظ، بات ہے۔ (دیکھو فیروز اللغات، ص ۵۱۲)

تو شاعر کہتا ہے زباں سے کلمہ (لفظ یا بات) یہی ہو جاری کہ یا محمد، معین خواجہ ورنہ شاعر اس کو کلمہ طیبہ یا کلمہ توحید یا کلمہ شہادت قرار نہیں دے رہا۔ مصنف کے دماغ میں دیو بند ہے جو اُلٹی سوچتا ہے۔ ہاں البتہ دیوبندیوں کا کلمہ یہ ہے۔

لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ (الامداد تھانہ بھون ماہ صفر ۱۳۳۶ھ۔ ص ۳۵)

اور پھر ہم تو اس کو کلمہ شریف نہیں مانتے۔ مصنف خود اس کو قبوری شریعت کا کلمہ شریف کہہ رہا ہے۔ جب یہ کلمہ شریف ہے تو پھر اعتراض کیسا؟

درود

مصنف نے اپنے ایک ماؤلانا ریحان قاسمی کے حوالہ سے سیّدنا اعلیٰ حضرت و شیر بیشہ سنت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی قدس سرہ کے شجرہ طیبہ سے یہ نقل کیا ہے۔

اللھم صلی وسلم علیه وعلیهم وعلی عبد المصطفیٰ مولانا احمد رضا

وعلی آل احمد واللھم صلی وسلم علیه وعلیهم علی مولانا عبدك

الفقیر ابی فتح محمد حشمت علی الکھنوی غفر له الله تعالیٰ

شجرہ کے الفاظ میں ترمیم و تحریف کر کے اپنی مرضی کے مذکورہ الفاظ لکھ کر مصنف نے اس کو بزعم خود رضاخانی درود قرار دیا ہے۔ شجرہ طیبہ میں کوئی نیا درود نہیں ہے بلکہ درود وہی پرانا ہے۔ اور باقی دعا ہے اور پھر اہلسنّت کا مسلک ہے کہ غیر انبیاء ورسل پر درود کا اطلاق تبعاً جائز ہے اور مستقلاً مکروہ وخلافِ اولیٰ ہے۔ اور شجرہ طیبہ میں تبعاً ہے نہ کہ مستقلاً البتہ دیوبندی درودیوں ہے:۔

اللھم صلی علی سیدنا و نبینا مولانا اشرف علی (الامداد تھانہ بھون)

یہ تبعاً نہیں مستقلاً ہے۔ اور اس میں تھانوی جی کو نبینا بھی کہا گیا ہے۔ خدا جانے دیابنہ اپنی بلا دوسروں کے سر کیوں ڈالنا چاہتے ہیں یا اپنے ان خود ساختہ درودوں کیلئے بریلوی درود گھڑ کر جواز پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ پھر مصنف نے اس کو درود شریف لکھا ہے جب یہ درود شریف ہے تو اعتراض کیسا؟

اسی طرح مصنف نے حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو معاذ اللہ انگریز کا ایجنٹ قرار دیتے ہوئے ان کے حوالہ سے بھی ایک درود لکھا ہے۔ حالانکہ وہ بھی حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود اور باقی دعا ہے۔ حضرت پیر صاحب علی پوری علیہ الرحمۃ انگریز کے ایجنٹ اس لئے ہیں کہ انہوں نے انگریز سے چھ سو روپیہ ماہوار وصول کرنے والے تھانوی جی کو بے نقاب کیا تھا۔ مکالمۃ الصدرین سے ثابت ہے انگریز کے ایجنٹ جماعت علی نہیں بلکہ اشرف علی تھے۔ غالباً یہاں پیش بندی کے طور پر کہا جا رہا ہے کیونکہ چور کی داڑھی میں تنکا۔ ان کو اپنی بد اعمالیاں سامنے رہتی ہیں وہ مجبور کرتی ہیں کہ دوسروں پر الزام تراشی کریں ورنہ اس قوم رجیم کے پاس حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ کے انگریز ایجنٹ ہونے کی کیا دلیل ہے؟

وصایا پر اعتراض

مصنف سیف حقانی نے ص ۳۷ ہی پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے وصایا شریف سے بعض وصایا کا مذاق اڑایا ہے۔

- میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے۔ الخ
- اعلیٰ حضرت نے ہفتہ میں دو تین بار ایک درجن کھانوں پر فاتحہ کی وصیت فرمائی۔

ان باتوں کا جواب بار بار دیا جا چکا ہے۔ دیابنہ کی حیا رخصت ہو گئی ہے۔ ایک بات کو بار بار لکھتے ہیں۔ پانچ چار سال قبل دھماکہ والے نے ان وصیتوں کا مذاق اڑایا تھا اس کا جواب قہر خداوندی میں دیا گیا تو پھر سیف رحمانی والے کی باری آئی۔ درمیان میں سنتو قوال نے بھی ایک چھوٹے سے پمفلٹ میں یہی کچھ لکھا تھا۔ سب کا ایک ہی سبق ہے میاں مٹھو چوری کھائے گا۔ میاں مٹھو چوری کھائے گا۔ بہر حال ان دونوں وصیتوں پر اعتراض کے جواب میں ہماری کتب قہر خداوندی، برق آسمانی اور تنبیہ الجہال وغیرہ ملاحظہ کریں وہاں مفصل جوابات ہیں۔ یہاں صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی یہ وصیت کہ میرا دین و مذہب اس پر قائم رہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ اعلیٰ حضرت کا خود ساختہ یا گھڑا ہوا دین و مذہب۔ بلکہ اعلیٰ حضرت نے از راہ محبت اسلام کو اپنا دین کہا ہے۔ جیسے کہتے ہیں میرا اللہ میرا رسول اس کا یہ مقصد نہیں اس کا خود ساختہ خدا یا معاذ اللہ خود ساختہ رسول اور پھر مصنف کو اپنے گھر کی خبر نہیں مولوی ضیاء احمد دیوبندی نے اپنی کتاب التحقیق الحبیب فی بیان انواع التثویب ص ۲۴ پر لکھا ہے متبع وصیت مذکورہ عند اللہ مصاب و مثاب ہے اس سے تھوڑا پہلے لکھا ہے "وصیت کنندہ مصاب اور اس کی وصیت عین شریعت ہو گی" اس کتاب پر مدرسہ مظاہر الاسلام سہارنپور کے مدرس مولوی عبد اللطیف صاحب سہارنپوری کی تصدیق موجود ہے۔ باقی رہی دوسری وصیت جس میں ایک درجن کھانوں کا ذکر ہے۔ یہ وصیت اعلیٰ حضرت نے اپنے اعزا کو فرمائی ہے اور اس میں اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو موجود ہے۔ کوئی فرض واجب قرار نہ دیا۔ پھر بعد وصال شریف اپنے پاس تو کھانا منگوایا نہیں بلکہ اسی وصیت میں ہے کہ یہ کھانا غرباء کو دیں تو اعلیٰ حضرت نے آخر وقت بھی غرباء و مساکین کو یاد رکھا۔ اگر آخر وقت کھانوں کی طرف دھیان اس کے نزدیک قابل اعتراض ہے تو پھر یہ اعتراض بھی گھر سے شروع کر دے کیونکہ جب بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب مرنے لگے تو مولوی محمود الحسن صاحب سے کہا کہیں سے ککڑی لاؤ۔ چنانچہ محمود الحسن صاحب ایک چھوٹی سی ککڑی لائے۔ بتایئے صاحب! مرتے وقت نانوتوی صاحب کا دھیان کھانے پینے کی طرف تھا یا نہیں؟ اور پھر مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے بھی تو مرتے وقت تربوز منگوائے تھے۔ یہ دونوں بھی حاملہ عورتوں کی فہرست میں آتے ہیں یا نہیں۔ جیسا کہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خلاف زبان طعن درازی کی اور بازاری خرافات کا مظاہرہ کیا۔ ان دونوں عبارتوں پر ہم نے قہر خداوندی و برق آسمانی میں مفصل بحث کی ہے۔

لکھتا ہے:۔

مشہور و معروف درود سنئے جو بوقتِ قیام صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے بچہ بچہ جس سے واقف ہے یعنی "یا نبی سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک"

صدر اوّل میں اسلام کو جن خطرنات فتنوں سے واسطہ پڑا۔ ان میں دو فتنے بڑے سخت جان ثابت ہوئے اور دونوں ہی توام بھائی ہیں۔

(۱) صحابہ کا دشمن فرقہ (۲) مع صحابہ اہل بیت کا دشمن فرقہ یعنی روافض و خوارج رضا خانی فرقہ نے جس درود کو رواج دیا ہے روافض کے اتباع میں صحابہ کو درود سے خارج کیا تو خوارج کی پیروی میں آل رسول کو چلتا کیا۔ (سیف حقانی ص ۷۳)

مصنف خرِ بے لگام کی طرح جس طرف دل میں آتا ہے چل کھڑا ہوتا ہے نہ کوئی اصول نہ کوئی موضوع۔ صلوٰۃ و سلام اگر روافض خوارج کا اتباع ہے مصنف کے بقول معاذ اللہ حاجی امداد اللہ صاحب رافضی خارجی ہوں گے کیونکہ ارواح ثلٰثہ میں صاف لکھا ہے، حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) سے کسی نے پوچھا کہ قیام مولود (صلوٰۃ و سلام) کیسا ہے؟ فرمایا مجھے تو لطف آتا ہے۔

(ارواح ثلٰثہ ۲۲۰ حکایت نمبر ۱۶۱)

باقی رہا خارجی کون ہے تو "المہند" میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کو خارجی قرار دیا ہے۔ اسی طرح علامہ شامی نے رد المختار میں محمد بن عبد الوہاب نجدی کو خارجی بتایا ہے لیکن مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں محمد بن عبد الوہاب شیخ نجدی کو اچھا بتایا اس کو عامل بالحدیث قرار دیا۔ اس کے عقائد کو عمدہ قرار دیا ہے۔ اب مصنف خود بتائے خارجی کو اچھا اور عامل بالحدیث قرار دینے والا اور اس کے عقائد کو عمدہ بتانے والا خود خارجی ہوا یا نہیں؟ اس اصول پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے والے ہی نہیں بلکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنے والے بھی معاذ اللہ رافضی اور خارجی قرار پائیں گے۔

خود دیابنہ کی سینکڑوں کتب میں محض صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ صلعم اور صرف ؐ لکھا ہوتا ہے یہ سب یقیناً رافضی اور خارجی ہوں گے۔ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تو صحابہ کا ذکر ہے نہ اہل بیت کا ذکر ہے۔ لہٰذا اس اصول پر یہ لوگ خود ہی بقلم خود رافضی و خارجی ہیں۔

الجھا ہے پاؤں نجدی کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

بغیر موضوع مناسبت کے چلتے چلتے مصنف نے ص ۷۳ پر ایک جھک یہ بھی ماری ہے۔

ویسے عالم الغیب صرف نبی ہی نہیں اپنے اعلیٰ حضرت بھی تھے۔ ایک عورت کی موت کا وقت اور جگہ بتادی (ملفوظات حصہ دوم)

اگر مصنف ملفوظات دوم میں یہ دکھادے کہ اعلیٰ حضرت عالم الغیب تھے تو دو صد روپیہ نقد انعام دیا جائے۔ باقی رہا علم غیب تو اشرف علی تھانوی کے بقول:

"اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔"

(حفظ الایمان، ص ۸)

منہ سے دودھ کی بو نہیں گئی اور شیر بیشہ اہلسنت کے منہ آرہا ہے جن کے نام کی ہیبت اور جلالتِ علمی سے نجد و دیوبند لرزہ بداندام ہیں۔ مصنف اگر اس ترتیب اور اس انداز سے یہ عبارت مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ کی کسی کتاب میں دکھادے ہم ایک عدد تھانوی بہشتی زیور انعام دیں گے۔ جاہل و مجہول مصنف نے یہ چاروں باتیں اپنے بابا مولوی ریحان الدین قاسمی کے "نیادین" ص۲۹۔۳۰ سے نقل کی ہیں جو مکھیاں اس اندھے نجدی نے ماری تھیں یہ بھی انہی مردہ مکھیوں کا خون چوس رہا ہے ملاں ریحان الدین نے بھی بغیر صفحہ کے حوالہ دیئے محض (مقامع الحدید علی الکذاب العنید) کا نام لکھ دیا اور مقامع الحدید نہ اس کے پاس نہ اس کے بابا کے پاس جس طرح اس نے "نیادین" سے چوری کرلی اسی طرح نیادین والے ریحان الدین نے کسی اپنے بڑگر سے چوری کی ہوگی۔ بہرحال چونکہ یہ کتاب اکثر و بیشتر ریحان الدین کے نئے دین کی نقل ہے۔ اس لئے قارئین کرام سیف حقانی ص ۸۲ کی یہ باتیں لفظ بلفظ بریلی کا نیادین ص ۲۹۔۳۰ پر دیکھ لیں اور اس جاہل مصنف کے علمی حدود اربعہ کا اندازہ لگائیں نقل مار کر مصنف بن بیٹھا۔ بہرحال ہم عرض یہ کر رہے تھے کہ بندے محمد کے اس عنوان پر اس نے ص ۳۵ پر بھی لکھا ہے اور اب باب چہارم ص۸۷ و ص ۸۲ پر بھی دوبارہ سہ بارہ لکھ رہا ہے جس طرح بندے محمد کے کو اس نے بار بار لکھا ہے اسی طرح مدح اعلیٰ حضرت کی ایک نظم نغمۃ الروح کے حوالہ سے ص۲۸ پر بھی نقل کی تھی۔ اور خدا کی توہین کا عنوان جمایا تھا اور اب ص ۸۹ پر بھی باب چہارم میں وہی منقبت نغمۃ الروح سے دوبارہ لکھ رہا ہے۔ حالانکہ اس کا جواب ہم زیر نظر کتاب کے باب دوم میں عرض کرچکے ہیں اور مدح اعلیٰ حضرت کی نقل کے سلسلہ میں بھی اس چور کی چوری پکڑ کر دکھاتے ہیں۔ مصنف سیف حقانی نے جو مصنف بننے کے خبط میں مبتلا ہو کر نغمۃ الروح سے مدح اعلیٰ حضرت کے یہ جو اشعار نقل کئے ہیں یعنی ؎

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا

میرا اور تیرا خدا احمد رضا

یہ پوری نظرم اپنے بابا ملاں ریحان الدین کے کتابچہ "نیادین" کے ص ۳۰۔۳۱ سے لفظ بلفظ نقل کی ہے اور دمادم مصنف بن بیٹھا اور جس طرح مولوی ریحان الدین قاسمی نے بغیر صفحے کا حوالہ دیئے محض نغمۃ الروح لکھ دیا مصنف سیف حقانی نے بھی بغیر صفحہ کا حوالہ دیئے نغمۃ الروح لکھ دیا۔ اللہ اللہ اور خیر سلا۔

گویا سیف حقانی کا باب چہارم چوری کے مال سے بھرا پڑا ہے مگر یہ چوری اپنے ہی ملاں ریحان الدین قاسمی کے جہالت خانہ سے کی گئی ہے۔

اسماعیلی، نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی شریعت کی حقیقت

مصنف سیف حقانی نے ص ۵۷ پر باب چہارم کا آغاز کیا ہے اور عنوان جمایا ہے "بریلوی دین کا قرطاس ابیض" ذیلی سرخی ہے "رضاخانی شریعت کی حقیقت"۔

ع ہوا مینڈکی کو زکام اللہ اللہ

کیا پدی کیا پدی کا شوربا۔ اِدھر اُدھر کے چھوٹے موٹے رسالہ اور مولوی ریحان الدین قاسمی کے کتابچہ "نیا دین" سے نقل مار کر مصنف بن بیٹھا اور خبریں دے رہا ہے۔ ہفت افلاک کے مصنف نے اپنے نام نہاد بریلوی قرطاس ابیض میں کون سی بات نئی کہی ہے۔ یہی باتیں اپنے دوسرے ابواب میں بھی بار بار نقل کر چکا ہے یہاں نیا باب قائم کر کے سرخی بدل کر یہی باتیں دوبارہ سہ بارہ نقل کر دیں مثلاً "بندے محمد کے" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر سیف حقانی ص ۳۵ پر بحث کر چکا ہے اور ہم دوسرے باب میں اس کو اس مسئلہ پر مسکت جواب دے چکے ہیں لیکن کتاب کی ضخامت بڑھانے کیلئے اس نے باب چہارم میں ص ۸۷ و ص ۸۲ پر بھی اس مسئلہ کو چھیڑا ہے اور شائد اور جگہ بھی یہ مسئلہ اُٹھایا گیا ہو۔

سو فیصد خالص جھوٹ

دیوبندی دھرم میں معاذ اللہ خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے اس لئے خود مصنف کیلئے شائد جھوٹ بولنا فرض ہو۔ لہٰذا اس اصول کے تحت مصنف نے پیٹ بھر کر جھوٹ بولا ہے۔ ص ۸۷ پر اور ص ۸۲ پر "بندگی محمد کی" کے زیر عنوان حضرت شیر بیشہ اہلسنّت مولانا ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی قدس سرہ کے نام گرامی سے یہ منسوب کیا کہ وہ کہتے ہیں:۔

- ہم خدا کی بندگی کیلئے نہیں پیدا کئے گئے بلکہ رسول اللہ کی بندگی کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔
- جو رسول کا بندہ نہیں وہ شیطان کا بندہ ہے۔
- اگر خدا کے بندے رہو گے تو دوزخ کا کھٹکا رہے گا۔ اگر صرف رسول کے بندے رہو گے تو دوزخ کا کھٹکا نہیں رہے گا۔
- ابولہب و ابوجہل خدا کے بندے تھے دوزخ میں گئے ابوبکر و عمر رسول کے بندے تھے اس لئے جنت میں گئے۔

اور دیکھئے:۔

مصنف جی نے سیف حقنیہ کے ص ۸۷ پر ایک شعر یہ یوں نقل کیا ہے:۔

علی جو چاہیں تو مقصد کو سربراہ کریں
گدا کو چاہیں تو پل بھر میں بادشاہ کریں

اور ایک شعر اس طرح لکھا ہے:۔

بنا دیتا ہے سلطاں آپ سا جس پر عنایت ہو
خدا سے کم نہیں عزو جلال اس دیں کے سلطاں کا

مذکورہ بالا دونوں اشعار خدا جانے کس کے ہیں لیکن ہمیں مصنف سیف حقانی کی ذہنیت پر تعجب ہوتا ہے اگر اس کے اپنے پاس کچھ نہیں تھا تو پھر مولوی ریحان الدین الاقاسمی کے رسالہ نیا دین کی نقل مارنے سے کیا فائدہ تھا۔ نیا دین تو بذاتِ خود موجود تھا۔ کیا یہ خیال گزرا تھا لوگ "نیا دین" کو قبول نہیں کرتے شائد سیف حقانی کے فریب میں آجائیں؟ قارئین کرام دیکھ سکتے ہیں چور یہاں بھی رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ قارئین کرام پہلے سیف حقانی ص ۸۷ دیکھیں اور پھر مولوی ریحان الدین کا کتابچہ نیا دین دیکھیں۔ یہی اشعار نیا دین کے ص ۳۰ پر لفظ بلفظ موجود ہیں۔ لیکن یہ اشعار سنیوں کی کس کتاب میں ہیں؟ نہ بابا ریحان الدین نے لکھا نہ جھوٹے باپ کے جھوٹے بیٹے "علامہ" محمد عمر قریشی نے لکھا۔ مصنف میں دم خم ہے تو مذکورہ بالا اشعار سنیوں بریلویوں کی کسی معتبر کتاب میں دکھائیں۔ ورنہ سوالاکھ مرتبہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کریں تاکہ شیخ مجدی ڈور ہو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ کسی مراثی کا شعر نقل کر کے کہہ دیا جائے کہ جی ان بریلویوں کا تو یہ عقیدہ ہے وہ عقیدہ ہے۔

سیف حقانی کا مصنف تو ہے ہی لکیر کا فقیر جو کچھ مولوی ریحان الدین قاسمی نے لکھ دیا وہ اس نے نقل کر دیا اور مصنف بن گیا۔ ان دونوں سے پہلے مولوی فردوس قصوری نے بھی اپنی چراغ سنت میں یہ شعر نقل کئے تھے لیکن حوالہ اس بے چارے نے بھی نہیں دیا تھا تو یہ نقل پر نقل چلی آرہی ہے آگے دیکھئے اور کون کون نقل مار کر مصنف بنتے ہیں۔ اور بے خبری کا یہ عالم کہ مولوی ریحان الدین قاسمی مصنف "نیا دین" کو یہ تک پتا نہیں کہ مولانا رضا حسین اور رضا حسنین اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے بیٹے ہیں یا بھتیجے ہیں۔ مصنف اپنے نئے دین میں ص ۲۸ پر ان کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے لڑکے قرار دیتا ہے۔ یہی اس لڑکے ریحان الدین کے لڑکپن کی دلیل ہے۔ اندھے کی لاٹھی جس کے چاہے لگے۔

قارئین کرام کو ہم نے چند حوالوں سے ثابت کر دیا اور واضح ہو گیا کہ کتاب سیف حقانی کوئی "علامہ" محمد عمر کا شاہکار نہیں یہ تو ریحان الدین کی ماری ہوئی نقل ہے اور جو کچھ اور ہے وہ وہی کچھ ہے جس کا رڈ ہم باب دوم میں کر آئے ہیں۔

ہاں البتہ اسی باب چہارم کے ص ۹۰ پر "فرقہ رضانی خانی کی رفض نوازیاں" ایک نیا مضمون ہے اس لحاظ سے کہ اس سیف حقانی میں اس کو پہلے بیان نہیں کیا تو آیئے اس کا بھی تجزیہ کریں۔

تعزیہ

مصنف سیف حقانی نے اہلسنت و جماعت کی رفض نوازیاں بیان کرتے ہوئے تعزیہ بنانے کا الزام لگایا ہے اور ص ۹۱ پر علامہ ابوالبرکات مفتی سیّد احمد صاحب قادری رضوی قدس سرہ کا یہ فتویٰ کسی اشتہار سے نقل کیا ہے۔ حضرت سیّد صاحب کا فتویٰ یہ ہے:

"تازیہ کی اصل صرف اس قدر تھی کہ روضہ پورنور شہزادۂ گلگوں قبا حسین شہید ظلم و جفا صلوٰت اللہ تعالیٰ و سلم علیٰ جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل مطابق اصل بنا کر بنیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کیونکہ تصویر مکانات وغیرہ میں جاندار کی بنانا رکھنا بیچنا سب جائز و مباح اور ایسی چیزیں کہ بزرگانِ دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی محبت بڑھائیں ان کی تمثال صحیح بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز ہے۔" (بحوالہ اشتہار محرم الحرام ۵۳)

یہ حوالہ نقل کر کے مصنف خود علامہ ابوالبرکات صاحب علیہ الرحمۃ کی طرف سے من مانی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"لہٰذا جمیع اہل اسلام کو چاہیئے کہ وہ تعزیہ امام مظلوم بنا کر تبرکاً اپنے اپنے گھر میں رکھیں جو باعثِ برکت ہے۔"

وضاحت۔ اس فتویٰ پر چند طرح غور کرنا لازم ہے۔

- تو یہ کہ اس فتویٰ میں متعدد لفظی غلطیاں ہیں جو استاذ العلماء علامہ ابوالبرکات قدس سرہ جیسے جلیل القدر فاضل سے ممکن ہی نہیں مثلاً اس چند سطری فتویٰ میں کبھی تازیہ لکھا ہے تو کبھی تعزیہ پُرنور کا پورنور لکھا ہے۔
- مصنف نے خیانت یہ کی ہے کہ حضرت علامہ کے اس فتویٰ کی تیسری سطر میں "تصویر مکانات وغیرہ جاندار کی بنانا رکھنا بیچنا سب جائز و مباح کا وغیر بدل کر وغیرہ کر دیا جس سے فتویٰ کا مفہوم اُلٹا ہو گیا غیر کا وغیرہ کرنے سے مفہوم الٹا اس طرح ہوا کہ علامہ ابوالبرکات صاحب مرحوم کی تحقیق کے مطابق تصویر جاندار کی شرعاً حرام ہے۔ علامہ اپنے فتویٰ میں فرمارہے ہیں کہ تصویر مکانات وغیر جاندار (یعنی بے جان چیزوں کی) کی جائز مباح لیکن مصنف لفظ بدل کر غیر کا وغیرہ بنا کر یہ تاثر دے رہا ہے کہ تصاویر مکانات وغیرہ جاندار کی جائز و مباح ہیں یہ تحریف کھلم کھلا خیانت ہے۔

○ حضرت علامہ ابوالبرکات قدس سرہ کا جو فتویٰ اس نے نقل کیا ہے اس کی دوسری سطر میں مذکورہ بالا خط کشیدہ عبارت ملاحظہ۔۔۔ اس میں روضہ امام حسین کی نقل بمطابق اصل موجود ہے اور تیسری سطر میں گھر میں رکھنا مذکور ہے جبکہ رافضی اپنی مرضی کے تعزیے بناتے ہیں۔ آگے آگے ماتم کرتے ہوئے گلی کوچوں اور بازار میں اُٹھائے پھرتے ہیں اِس میں اور اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے نقل بمطابق اصل اور تمثال روضہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر میں بطورِ تبرک رکھنا اور بات ہے اور مرضی کے مختلف النوع تعزیے بنا کر بازاروں میں لے کر پھرنا اور بات ہے۔

○ یہ بات ہماری بلکہ ہر ذی فہم وشعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ محرم ۵۳ء عیسوی کیسے ہو گیا۔ محرم عیسوی مہینہ نہیں ہے بلکہ اسلامی ہجری مہینہ ہے۔ مصنف نے سطر ۶ میں لکھا ہے۔ نقل اشتہار محرم الحرام ۵۳ء عیسوی۔ یہ علامہ ابوالبرکات صاحب سے ناممکن۔۔۔۔

بہرحال مصنف کا نقل کردہ فتویٰ متعدد وجوہ سے ناقابلِ اعتماد اور خیانت و تصرف کا مجموعہ ہے اور اس سے تعزیہ کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ پھر اگر تصویر مزارات گھر میں رکھنا حرام و گناہ ہے تو سوانح قاسمی ج ۳ ص ۱۴۸ پر بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے "مزار مبارک" کی تصویر کس طرح جائز ہو گئی؟ ہم الافاضات الیومیہ سے ثابت کریں گے کہ مولوی محمد یعقوب نانوتوی اور مولوی اشرف علی تھانوی نے تعزیہ کے جواز کا فتویٰ دیا تھا اور تعزیہ نکالنے والوں کی تائید و حمایت کی تھی۔

کے زیر عنوان ص ۹۲ پر مولانا علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد صاحب قادری رضوی مرحوم کے ذمہ یہ لگایا گیا۔

"ننگے سر ہونا منہ پیٹنا سیاہ پوش ہونا واویلا کرنا اور اقسام اقسام کے مرثیے پڑھنا نوحہ کرنا نوحہ گر ہونا سر پیٹنا سات تاریخ محرم الحرام کو علی عباس علمدار کا علم نکالنا مندرجہ بالا سب جائز ہیں اور افعال آل محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں۔"

اور حوالہ کے طور پر لکھ دیا نقل اشتہار محرم الحرام ۵۳ ء عیسوی از قلم فاضل جلیل عالم نبیل مولانا مولوی حافظ قاری حکیم ابوالحسنات محمد احمد حنفی قادری رضاخانوی اشرفی چشتی شاروی صابری واحدی مفتی الور پنجاب خطیب مسجد وزیر خاں لاہور۔

ہم باب اوّل کے ابتدائی اوراق میں اس کا مختصر جواب عرض کر چکے ہیں۔ مصنف نے جو کچھ علامہ ابوالحسنات قادری کے ذمہ لگایا ہے وہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا۔ مصنف کے اپنے نقل کردہ الفاظ اور حوالہ کو دیکھ کر ہمیں یقین ہو گیا کہ وہ پرلے درجہ کا کذاب اور اعلیٰ درجہ کا مفتری ہے۔ مصنف کے پاس نہ مولانا ابوالحسنات مرحوم کا اشتہار ہے نہ اس میں یہ مضمون ہے اور یہ حوالہ اس نے غالباً اپنے کسی مولوی ریحان الدین قاسمی یا پروفیسر روحی قسم کے دیوبندی مصنف کی کتاب سے آنکھیں بند کر کے نقل کر دیا ہے۔ مصنف میں دم خم ہے تو وہ یہ حوالہ اور اشتہار ہمیں آکر دکھائے ہم اسے آمد و رفت کا کرایہ پیش کریں گے۔

ہمارے نزدیک مصنف کا جھوٹا ہونا اس طرح ہے کہ

- مصنف نے یہ لکھا ہے نقل اشتہار محرم الحرام ۵۳ء عیسوی۔ حالانکہ محرم عیسوی مہینہ نہیں۔
- مصنف نے علامہ ابوالحسنات صاحب کے نام گرامی کے ساتھ یہ لکھا ہے مفتی الور پنجاب حالانکہ الور پنجاب میں نہیں الور تو خود ریاست ہے۔ اس نے مولانا کو قادری رضا خانوی لکھا ہے کوئی سنی خود کو رضا خانوی نہیں لکھتا۔ نیز ۵۳ء میں مولانا علامہ ابوالحسنات قادری علیہ الرحمۃ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں جیل میں تھے۔ پھر سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ اگر علامہ مرحوم واقعی ایسے تھے تو پھر اکابر دیوبند نے علامہ ابوالحسنات کو اپنی مجلس عمل کا مرکزی صدر کیوں تسلیم کر لیا تھا۔ اس مجلس عمل میں مولوی احمد علی صاحب لاہوری، عبد اللہ درخواست۔ احتشام الحق تھانوی۔ محمد علی جالندھری۔ عطاء اللہ صاحب بخاری وغیرہ شامل تھے۔ انہوں نے ایسے عقائد کے حامل کو اپنا مرکزی صدر کیوں تسلیم کیا؟

ماتم کی فضیلت

کے زیر عنوان لکھتا ہے اور حضرت علامہ ابو الحسنات سیّد محمد احمد صاحب قادری رضوی قدس سرہ کے ذمہ لگاتا ہے۔

"ابراہیم خلیل اس خبر کو سنتے ہی زار و قطار اشکبار ہوئے۔"

- ارشاد ہوا خلیل جوان کے غم میں روئے گا اسے ثواب اس قدر عطا فرمائیں گے جتنا تمہیں تمہارے فرزند کی قربانی کا ہوا۔ (از ابو الحسنات محمد احمد بن محمد بن مولوی دیدار علی اوراق غم، ص ۱۵)

حالانکہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اور سیّدنا اسماعیل علیہم السلام کا واقعہ ہے غم اور اشکبار ہونے کی بات ہے نہ کہ ماتم کا حکم۔

- پھر لکھتا ہے: "شہزادۂ کونین سیّد الشہداء روزِ قیامت عرصہ محشر میں خون آلود چہرہ لے کر آئیں گے اور جنابِ الٰہی میں عرض کریں گے "رب شفعی فمن بکی علی مصیبتی" میری شفاعت اس شخص کے حق میں قبول فرما جو میری مصیبت کو یاد کر کے گریہ کناں ہوا۔ (اوراق غم، ص ۱۵)

حالانکہ گریہ رونے کو کہا جاتا ہے اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں رونا شرعاً منع نہیں ہے۔

- پھر لکھتا ہے۔۔۔ "اہل مدینہ چیخ چیخ کر اور آہیں اور ضبط غم سے سر پھوڑ رہے تھے۔" (اوراق غم، ص ۴۲)

حالانکہ یہاں ضبط غم سے سر پھوڑنے کا لفظ موجود ہے ماتم کرنے یا اظہار غم کے طور پر زنجیروں سے سر پھوڑنے کا حکم نہیں ضبط غم اور اظہار غم و ماتم میں فرق ہے۔ باقی رہا چیخیں مار کر رونا تو یہ اس وقت کی بات ہے جب واقعہ شہادت رونما ہوا تھا واقعی اہل مدینہ اہل ایمان روئے تھے ممکن ہے کہ کوئی نجدی خارجی یزیدی نہ رویا ہو۔

- پھر لکھتا ہے علی عباس علمبردار لشکر کا اگر ساتویں کو علم نکال رہے ہو تو ایک جھنڈا جس پر لا الہ الا اللہ ہو نکالو تاشے باجے ساتھ نہ ہوں۔ (اوراق غم، ص ۳۱۲)

اس جگہ بھی روافض سے مشابہت نہیں ہے وہ بکثرت رنگ برنگ علم نکالتے ہیں۔ علامہ مرحوم نے لکھا ہے ایک جھنڈا جس لا الہ الا اللہ ان کے ساتھ ڈھول باجے تاشے وغیرہ ہوتے ہیں۔ علامہ فرما رہے ہیں کہ یہ چیزیں نہ ہوں۔ پھر اہلسنت و روافض میں یکسانیت کیسی؟

مذکورہ بالا چند حوالہ جات نقل کر کے مصنف سیف حقانی اپنے ناظرین کو دعوتِ فکر دیتا ہوا لکھتا ہے:۔

"قارئین کرام خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کیا اب بھی کسی کو اس فرقہ (اہلسنّت) کے شیعہ ہونے میں کوئی شبہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ فرقہ صرف درپردہ ہی نہیں کھلم کھلا رافضی ہے۔ ایک بات جو شیعہ حضرات کے ساتھ خاص ہے۔ بلکہ بیچارے رضاخانیوں کو بھی حصہ ملنا چاہئے اور وہ ہے ریڈیو اور ٹیلویژن پر مجلس شام غریباں جس کا موقع ان کو بھی بہر حال ملنا چاہئے۔"

جاہل دیوبندی مایوسی سے مروی ہوئی قوم اپنے ایک عدد آخری مصنف کی اس لفاظی پر واقعی بہت خوش ہوئی ہوگی۔ اس نے اہلسنّت وجماعت کو منٹوں میں رافضی بنا کر مجلس شام غریباں پڑھوادی۔ واہ واہ "علامہ" "محمد عمر قریشی واہ واہ۔ مگر آیئے اس پر ایک تحقیقی نظر ڈالیں کہ رافضی ہے کون؟ رفض نوازیاں کس فرقہ کا شیوہ ہے اور کون فرقہ شیعہ عقائد وافکار کا حامل ہے۔

دیوبندیت یا رافضیت

آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشہ کہیں جسے

دیوبندی کتب کے مطالعہ اور تحقیق سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ دیوبندیت رافضیت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اوران دونوں فرقوں میں ذہنی فکری اور اعتقادی ہم آہنگی موجود ہے۔ ثبوت موجود ہے مگر شورش کالایاہوابرٹش لائبریری کا نہیں دیوبندیوں کااپنے گھر یعنی ان کے اپنے بڑے بوڑھوں کا۔

بانی مدرسہ دیوبند کا خاندان شیعہ تھا

سوانح "مولانا محمد احسن نانوتوی" کا مصنف مولوی احسن نانوتوی اور مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے خاندانی حالات بیان کرتاہوالکھتاہے:۔

"مولوی محمد ہاشم کے پرپوتے شیخ ابوالفتح تھے جن کے تین بیٹے ہوئے حکیم عبداللہ، شیخ محمد عاقل اور شیخ علاؤالدین۔ حکیم عبداللہ کی اولاد کو دُنیوی اعزاز ملا۔ شیخ علاؤالدین کی اولاد علم وامارت میں حکیم عبداللہ اور شیخ محمد عاقل کی اولاد کی برابری کو نہ پہنچ سکی ان ہی شیخ علاؤالدین کے پرپوتے شیخ اسد علی تھے جن کے نامور فرزند مولانا محمد قاسم نانوتوی ہوئے اوراس طرح اس شاخ کو خصوصی شرف و امتیاز حاصل ہوا۔ شیخ محمد عاقل کی اولاد دولت وامارت کے اعتبار سے خاندان میں ممتاز تھی مگراس شاخ نے شیعت اختیار کرلی تھی۔ اوروہ شیخ تفضل حسین (ابن شیخ علی محمد) تھے۔" (سوانح مولانا محمد احسن نانوتوی ۱۵۔۱۶)

یہ کتاب مفتی محمد شفیع دیوبندی کی مصدقہ ہے۔

اسی طرح مولوی مناظر احسن گیلانی مرتب سوانح قاسمی لکھتے ہیں:۔

"شیخ تفضل حسین شیعہ مذہب ہوگئے تھے۔ ہماری جائداد کے شریک تھے۔ کچھ بھی ہو دو باتیں تو قطعی ہیں یعنی شیخ تفضل حسین (نانوتوی دیوبندی) پہلے سنّی (نہیں دیوبندی) تھے اور سنت کے طریقہ کو چھوڑ کر شیعہ ہوگئے تھے۔" (سوانح قاسمی، ج ا ص ۱۷۱۔۱۷۲)

یہ کتاب قاری طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند کے حسب ہدایت شائع کی گئی ہے اوراس کا صفحہ بعنوان تقریب تنگ اسلاف حسین احمد صدر دیوبند نے ۲۵/رجب ۷۳ھ کو لکھاتھا۔

دیوبندی مذہب میں تعزیہ کی اجازت

دیوبندی حکیم الامت جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں:۔

"ایک گاؤں ہے کانپور کے ضلع میں گجنیر پورب میں وہاں کے لوگوں کے متعلق شدھی ہونے کی خبر سنی تھی میں اس گاؤں میں ایک مجمع کے ساتھ گیااور اس باب میں ان لوگوں سے گفتگو کی۔ ان میں سے ایک شخص تھا جو ذرا چودھری سمجھا جاتا تھا میں نے اس کو بلا کر (چودھریوں کا چودھری جو ہوا) دریافت کیا سنا ہے کہ تم شدھی ہونے کو تیار ہو۔ اس نے کہا، میرے ہاں تعزیہ بنت ہے (بنتا ہے) ہم ہندو کاہے کو ہونے لگے۔ میں (اشرف علی) نے اس کو تعزیہ بنانے کی اجازت دیدی۔ (الافاضات الیومیہ، ج ۴ ص ۱۳۹)

مولوی محمد یعقوب نانوتوی

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے استاد اور مدرسہ دیوبند کے مدرس اعلیٰ تھے۔ ان کی سنئے چھوٹے میاں سو چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ۔ ان کے متعلق تھانوی صاحب خود فراخدلانہ انکشاف کرتے ہیں۔

"اجمیر میں مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل تعزیہ کی نصرت کا فتویٰ دیا تھا۔" (الافاضات الیومیہ، ج ۴ ص ۱۳۸)

عجب ڈھیٹ ہیں دیوبندی کہ اپنا وبال دوسرے کے سر ڈالنا چاہتے ہیں۔

نوحہ و ماتم اور غم

دیوبندی مذہب میں ماتم اور غم کرنا گریہ کناں ہونا جائز ہے مگر غم اور گریہ سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ناجائز ہے لیکن مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا غم منانا اور ماتم کرنا جائز ہے۔ سنئے اور سر دھنئے مولوی شید و صاحب گنگوہی کے مرنے پر مولوی محمود الحسن نے ایک مرثیہ لکھا اس میں فرمایا:۔

فرق درجات کا قصہ تو جدا ہے لیکن
عام تھا عالم اجسام میں اس کا ماتم

(مرثیہ گنگوہی، ص ۱۹)

ایک دوسری لہر میں ماتم کا رنگ یوں نمایاں نظر آتا ہے:۔

جہاں تھا خندہ شادی وہاں ہے نوحہ و ماتم
جو تاج خسروی تھا آج ہے کشکول ساسانی

(مرثیہ گنگوہی، ص ۲)

یہ تو تھی عالم اجسام میں مولوی رشید کے عام ماتم کی بات کوئی عالمِ ارواح کی بات نہ تھی۔ اب دیکھئے شیعہ رافضی لوگ آگ پر ماتم کرتے ہیں تو دیوبندی بھی اس رافضیت میں پیچھے نہیں۔ ثبوت ان کے گھر سے لیجئے اور بڑے سے بڑے کا لیجئے۔ مولوی محمود الحسن صاحب کانگریسی کٹھ پتلی حسین احمد کے گروہی تو ہیں بلکہ گرو گھنٹال۔ وہ لکھتے ہیں:۔

لوٹتے آگ پہ تھے حضرت یعقوب و رفیع
خون آنکھوں سے بہاتے تھے رشید عالم

(مرثیہ گنگوہی، ص۱۹)

چلئے جناب مولوی شید و صاحب کے غم میں نڈھال مولوی محمد یعقوب نانوتوی اور مولوی رفیع دیوبندی آگ پر لوٹتے رہے یہ ان کا اپنا معاملہ ہے خالص ذاتی معاملہ ہے ان کا اپنا اندرونی معاملہ ہے آگ پر لیٹ لیٹ کر آگے کی تیاری کریں مگر اپنی بلا دوسروں کے سر ڈالنے کا بے ڈھنگا وطیرہ کیوں اختیار کر رکھا ہے یہ کیا پالیسی ہے؟ ابھی ہم اوپر کے حوالہ میں بیان کر چکے ہیں اجسام کا ماتم ثابت کر چکے ہیں مگر دیوبندی تو غمِ رشید میں اپنی جان کے دشمن ہو گئے خود بدولت فرماتے ہیں:۔

خبر بھی ہے کہ کس جان جہاں نے ہم سے منہ موڑا
کوئی بے وجہ ہم اپنے ہوئے ہیں دشمن جانی؟

(مرثیہ گنگوہی، ص۴)

اب پتا چلا کہ دیوبندی ماتم کرتے کرتے اپنی جان کے دشمن کیوں ہو گئے تھے اور خود کشی پر کیوں تیار تھے اصل میں جان جہان نے ان سے منہ موڑ لیا تھا۔

اب چلتے چلتے یہ بھی دیکھ لیں گنگوہی جی کا موت کا غم تھا کیسا سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نواسہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت کی طرح کوئی چھوٹا موٹا غم تھا جس پر علامہ ابو الحسنات قدس سرہ جیسے عشاق و خدام اہل بیت غم کریں یا کوئی بھاری بھر کم غم تھا۔ تو جناب ان کے مذہب میں اپنے مولوی شید و کا غم ہی بھاری بھر کم اور سارے غموں کا آقا ہے لکھتے ہیں:۔

ہزاروں غم ہیں دنیا میں بتائیں نام کس کس کا
غمِ مرشد ہے پر مرشد غموں کا ہے یہ وجدانی

(مرثیہ گنگوہی، ص۴)

دیابنہ کی رفض نوازایاں

رفضہ سے روابط کی بحث چل ہی نکلی ہے تو ہم بھی ذرا تفصیل سے اس موضوع پر دیابنہ کے اکابر کی معتبر شہادتیں پیش کرتے ہیں جس سے احبابِ اہل سنت تو کیا خود فرقہ دیابنہ کے اندھے مقلدوں کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

دیوبندیوں کی لڑکی شیعوں کے نکاح میں

دیوبندی حکیم الامت جناب اشرف علی صاحب کے پاس ایک استفتاء آیا۔ سوال وجواب دونوں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ سنی (دیوبندی وہابی) المذہب عورت بالغہ کا نکاح زید شیعی مذہب کے ساتھ برضائے شرعی باپ کی تولیت میں ہوگیا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ سنی وشیعہ کا تفرق مذہب نکاح جیسا کہ ہندوستان میں شائع ہے عندالشرع صحیح ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ نکاح منعقد ہو گیا لہٰذا اسب اولاد ثابت النسب ہے اور صحبت حلال ہے۔

(امدادالفتاویٰ، ج ۲ ص ۲۸۔۲۹۔ از مولوی اشرف علی صاحب)

ذبیحہ رافضی حلال

ایک سائل نے شیعوں رافضیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہونے سے متعلق فتویٰ طلب کیا۔ سوال وجواب دونوں ملاحظہ ہوں۔

سوال۔ ذبیحہ رافضی کے ہاتھ کا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ شیعہ کے ذبیحہ میں علمائے اہلسنّت کا اختلاف ہے راجح اور صحیح یہ ہے کہ حلال ہے۔ (امدادالفتاویٰ، ج ۲ ص ۱۲۳)

یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تھانوی کے نزدیک رافضی شیعہ ہیں۔

اہل تعزیہ کی نصرت

"شیعوں اور ہندوؤں کی لڑائی اسلام اور کفر کی لڑائی ہے شیعہ صاحبان کی شکست اسلام اور مسلمان کی شکست ہے۔ اس لئے اہل تعزیہ کی نصرت کرنی چاہئے۔" (الافاضات الیومیہ، ج ۴ ص ۱۳۹)

صحابہ کرام کو ملعون و مردود کہنے اور صحابہ کی تکفیر کرنے والا اہلسنت

صحابہ پر طعن و مردود و ملعون کہنے والا۔۔۔ اور جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے۔۔۔ اور وہ اپنے کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۳۰)

رافضی کی نمازِ جنازہ

"حضرت (مولوی قاسم نانوتوی) نے ان (رافضیوں) کے اصرار پر منظور فرمالیا اور جنازہ پر پہنچ گئے۔ نماز (جنازہ پڑھانے) کیلئے کہا گیا تو آگے بڑھے اور شیعہ کی نماز (جنازہ) شروع کردی۔" (سوانح قاسمی، ج ۲ ص ۷۱)

اس ضمن میں ایک نام نہاد کرامت گھڑی گئی ہے جو بجائے خود اہل دیوبند کے نزدیک خدائی طاقت کے مترادف ہے۔

"مشہور شیعہ عالم اور وکیل مظہر علی اظہر انتقال فرماگئے۔ نمازِ جنازہ دیال سنگھ کالج گراونڈ میں ۳/نومبر ۷۴ء بروز اتوار ادا کی گئی نمازِ جنازہ صبح دس بجے حضرت مولانا عبید اللہ انور (جانشین مولوی احمد علی صاحب) نے پڑھائی۔" (خدام الدین لاہور ۸/نومبر ۷۴ء ص ۳)

"شیعہ لیڈر مظفر علی شمسی کی نمازِ جنازہ کے فرائض ملک مہدی حسن علوی (شیعہ) نے ادا کئے نمازِ جنازہ میں مولانا عبد القادر آزاد (دیوبندی) مولانا تاج محمود (دیوبندی) مولانا ضیاء القاسمی (دیوبندی) ڈاکٹر مناظر (دیوبندی) میاں طفیل محمد (امیر جماعت اسلامی) چوہدری غلام جیلانی (جماعت اسلامی) کے علاوہ ہزاروں مداحوں نے شرکت کی۔" (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۱/۶/۷۶)

شیعہ کی رسم قل میں

"ادارہ تحفظ حقوق شیعہ کے سیکریٹری مظفر علی شمسی کی رسم قل ان کی اقامت گاہ پر ادا کی گئی۔ مولانا کوثر نیازی (پیپلز پارٹی) مولانا عبد القادر آزاد، مولانا ضیاء القاسمی (دیوبندی سیکریٹری دیوبندی تنظیم اہلسنت) اور سینکڑوں سیاسی سماجی کارکنوں نے شرکت کی۔" (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۲/۶/۷۶)

ملّی نقصان

"مولانا مفتی محمود (استاذ مصنف سیف حقانی) مولانا عبید اللہ انور نے ممتاز شیعہ رہنما مظفر علی شمسی کی وفات کو ایک ملی نقصان قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی وفات سے ملک ایک معتدل سرگرم اور دردمند رہنما سے محروم ہو گیا۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۱/۶/۷۶)

گہرا رنج و غم اور قرار داد

لائلپور ۲۰/جون مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے ایک ہنگامی اجلاس میں مولانا عبد الرحیم اشرف، مولانا تاج محمود (دیوبندی) مولانا محمد صدیق (دیوبندی) نے شرکت کی۔ ایک قرار داد کے ذریعہ شیعہ رہنما (و مناظر) مولانا محمد اسماعیل کی موت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور (شیعہ) مولانا (اسماعیل فاضل دیوبندی) کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۱/۶/۷۶)

ان کے نزدیک سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غم کی کیا حیثیت ہے۔ غم مرشد گنگوہی جو غموں کا مرشد ٹھہرا۔ یہ ہمارا الزام نہیں بقلم خود بیان ہے۔ آیئے اس مفہوم کو اور نکھار کر پیش کرتے ہیں یہ تو آپ دیکھ ہی چکے سب غموں کا مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا غم تھا اور ہے اور رہے گا مگر یہ بھی تو دیکھو سب کی اُلفت و محبت سب سے زیادہ ان کے دل میں کس کی ہے تو الفت و محبت پر بھی شاملی کے میدان میں لڑنے والے ان مجاہدین کا دلیرانہ فیصلہ سن لیجئے۔ فرماتے ہیں:۔

سب کی الفت پہ تھی اس کی ہی محبت غالب
سب غموں پر جو تھا ممتاز یہی تھا وہ غم

(مرثیہ گنگوہی، ص۲۱)

حالانکہ حدیث شریف میں ہے:

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین

"تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں (استادوں پیروں) سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔"

یہی کچھ آیہ کریمہ "قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَ اِخْوَانُکُمْ" میں ہے۔ لیکن ان لوگوں پر الفت و محبت رشید گنگوہی کی غالب ہے اور یہ سب مغلوب ہیں۔

دیوبندیوں کی مجلس شام غریباں

مصنف سیف حقانی نے حقانیت کا منہ چڑاتے ہوئے سنیوں کو مجلس شام غریباں بیان کرنے کیلئے ریڈیو اور ٹیلیویژن والوں سے سفارش کی ہے مگر ہم بتاتے ہیں کہ مجلس شام غریباں تو دیوبندیوں کا شعار ہے۔ اپنے شیخ الہند محمود الحسن کی آواز میں سنئے:۔

نہو صبح وطن کیونکر بتر شام غریباں سے
فراق دلربا میں گھر ہے رشک کنج زندانی

(مرثیہ، ص۴)

شام غریباں کے بعد جس طرح شیعہ سینہ پر ہاتھ مارتے ہیں اسی طرح ان کا ہاتھ بھی سینہ پر دیکھئے مگر گنگوہی جی کے غم میں۔

خبر ہے جان کو دل کی نہ دل کو جان کی پروا
فقط سینہ پہ ہے ہاتھ اور زانوں پر ہے پیشانی

اب ہم مصنف سیف حقانی سے صرف اتنا عرض کریں گے:۔

دوسروں کے عیب بیشک ڈھونڈتا ہے رات دن
چشم عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

اُمید ہے بقلم خود علامہ قریشی کے دماغ سے وہ غلط فہمی دور ہوگئی ہوگی جو ایک عرصہ سے دماغ میں بسی ہوئی تھی کہ بریلوی رافضی ہیں یا رافضی نواز ہیں تعجب ہے "علامہ" قریشی صاحب رافضی بنے تو بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم صاحب نانوتوی کا خاندان تعزیہ بنوائیں اور اجازت دیں تو مولوی یعقوب و مولوی اشرف علی صاحب ماتم و نوحہ اور شام غریباں کریں تو مولوی محمود الحسن صاحب رافضیوں کی نمازِ جنازہ پڑھیں تو آپ کے اکابر رافضیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال قرار دیں تو آپ کے اکابر، رافضیوں سے اپنی لڑکیوں کے نکاح جائز قرار دیں تو آپ کے اکابر، صحابہ کرام کو ملعون و مردود کہنے اور ان کی تکفیر کرنے والے کو سنت جماعت قرار دیں تو آپ کے مولوی گنگوہی، رافضیوں کی موت کو ملّی نقصان قرار دیں تو آپ کے استاذ مفتی محمود، رافضیوں کے مرنے پر گہرا رنج و غم ہو تو آپ کے اکابر کو، ان کی رسم قل میں شرکت کریں تو آپ کے علماء۔۔۔۔ لیکن آنکھیں بند کر کے الزامات لگائے جا رہے ہیں اہلسنّت و جماعت پر اور رفض نوازیوں کا افتراء علمائے اہلسنّت پر کیا جا رہا ہے۔ یہ کہاں کی دیانت اور کیسا انصاف ہے۔

دیوبندی دین کا قرطاس ابیض

مصنف سیف حقانی نے ص ۷۵ پر باب چہارم میں "بریلوی دین کا قرطاس ابیض" کے تحت جو الزامات لگائے تھے اور اہلسنّت سے جو عقائد منسوب کئے تھے الحمدللہ ہم ان کے جواب سے فارغ ہوئے۔ اب مصنف کی ضیافت طبع کیلئے "دیوبندی دین کا قرطاس ابیض" پیش کرتے ہیں۔

انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی
انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زباں میری ہے بات ان کی

مولوی اسماعیل دہلوی

برصغیر ہندو پاک میں وہابیت کے بانی ہیں شیخ نجدی ابن عبد الوہاب کی کتاب التوحید کے مترجم اور اس کی تعلیمات کے پہلے مبلغ و ناشر اور صراط مستقیم، تقویۃ الایمان، ایضاح الحق، یکروزی جیسی گستاخانہ کتب کے مصنف ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر مکر کا دھبہ لگاتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

- اللہ کے مکر سے ڈرنا چاہئے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۵۵)
- غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۲۳)

گویا اللہ تعالیٰ کا علم قدیم و لازم نہیں جب چاہے دریافت کرلے چاہے تو بے علم رہے۔

- اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے اور ہر انسانی نقص و عیب اس کیلئے ممکن ہے۔ (یک روزی، ص ۱۷ ملخصاً)
- اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان سے پاک ماننا بھی بدعت ہے۔ (ایضاح الحق، ص ۳۵)
- رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نماز میں خیال اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہونے سے بدرجہا بدتر ہے۔ (صراط مستقیم فارسی، ص ۹۵۔ اردو، ص ۲۰۱)
- ہر مخلوق (خواہ نبی ولی صحابہ ہوں) بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۱۵)
- مقبولانِ حق کے معجزہ و کرامت جیسے بہت افعال بلکہ ان سے زیادہ قوی و اکمل کا وقوع طلسم و جادو والوں سے ممکن ہے۔ (منصب امامت، ص ۱۸)
- محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ۔۔۔۔مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۶۸)
- انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ (نبی) بڑا بھائی ہے اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۷۴)
- بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور ۔۔۔۔ نادان ۔۔۔۔ لوگوں کو پکارنا محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص (خدا) کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۲۹، ۳۴)

کیا دیوبندی وہابی مذہب کے سوا اللہ کو شخص اور انبیاء اولیاء کو بے خبر، نادان، بے حواس، ناکارے کہنے کا کوئی مسلمان تصور کر سکتا ہے؟

- اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتہ جبرائیل اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۳۶)

مرزائیوں نے ایک کو کھڑا کیا۔ وہابیوں کے ہاں کروڑوں کا امکان ہے۔

- جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص ۴۹)
- رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان، ص ۷۱)
- جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار ان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی اُمت کا سردار (بے اختیار) ہے۔ (ص ۷۸)
- کسی بزرگ (نبی ولی) کی شان میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو وہی کرو۔ اس میں بھی کمی ہی کرو۔ (ایضاً)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان باندھتے ہوئے آپ کی طرف سے لکھا کہ

- میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان، ص ۷۵)

دیوبندی وہابی مذہب کے علاوہ کوئی مسلمان آپ پر جھوٹا بہتان باندھنے اور آپ کر مردہ و مٹی میں ملنے والا کہنے کی جرأت کر سکتا ہے؟

بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی

انہوں نے لکھا ہے کہ

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ (تحذیر الناس، ص ۳)

اس عبارت میں معنی ختمِ نبوت میں تحریف اور خاتم بمعنی آخری نبی واس کی فضیلت کا انکار کرنے کے بعد منکرین ختم نبوت کی مزید حوصلہ افزائی کیلئے لکھا ہے:۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیتِ محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔" (تحذیر الناس، ص ۲۴)

مسئلہ ختمِ نبوت پر ہاتھ صاف کرنے کے بعد ایک اور گل کھلایا ہے کہ

"انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔" (تحذیر الناس، ص ۵)

دیوبندی مذہب کے سوا امتی کے نبی سے مساوی ہونے اور بڑھنے کا تصور اور کہاں مل سکتا ہے؟

مولوی اشرف علی تھانوی

دیوبندی وہابی مکتب فکر کے مجدد و حکیم الامت ہیں۔ انہوں نے بانی دیوبندیت مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی ختم نبوت میں تحریف سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنے رسالہ "الامداد" ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵ پر اپنے ایک مرید کی طرف سے بدیں الفاظ اپنا کلمہ و درود شائع کیا۔

- لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ **اور** اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی اور حالت خواب و بیدار میں اس کلمہ و درود پڑھنے والے مرید کو تسلی دی کہ "جن کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ متبع سنت ہے"۔

کیا یہ مرزائیت سے اندرونی اتحاد نہیں ہے؟ ایک طرف تو تھانوی صاحب نے اپنے آپ کو اتنا بڑھایا کہ اپنا کلمہ و درود تک پڑھوایا۔ اور دوسری طرف نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہاں تک تنقیص و گستاخی کہ

- بعض علوم غیبیہ میں ۔۔۔ حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔۔۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون (بچہ و پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (چوپاؤں) کیلئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان، ص ۸)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

براہین قاطعہ اور المہند جیسی مشہور دیوبندی کتب کے مصنف ہیں۔ ان کتب پر مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی محمود الحسن دیوبندی، مولوی اشرف علی تھانوی جیسے اکابر دیوبند نے تصدیقات کی ہیں پھر براہین قاطعہ تو مولوی گنگوہی جی ہی کے حکم پر لکھی گئی تھی اس میں فخر المحدثین شیخ علامہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ پر افتراء کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

- حضور نے فرمایا (معاذ اللہ) "مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں" حالانکہ شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ نے اس نظریہ کی تردید فرمائی ہے۔

نیز شیطان اور ملک الموت کا علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وسیع قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ "شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے"۔ (براہین قاطعہ، ص ۵۱)

- ایک صالح (دیوبندی وہابی) فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا آپ کو اُردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علمائے دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان (اردو) آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رُتبہ اس مدرسہ (دیوبند) کا معلوم ہوا۔ (براہین قاطعہ، ص ۲۶ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی)

مولوی رشید احمد گنگوہی

دیوبندی وہابی مکتب فکر کے بانی اسلام ثانی ہیں۔ انہوں نے تقویۃ الایمان جیسی رُسوائے زمانہ گستاخانہ و شدید دل آزار کتاب کے متعلق لکھا ہے کہ

- کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۳۵۱)

یعنی جس نے اس گستاخانہ کتاب کے رکھنے پڑھنے عمل کرنے سے کوتاہی کی وہ عین اسلام سے محروم رہا (استغفر اللہ) ان کے نزدیک "تقویۃ الایمان" کی گستاخیوں کے باعث۔

- جو اس کو کفر اور مولوی اسمٰعیل کو کافر کہے وہ خود کافر اور شیطان ملعون ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۵۲۔۳۵۶)
- مگر جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے۔۔۔ وہ اس گناہِ کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہو گا۔ (ص ۴۳۰)
- تقویۃ الایمان کے زیر اثر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "مجھ کو بھائی کہو"۔ (ص ۳۹۶)
- ان کے نزدیک ہندو تہوار ہولی یا دیوالی کی کھیلیں، پوری کھانا دُرست ہے۔ ہندو کے سودی روپیہ کے پیاؤ سے پانی پینے میں مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۷۴)
- لیکن محرم میں ذکرِ شہادت حسنین کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور حرام ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۳۵)
- شہیدانِ کربلا کا مرثیہ جلا دینا یا زمین میں دفن کرنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۷۶)

لیکن خود ان کا مرثیہ دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی نے شائع کیا۔

- قبلہ و کعبہ کسی کو لکھنا درست نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۶۵)

لیکن "مرثیہ" میں انہیں قبلہ حاجات روحانی و جسمانی لکھا ہے۔

- بچوں کی سالگرہ اور اس کی خوشی میں کھانا کھلانا جائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۶۲)
- لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محفلِ میلاد بہر حال ناجائز ہے۔ اگرچہ روایات صحیح پڑھی جاویں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۲۶)
- زاغ معروفہ (کوا) کھانے والے کو ثواب ہو گا۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۹۶)
- لیکن غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں کا کھانا "حرام" ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۳۳)
- مولوی اسمٰعیل قطعی جنتی ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۵۲)
- لیکن۔۔۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں جانتے کہ۔۔۔ کیا کیا جاوے گا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ۔ (ص ۴۳۴)
- لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہیں۔۔۔ اگر (کسی) دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲ ص ۹)

دیوبندی فقہ کے نادر نمونے

- روپیہ منی آرڈر سے بھیجنا درست نہیں خواہ اس میں کچھ پیسہ دیئے جائیں یا نہ دیئے جائیں۔
- منی آرڈر درست نہیں جیسا ہنڈی درست نہیں دونوں میں معاملہ سود کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۷۹)
- منی آرڈر اور ہنڈی میں کچھ فرق نہیں دونوں کا ایک حکم ہے منی آرڈر کرنا سود میں داخل ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۸۰)
- بنک میں روپیہ داخل کرنا نادرست ہے خواہ سود لے یا نہ لے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۸۱)
- اس زمانہ کی وکالت اور مختانہ حلال نہیں (حرام ہے) ان کا کھانا بھی اچھا نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۵۸)
- کچہری میں جھوٹ بولنا۔احیاء حق کے واسطے کذب (جھوٹ بولنا) درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۵۸)
- مسلمانوں کے میلوں (عرسوں) جیسے اجمیر پیران کلیر وغیرہ میں واسطے سوداگری یا خریداری کے جانا درست نہیں حرام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۵۵، ۲۵۶)
- عیدین میں (عیدالفطر و عیدالاضحیٰ) کو معانقہ کرنا (گلے ملنا) بدعت ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۴۳)
- بروز ختم قرآن شریف مسجد میں روشنی کرنا بدعت و نادرست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۶۰)
- شادی اور ختنہ کی روٹی نہ اس گھر میں کھانا جائز جہاں رسوم ہو رہی ہوں نہ دوسرے گھر میں لینا جائز۔ (ص ۴۵۷۔۴۵۸)
- جس جگہ زاغ معروفہ (مشہور دیسی کالا کوا) کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو مبرا کہتے ہوں تو ایسی جگہ کوا کھانے والے کو ثواب ہو گا۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۹۶)
- ترکی ٹوپی اصل شعار نیچریوں کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۸۵)
- دفع ظلم کے واسطے رِشوت دینا درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۰۱)
- محرم میں ذکرِ شہادت حسنین علیہم السلام کرنا اگرچہ بروایاتِ صحیحہ ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۳۵)
- پیر یا استاد کی برسی کرنا خلافِ سنت و بدعت ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۶۱)

ہم نے اس عنوان کے تحت مذہبی اختلافی مسائل کو نہیں اٹھایا بلکہ ایسے مسائل کو نقل کیا جو روزمرہ زندگی میں سامنے آتے ہیں۔

بتایا جائے کہ دیوبندی اپنے بانی اسلام مولوی رشید گنگوہی کے فتاویٰ رشیدیہ پر کیونکر عمل کرتے ہیں؟ بتایا جائے کہ اس وقت کون سا دیوبندی ان چیزوں کو قصداً نہیں اپنا رہا؟

کاش کہ مصنف سیف حقانی نے بریلوی مذہب کا قرطاس ابیض شائع کرنے سے پہلے دیوبندی دھرم کا قرطاس ابیض ایک نظر دیکھا ہوتا۔

تکفیر

دیوبندی وہابی عموماً علمائے اہلسنت پر تکفیر مسلم کا الزام لگاتے ہیں اور تکفیر کے الزام کو اچھے خاصے پروپیگنڈا کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ اجی یہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ بریلوی بلاوجہ کافر کہتے ہیں۔ یہی کچھ مصنف سیف حقانی نے ص ۱۴ پر بعنوان "تکفیر مسلم کا مشغلہ" کہا ہے۔ حالانکہ علمائے اہلسنت میں سے کسی نے بھی کسی کو بلاوجہ کافر نہیں کہا نہ کسی مسلمان کو کافر کہا۔ امامِ اہلسنت مجددِ دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ اس الزام کا طلسم چاک کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ناچار عوام المسلمین کو بھڑکاتے اور دن دہاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علماءِ اہلسنت کے فتویٰ تکفیر کا کیا اعتبار یہ لوگ تو ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں۔ ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ اسماعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا۔ مولوی اسحاق صاحب کو کہہ دیا۔ مولوی عبد الحیٔ صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کو کہہ دیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جو پورے ہی حد حیاء سے اونچے گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ عیاذاً باللہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہہ دیا۔ جسے جس کا زیادہ معتقد پایا اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انہوں نے اسے کافر کہہ دیا۔ یہاں تک کہ ان میں کے بعض بزرگواروں نے مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی مرحوم و مغفور سے جاکر جڑ دی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت سیّدنا شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی قدس سرہ کو کافر کہہ دیا۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ جنتِ عالیہ عطا فرمائے۔ انہوں نے یہ آیہ کریمہ "اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا" پر عمل فرمایا خط لکھ کر دریافت کیا جس پر یہاں سے رسالہ انجاء البری عن وسواس المفتری لکھ کر ارسال ہوا اور مولانا نے مفتری کذاب پر لاحول شریف کا تحفہ بھیجا۔ غرض ہمیشہ (دیوبندی وہابی) ایسے ہی افتراء اٹھایا کرتے ہیں"۔ (تمہید ایمان، ص ۴۷۔۴۸۔ از اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ)

ثابت ہوا امامِ اہلسنت و علمائے اہلسنت پر تکفیر مسلم کا الزام سراسر غلط و من گھڑت ہے۔ اہلسنت کسی کو بلاوجہ کافر نہیں کہتے اور مسلمان کو کافر نہیں کہتے تکفیر مسلم کے ناپاک الزام سے ہمارا دامن پاک ہے۔ ہاں البتہ علمائے اہلسنت نے ایسے لوگوں کو یقیناً کافر قرار دیا جنہوں نے۔۔۔۔

- اللہ عزوجل (سبوح وقدوس) پر امکان کذب و وقوع کذب کا افتراء کیا۔ (فتویٰ گنگوہی)
- حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کو عوام کا خیال بتا کر بالکل غلط اور جدید معنی پہنائے اور قادیانی دجّال اور دیگر مرتدوں کیلئے نبوت کا دروازہ کھولنے کی ناپاک کوشش کی۔ (تحذیر الناس)
- نبی اکرم رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب شریف کو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے علمِ غیب سے تشبیہ دی۔ (حفظ الایمان)
- شیطان مردود کے وسعتِ علم محیط ارض کو نص سے ثابت مانا اور سرکارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعتِ علم محیط ارض کو خلاف نصوص اور شرک قرار دیا۔ (براہین قاطعہ)

ایسے عقائدِ باطلہ کے حامل افراد بلاشبہ کافر و مرتد ہیں۔ دائرۂ ایمان و اسلام سے خارج ہیں۔ یہ عقائد کس کے ہیں؟ یہ معلوم کرنا کوئی ایٹمی راز نہیں فتویٰ گنگوہی کا فوٹو موجود ہے۔ تحذیر الناس مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی۔ حفظ الایمان مولوی اشرف علی تھانوی۔ براہینِ قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل انبیٹھوی۔ مصدقہ مولوی رشید گنگوہی چھپی ہوئی موجود ہیں۔ آج بھی مل جاتی ہیں۔ ان کتابوں کی ناپاک عبارتوں پر صرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تنہا فتویٰ نہ دیا۔ بلکہ حسام الحرمین شریف موجود ہے۔ عرب و عجم کے جلیل القدر اکابر و مشاہیر علماء و فقہاء کی تصدیقات موجود ہیں الصوارم الہندیہ موجود ہے برصغیر ہند کے مشاہیر کرام کی تصدیقات موجود ہیں مگر تعجب ہے کہ دیوبندی تکفیر کو تو برا سمجھتے ہیں توہین کو برا نہیں سمجھتے۔ اگر کوئی توہین و تنقیص نہ کرتا تو کوئی بھی تکفیر نہ کرتا۔ اگر مصنف سیف حقانی تکفیر کو بلاوجہ سمجھتا ہے تو وہ اپنے کسی بھی دیوبندی مکتبہ سے تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان لے کر ہمارے پاس آجائے۔ ہم اس کو مذکورہ بالا عبارتیں نکال کر دکھادیں گے۔

تکفیر مسلم کے حوالہ جات

قارئین کرام یہ جان کر حیران ہوں گے کہ مصنف سیف حقانی نے ص ۱۴ پر تکفیر مسلم کے تحت جو حوالہ جات نقل کئے ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مصنف کو نہ صرف علمائے دیوبند کی ہی تکفیر بری لگتی ہے۔ بلکہ دیوبندیوں کے ساتھ قادیانیوں، وہابیوں، نیچریوں، چکڑالویوں، رافضیوں کی تکفیر کا بھی سخت صدمہ اور ملال ہے۔ لہٰذا اس نے ص ۱۴ پر بعنوانِ "تکفیر مسلم کا مشغلہ" اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف جلیلہ سے سات اور کتاب تجانب اہلسنت سے چار حوالہ جات نقل کئے۔ سیف حقانی سے ہماری معلومات میں اضافہ ہوا اور اب پتا چلا کہ دیوبندی قادیانیوں، وہابیوں، چکڑالویوں، نیچریوں کو بھی مسلمان سمجھتے ہیں۔ اس لئے تو تکفیر مسلم کے ذیل میں ان کو شامل کیا۔

آیئے پہلے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عبارات و حوالہ جات پر بات کرتے ہیں اور پھر تجانب اہلسنّت کے مندرجات کا جائزہ لینگے۔ مصنف سیف حقانی نے اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت فاضل بریلوی قدس سرہ کی کتب سے جو عبارات نقل کی ہیں وہ دو قسم کی ہیں پہلی عبارات وہ ہیں جن میں بد عقیدہ فرقوں پر احکام شریعت لگائے گئے ہیں۔ دوسری عبارات وہ ہیں جن میں نام بنام شرعی احکام بیان ہوئے ہیں۔

پہلی قسم کی عبارات

- ایسے ہی وہابی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی یہ جملہ مرتد ہیں۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ دوم ص ۱۰)
- آج کے وہابی، رافضی، چکڑالوی، نیچری، قادیانی جھوٹے صوفی کہ شریعت پر ہنستے ہیں۔ سب سے بدتر مرتد ہیں۔ (احکام شریعت اوّل ص ۶۱)
- رافضی، تبرائی، وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، قادیانی، چکڑالوی، نیچری ان سب کے ذبیحہ محض نجس و مردار و حرام قطعی۔۔۔ یہ سب مرتدین ہیں۔ (احکام شریعت اوّل ص ۶۸)
- احکام دنیا میں سے بدتر مرتد ہے اور مرتدوں میں سب سے خبیث تر مرتد منافق رافضی، وہابی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی۔۔۔۔ (احکام شریعت حصہ اوّل ص ۶۹ و حصہ دوم ص ۱۴۲)

ثابت ہوا کہ مصنف سیف حقانی کے نزدیک نہ صرف دیوبندیوں کی تکفیر غلط ہے بلکہ قادیانیوں، چکڑالویوں، تبرائی، رافضیوں، وہابیوں، نیچریوں کی تکفیر بھی غلط ہے۔ اور یہ سب مصنف سیف حقانی کے نزدیک صحیح العقیدہ مسلمان صاحب ایمان ہیں۔ مصنف نے اس ضمن میں کوئی وضاحت نہیں کی جس سے یہ معلوم ہوتا کہ اس کے نزدیک صرف دیوبندیوں کی تکفیر غلط ہے باقی فرقوں کی صحیح ہے یا نہیں۔ بلکہ مصنف ان تمام فرقوں کو مسلم کے ذیل میں لایا ہے ہمیں اختصار مانع ہے۔ بات سے بات نکلتی

چلی جارہی ہے اور کتاب بہت طویل ہوتی جاری ہے اس لئے ہم بہت اختصار سے ہر فرقہ کے متعلق ان کے گھر کی شہادتیں پیش کریں گے اور ہر فرقہ کے متعلق علمائے دیوبند کے ایک ایک حوالہ پر قناعت کریں گے۔ تفصیل میں نہیں جائیں گے ورنہ اس سے بھی زیادہ نقل کئے جاسکتے ہیں۔پہلے قادیانیوں کو لیجئے۔

ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری لکھتے ہیں، جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا (قادیانی) صاحب کے عقائدِ کفریہ معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہوگئے تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب (قادیانی) اور مرزائیوں (قادیانیوں) کو کافر مرتد کہنا فرض ہوگیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قادیانی وغیرہ تو وہ خود مرتد ہو جائیں۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ (اشد العذاب، ص ۱۳)

مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہوا:۔

- قادیانی کافر و مرتد ہیں۔
- جو ان کو کافر اور مرتد نہ سمجھے، وہ خود کافر و مرتد ہے۔
- یہ کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا قادیانیوں پر فتویٰ صحیح ہے۔
- مصنف سیف حقانی قادیانیوں سے متعلق اعلیٰ حضرت کے حکم تکفیر کو صحیح نہ مان کر وہ خود بھی مولوی مرتضیٰ حسن چاندپوری کے فتویٰ سے کافر و مرتد ہوا۔ کیونکہ اس نے اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے نقل کرتے وقت یہ وضاحت نہیں کی کہ قادیانیوں کے متعلق اعلیٰ حضرت کا فتویٰ صحیح ہے صرف دیوبندیوں کے متعلق غلط ہے اگر وہ اب ایسا کرے گا تو جو لمبی فہرست مرتدین کی اس نے دی تھی اس میں سے ایک فرقہ کم ہوا۔ باقی رہے وہابی، نیچری، چکڑالوی، رافضی وغیرہ۔ تو آیئے اس کا بھی فیصلہ کریں اور دوسرے نمبر پر وہابیوں کے متعلق اکابر دیوبند کی شہادت پیش کریں۔

صدر مدرسہ دیوبند

مولوی حسین احمد صاحب "مدنی" جس کو مصنف نے ص ۵ پر آدھی درجن القابات سے بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے۔ وہ وہابیوں کے متعلق لکھتے ہیں، شانِ نبوت اور حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرورِ کائنات خیال کرتے ہیں۔ ان کے بڑوں (اکابر وہابیہ) کا مقولہ ہے۔ معاذ اللہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد۔ کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ (الشہاب الثاقب، ص ۴۷)

اس جگہ مولوی حسین احمد صدر دیوبند نے تسلیم کیا ہے کہ وہابیہ شانِ نبوت و حضرت رسالت میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اکابرین وہابیہ کا قول نقل کفر کفر نباشد کہہ کر نقل کیا ہے۔ ثابت ہوا صدر مدرسہ دیوبند کے نزدیک بھی وہابیہ کافر ہیں اور نبی اکرم رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں نہایت گستاخی کے الفاظ استعمال کرنے والے ہیں۔ گستاخی کرنے والوں پر فتویٰ بھی صدر مدرسہ دیوبند ہی کا ملاحظہ ہو۔ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرورِ کائنات علیہ السلام ہوں۔ اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت کی نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (الشہاب الثاقب، ص ۵۷)

جن الفاظ میں ایہام گستاخی و بے ادبی کا ہوتا تھا ان کو بھی باعث ایذا جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر کیا اور آخر میں فرمایا کہ بس ان کلمات کفر کے بکنے والے کو منع کرنا شدید چاہئے۔ اگر مقدور ہو اگر باز نہ آوے تو قتل کرنا چاہئے کہ موذی گستاخ شان جناب کبریا تعالیٰ شانہ اور اس کے رسول امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے۔ (الشہاب الثاقب، ص ۵۰)

مذکورہ حوالہ جات سے ثابت ہوا وہابی نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں نہایت گستاخی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور یہ بات مصنف سیف حقانی کے پر دادا سے ثابت ہو گئی۔ ثابت ہوا اعلیٰ حضرت کا فتویٰ غلط نہیں اور اکابر دیوبند بھی وہابیوں کو ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تحریر فرمایا۔ قادیانیوں اور وہابیوں کا فیصلہ ہو جانے کے بعد آیئے اب نیچریوں پر اکابرِ دیوبند کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔

دیوبندی حکیم الامت

جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں:۔

"ہندوستان میں نیچریت کا بیج سرسید احمد خاں کا بویا ہوا ہے۔"

(الافاضات الیومیہ، جلد ششم ص ۹۸ زیر ملفوظ ص ۱۳۶)

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ سرسید کی وجہ سے بڑی گمراہی پھیلی۔ یہ نیچریت کا زینہ ہے اور جڑ ہے۔ الحاد اور بے دینی کی اس سے پھر شاخیں چلی ہیں یہ قادیانی اس نیچریت کا اوّل شکار ہوا۔ آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ یعنی استاد سرسید احمد خاں سے بھی بازی لے گیا کہ نبوت کا مدعی بن بیٹھا۔ (الافاضات الیومیہ، ج ۵ ص ۱۰۶)

تھانوی صاحب نے بھی صاف صاف بتادیا کہ نیچریت الحاد اور بے دینی ہے اور قادیانی نیچریوں سے نکلے ہیں۔ بتایئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے نیچریت کے متعلق کیا غلط فتویٰ دیا؟ دیوبندی حکیم الامت کے اس فتویٰ سے مصنف سیف حقانی کی فہرست میں ایک کی مزید کمی ہوئی۔ یعنی قادیانیوں وہابیوں اور نیچریوں پر ان کے گھر سے ان کے اکابر کا فتویٰ مل گیا۔ باقی رہے رافضی اور چکڑالوی تو آیئے پہلے رافضی کا فیصلہ دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کرالیں۔

اکابر و مشاہیر علماء و فقہاء نے ان اقوال کو کفر ٹھہرایا۔ حکم ارتداد جاری کیا جو رسالہ مبارکہ "حسام الحرمین" شریف میں مذکور ہے اور بکثرت علمائے کرام کی تصدیقات موجود ہیں اور برصغیر ہند و پاک کے سینکڑوں جلیل القدر اکابرین علماء نے اس کی تصدیق و تائید فرمائی جو کتاب الصوارم الہندیہ میں موجود ہے۔ اعلیٰ حضرت نے تکفیر کے معاملہ میں کمال احتیاط کا مظاہرہ فرمایا۔ کوئی ذاتی رائے یا انفرادی فتویٰ نہ دیا اور پھر تکفیر تو خود علمائے دیوبند آپس میں ایک دوسرے کی خود بھی کرتے ہیں۔ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی ان سب کے گرو گھنٹال ہیں۔ ان کے متعلق ایک فتویٰ ان سب کیلئے کافی ہوگا۔ اس نوع کے متعدد فتاویٰ نقل کئے جاسکتے ہیں۔ مگر ہمیں اختصار مانع ہے چند فتاویٔ کفر ملاحظہ ہوں۔

مفتی دیوبند کا بانی مدرسہ دیوبند پر فتویٰ کفر

اس فتویٰ سے ایک دنیا واقف ہے مولوی محمد عیسیٰ سابق ناظم مکتبہ جماعت اسلامی لودھراں نے مودودی صاحب پر دیوبندی علماء کی فتویٰ بازی سے تنگ آکر بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کی مندرجہ ذیل عبارت لکھ کر مفتی دیوبند سے فتویٰ طلب کیا۔ عبارت اور فتویٰ درج ذیل ہے۔ دروغ صریح بھی کئی طرح کا ہوتا ہے۔ ہر قسم کا حکم یکساں نہیں۔ ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔ بالجملہ کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔

نوٹ یہ عبارت تصفیۃ العقائد، ص ۲۵، ۲۸ مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی پر موجود تھی لیکن مستفتی نے فتویٰ بغیر حوالہ کے طلب کیا تو مدرسہ دیوبند سے مندرجہ ذیل فتویٰ نازل ہوا۔ فتویٰ نمبر ۴۱

انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں۔ ان کو مرتکب معاصی سمجھنا العیاذ باللہ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ نہیں ہے اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریر کا پڑھنا جائز بھی نہیں۔ فقط واللہ اعلم احمد سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔

جواب صحیح ایسے عقیدے والا کافر ہے جب تک تجدید ایمان و تجدید نکاح نہ کرے اس سے قطع تعلق کریں۔

مسعود احمد عفی اللہ عنہ

مہر دارالافتاء فی دیوبند الہند ماخوذ اشتہار مولوی محمد عیسیٰ ناظم مکتبہ جماعت اسلامی لودھراں

(ماہنامہ تجلی دیوبند۔ اپریل ۱۹۵۶ء وسہ روزہ "دعوت" دہلی ۱۷/ جنوری ۱۹۵۶ء و ہفت روزہ لیل و نہار ۱۹/ اپریل ۱۹۷۰ء)

مفتی دیوبند کا مہتمم مدرسہ دیوبند پر فتوی

ایک اور ستم گرنے چند اقتباسات دارالافتاء دیوبند روانہ کر کے شرعی فیصلہ طلب کیا پہلے استفتاء ملاحظہ فرمایئے۔

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں اگر کوئی عالم دین "فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا" کی تشریح اور اس سے درج ذیل نتائج اخذ کرتے ہوئے اس طرح لکھے اقتباس:۔

- یہ دعوے تخیل یا وجدان محض کی حد سے گزر کر ایک شرعی دعویٰ کی حیثیت میں آجاتا ہے کہ مریم عذرا کے سامنے جس شبیہ مبارک اور بشر سویٰ نے نمایاں ہو کر پھونک ماردی وہ شبیہ محمدی تھی۔ اس ثابت شدہ دعویٰ سے بین طریق پر خود بخود کھل جاتا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس شبیہ مبارک کے سامنے بمنزلہ زوجہ کے تھیں جبکہ اس تصرف سے حاملہ ہوئیں۔
- پس حضرت مسیح کی ابنیت کے دعویدار ایک حد تک ہم بھی ہیں۔ مگر ابن اللہ مان کر نہیں بلکہ ابن احمد کہہ کر خواہ وہ ابنیت تمثالی ہی ہو۔
- حضور بنی اسمٰعیل میں پیدا ہو کر کل انبیاء کے خاتم قرار پائے اور عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں پیدا ہو کر اسرائیلی انبیاء کے خاتم کئے گئے جس سے ختمِ نبوت کے منصب میں ایک گونہ مشابہت پیدا ہو گئی الولد سر لابیہ۔
- بہر حال اگر خاتمیت میں حضرت مسیح کو حضور سے کامل مناسبت دی گئی تھی تو اخلاقِ خاتمیت اور مقاماتِ خاتمیت میں بھی مخصوص مشابہت و مناسبت دی گئی۔ جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسوی کی بارگاہِ محمدی سے خلقاً وخلقاً ورتباً و مقاماً ایسی ہی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں میں یا باپ و بیٹوں میں ہونی چاہئے۔ براہِ کرم مندرجہ بالا اقتباسات کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اس کی صحت و عدمِ صحت کو ظاہر کر کے بتائیں کہ ایسا شرعی دعویٰ کرنے والا اہلسنّت والجماعت کے نزدیک کیا ہے؟ المستفتی

(بحوالہ "ایشیا" ۹/ جنوری ۶۳ء۔ دعوت دہلی ۲۲/ دسمبر ۶۲)

استفتاء آپ نے پڑھا اب اس سلسلہ میں مفتی دارالعلوم دیوبند فی الہند کے فتویٰ کا مطالعہ کیجئے۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے پاس ایک استفتاء آیا۔ سوال وجواب دونوں ملاحظہ ہوں۔

سوال۔ رافضی تبرائی کے جنازہ کی نماز جو کہ اصحاب ثلٰثہ کی شان میں کلمات بے ادبی کہتا ہے پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

جواب۔ ایسے رافضی کو اکثر علماء کافر فرماتے ہیں لہٰذا اس کی صلوٰۃ جنازہ پڑھنی نہ چاہئے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۵۴۱)

لیجئے صاحب رافضی کا فیصلہ بھی اکابر دیوبند کے مرشد اعظم مولوی رشید گنگوہی صاحب سے ہوگیا۔ انہوں نے "اکثر علماء کافر فرماتے ہیں" کہہ کر نمازِ جنازہ سے روک کر فتویٰ تکفیر کی تائید کردی۔ مصنف سیف حقانی اپنی کتاب کا صفحہ ۱۵ بغور ملاحظہ کرے۔ احکامِ شریعت اوّل ص ۶۸ کے حوالہ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے بھی رافضی تبرائی پر فتویٰ دیا ہے۔ اور فاضل بریلوی کے فتاویٰ کی تائید خود دیوبندی قطب عالم سے ثابت ہوگئی۔ لہٰذا مصنف کی پیش کردہ فہرست میں ایک اور کم ہوا باقی رہے چکڑالوی اور دیوبندی تو پہلے چکڑالوی کو لیجئے۔

چکڑالوی ذخیرہ احادیث کو ناقابل اعتبار قرار دیتے ہیں احادیثِ مبارکہ کے منکر ہیں اس وقت اختصار ملحوظ ہے۔ صرف مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی کو دیوبندی فرقہ اپنا مفتی اعظم پاکستان تسلیم کرتا ہے۔ مشہور منکر حدیث مسٹر پرویز کو ان کا ایک پمفلٹ موصول ہوا جس کا جواب دیتے ہوئے پرویز مفتی محمد شفیع کو لکھتا ہے۔ (۲۵ بی گلبرگ لاہور ۲۰/ فروری)

محترمی مفتی صاحب السلام علیکم۔۔۔۔

مجھے ایک پمفلٹ موصول ہوا ہے جس کا عنوان ہے علمائے اُمت کا متفقہ فتویٰ پرویز کافر ہے۔ اس پمفلٹ کے تمہیدی بیان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ آپ کا تحریر فرمودہ ہے۔ (کتابچہ کافر گری از بزم طلوع اسلام، ص ۲۹)

صدر دیوبند مولوی حسین احمد مدنی مودودی کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں، وہ (جماعتِ اسلامی) چکڑالوی کی طرح ذخیرہ احادیث دین متین کو (معاذ اللہ) ناقابلِ اعتبار قرار دیتی ہے۔ (مودودی صاحب اکابر امت کی نظر میں، ص ۱۴۱)

ثابت ہوا کہ چکڑالوی احادیث کے منکر ہیں تو بتائیے اس پر فتویٰ کفر کس طرح قابلِ اعتراض ہو سکتا ہے؟ اس کے بعد اب صرف دیوبندی فرقہ رہ گیا جس پر اعلیٰ حضرت نے حکمِ تکفیر جاری فرمایا۔ یہ بات پوری دنیا پر واضح ہے اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت مجدد دین وملت فاضل بریلوی قدس سرہ نے بار بار علمائے دیوبند کو ان کے اقوالِ کفریہ پر مطلع فرمایا توبہ و رجوع کی تلقین فرمائی لیکن انہوں نے نہ توبہ کی نہ رجوع کیا نہ جواب دیا۔ تو پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنی طرف سے کوئی انفرادی فتویٰ نہیں دیا بلکہ ان کے اقوالِ کفریہ کو علمائے عرب وعجم کے سامنے پیش کیا۔ مدینہ منورہ ومکہ مکرمہ کے جلیل القدر

تجانب اہلسنّت

مصنف سیف حقانی نے ص ۱۷۱، ۱۸ پر تجانب اہلسنت سے چند فتاویٰ نقل کئے ہیں اوّل تو یاد رکھنا چاہئے کہ تجانب اہلسنت نہ تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے نہ اعلیٰ حضرت کے شہزادگان خلفاء وتلامذہ میں سے کسی نے اس کی تائید فرمائی نہ یہ کہ مرکز اہلسنت بریلوی شریف سے شائع ہوئی نہ پوری دنیائے اہلسنت واکابر اہلسنت کا اس کتاب سے متفق ہونا ضروری ہے۔

دوم جن سیاسی لیڈروں پر اس کتاب میں فتاویٰ ہیں ان پر مختلف ادوار گزرے ہیں۔ بعض پر حسب حال فتاویٰ ہیں۔ بعض پر ان کے سابقہ عقائد و نظریات کی بنا پر ہیں اور لیڈروں کی فہرست میں متعدد ایسے افراد ہیں جن پر خود اکابر دیوبند کے بھی فتاویٰ ہیں۔ اور کئی حضرات اس فہرست میں ایسے ہیں جن کے خود آپس میں ایک دوسرے پر فتاویٰ ہیں۔ ان امور کو مدِ نظر رکھ کر مصنف کے نقل کردہ حوالوں کا تجزیہ کیا جائے تو اہلسنت و تجانب اہلسنت پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔

پہلا فتویٰ

یوں نقل کیا گیا ہے "بحکم شریعت جینا اپنے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر قطعامرتد اور خارج از اسلام ہے"۔

(تجانب اہلسنت، ص ۱۲۲)

جواب۔ اس عبارت میں لفظ جینا استعمال ہوا ہے اگر بالفرض اس سے بانی پاکستان محمد علی جناح ہی مراد ہوں تو بھی اس میں یہ گنجائش ہے ممکن ہے یہ فتویٰ اس وقت کا ہو جب بانی پاکستان ہندو کانگریس میں تھے۔ پھر سائل نے یہ نہیں بتایا کہ کتاب مذکور میں مستفتی (سائل) نے آپ کے کیا عقائد ظاہر کر کے فتویٰ لیا بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ سائل کسی کے عقائد کچھ اور بتا کر فتویٰ لیتا ہے تو وہ فتویٰ ان الفاظ وعقائد پر دیا جاتا ہے خواہ وہ غلط منسوب کئے گئے ہوں اور پھر بانی پاکستان محمد علی جناح پر تو خود اکابر علماء دیوبند نے بھی فتویٰ کفر دیا ہے۔ نہ صرف فتویٔ کفر بلکہ آپ کو کافر اعظم قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

نئی دہلی ۷ /۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء مولانا حسین احمد صاحب (صدر مدرسہ دیوبند و صدر جمعیت العلماء ہند) نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیتے اور قائداعظم کو کافر اعظم کا لقب دیتے ہوئے حال ہی میں فتویٰ دیا تھا۔ (مجموعہ خطبات عثانی مکالمۃ الصدرین، ص ۴۸۔ از مولوی شبیر احمد عثانی دیوبندی)

یہ ہیں وہ مولوی حسین احمد صاحب جس کو مصنف نے سیف حقانی ص ۵ پر حضرت شیخ العرب والعجم و شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسے القاب وآداب ودعائیہ کلمات سے یاد کیا ہے حالانکہ اس دیوبندی مصنف کو قائداعظم سے رتی بھر بھی عقیدت و محبت ہوتی تو وہ قائداعظم کو کافر قرار دینے والے کانگریسی ملاں کو شیخ العرب والعجم اور شیخ الاسلام قرار نہ دیتا۔ تعجب ہے کہ مصنف کو تجانب اہلسنت تو نظر آگئی لیکن مکالمۃ الصدرین نظر نہ آیا۔

الجواب۔ جو اقتباسات سوال میں نقل کئے ہیں اس کا قائل قرآن عزیز کی آیات میں تحریف کر رہا ہے۔ بلکہ درپردہ قرآنی آیات کی تکذیب اور ان کا انکار کر رہا ہے۔ جملہ مفسرین نے تفاسیر میں تصریح کی کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو مریم علیہ السلام کی طرف بھیجے گئے تھے وہ شبیہ محمدی نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے کبھی یہ نہ سمجھا کہ بلکہ ان مثل "عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون کلمۃ السقاھا الیٰ مریم و روح منہ ربک لاھب لک غلاما زکیا قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ آیۃ اللناس الیٰ آخر الایات ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کے قائل تھے اور اس پر اجماع اُمت ہے کہ وہ فرشتہ تھا۔ جو حضرت مریم کو خوشخبری سنانے آیا تھا۔ شخص مذکورہ ملحد و بے دین ہے عیسائیت و قادیانیت کی روح اس کے جسم میں سرائیت کئے ہوئے ہے وہ اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدے عیسیٰ ابن اللہ کو صحیح ثابت کرنا چاہتا ہے جس کی تردید علیٰ روس الاشہاد قرآن عزیز نے کی ہے۔ نیز "لا نظرونی کما اطرت انصاری عیسیٰ بن مریم الحدیث" بانگ دہل شخص مذکور کی تردید کرتی ہے الحاصل یہ اقتباسات قرآن وحدیث اور جملہ مفسرین اور اجماع امت کے خلاف ہیں۔ مسلمانوں کو ہرگز اس طرف کان نہ لگانا چاہئے بلکہ ایسے عقیدے والے کا بائیکاٹ کرنا چاہئے جب تک توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دستخط سید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند

ایضاً جس شخص کے مفتی دارالعلوم دیوبند فی الہند نے مذکورہ بالا فتویٰ جاری کیا ہے۔ آپ اس کا نام جاننے کیلئے یقیناً بے چین ہوں گے تو سنئے یہ فتویٰ قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے خلاف جاری ہوا ہے اور جن اقتباسات پر کفر کا فتویٰ جاری ہوا وہ طیب صاحب کی کتاب "اسلام اور مغربی تہذیب" سے ماخوذ تھے۔ (ہفت روزہ "لیل و نہار" کراچی ص ۶۲۔ ۱۹/اپریل ۱۹۷۰ء)

(بحوالہ "مدینہ" بجنور ۲۸/جنوری ۱۹۶۳ء)

اسی طرح جعلی سوادِ اعظم کے سیکریٹری جنرل غلام راولپنڈی کے استاد کی تفسیر بلغۃ الحیران پر مفتی مہدی حسن دیوبندی مفتی محمد شفیع دیوبندی مفتی کفایت اللہ دہلوی وغیرہ کے فتاویٰ سے ہر شخص واقف ہے اور یہ فتاویٰ اشتہار کی صورت میں خود دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے بار بار چھپ کر تقسیم ہو چکا ہے۔ ہماری اس مذکورہ بالا تحقیق سے ثابت ہوگیا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تکفیر مسلم کا الزام لگانے والے خود بھی بے دریغ تکفیر کرتے ہیں اور جن فرقوں قادیانی، وہابی، نیچری، چکڑالوی، رافضی، دیوبندی کی تکفیر پر امام اہلسنت کے خلاف زہر اُگلا جاتا ہے۔ دیوبندی خود بھی ان فرقوں کی تکفیر کرتے ہیں اور خود آپس میں بھی ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں۔ ان حقائق کو کون جھٹلا سکتا ہے اور ان حوالوں کا کس دیوبندی کے پاس کیا جواب ہے؟

وقار انبالوی کی شہادت

"نوائے وقت کے کالم نگار اور شاعر وقار انبالوی صاحب لکھتے ہیں، علمائے دیوبند کی اکثریت بلکہ غالب اکثریت حضرت قائداعظم سے سوئے ظن رکھتی تھی۔ علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے ہم خیال (چند) علماء کے سوا سبھی مخالفت کا اظہار کرتے تھے۔ سبھی مسلم لیگ اور قائداعظم کا نام لیکر ایسی جلی کٹی سناتے تھے جو کسی غیر مسلم کے منہ بھی زیب نہ دیتی۔ مثال کے طور پر قائداعظم کو انہی (دیوبندی) بزرگوں نے کافرِاعظم کہا۔" الخ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۹/ جنوری ۱۹۷۹ء)

دوسرا فتویٰ

مصنف نے تجانب اہلسنت سے دوسرا فتویٰ یہ نقل کیا ہے۔ "ان صلح کل لیڈروں میں اعظم گڑھ سے مولوی شبلی اور الطاف حسین حالی اور زمانۂ حال کے مشہور شاعر ڈاکٹر اقبال بہت نمایاں ہستی رکھتے تھے ان کی صلح کلیت اپنی حد سے گزر کر شدید نیچریت اور دہریت تک پہنچی ہوئی تھی۔ (تجانب اہلسنت، ص ۲۸۹)

اس فتویٰ میں کفر ارتداد کا لفظ نہیں نیچریت اور دہریت کا ذکر ہے بہرحال مصنف نے اس میں اعظم گڑھ کے شبلی، الطاف حسین حالی اور ڈاکٹر اقبال صاحب کا نام لیا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں دیوبندی خود ان حضرات کو کیسا سمجھتے ہیں پہلے شبلی نعمانی صاحب کو لیجئے ان کے متعلق دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی سنئے وہ شبلی نعمانی اعظم گڑھی کے عقائد گنواتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ارسطو کا اصل مذہب یہ ہے کہ عالم (خداوند تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا نہیں) قدیم ہے۔ (کتاب الکلام، ص ۳)

ہم کو اس سے انکار نہیں کہ عالم اجزاذی مقراطیسی سے بنا ہوا ہے اور ہم کو یہ بھی تسلیم ہے کہ عالم قدیم ہے جیسا کہ خود مسلمانوں کا ایک فرقہ معتزلہ اور حکمائے اسلام یعنی فارابی ابن سینا اور ابن رشد کی رائے ہے۔ (کتاب الکلام ص ۵۴۔ از شبلی نعمانی اعظم گڑھی مصنف سیرت نبوی) یہ نعمانی (شبلی اعظم گڑھی) بھی سرسید احمد خاں کے قدم بقدم ہی میں سیرتِ نبوی لکھی ہے جس پر آج کل نیچری فریفتہ ہیں۔ (الافاضات الیومیہ جلد پنجم ص ۱۵۲۔ از مولوی اشرف علی تھانوی)

نوٹ۔ مصنف بتائے مذکورہ بالا عقائد کیا اسلامی عقائد ہیں۔ نیز مصنف سیف حقانی مذکورہ حوالہ میں آنکھیں کھول کر "نیچری فریفتہ ہیں" کا لفظ دیکھ سکتا ہے کہ تھانوی صاحب نے شبلی نعمانی اعظم گڑھی کو سرسید احمد خاں کے قدم بہ قدم قرار دیا ہے اور سرسید احمد خاں کو تھانوی صاحب نے الافاضات الیومیہ ج ۵ ص ۱۰۶ زیر ملفوظ ۱۸۱ گمراہ گر اور نیچری قرار دیا ہے۔

بتایئے تجانب اہلسنت میں کیا غلط لکھا گیا؟

ڈاکٹر اقبال

درد تو مصنف کو اپنا ہے۔ اپنے اکابر کا ہے لیکن وہ دوسرے حضرات کو خواہ مخواہ درمیان میں لا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں مصنف نے اقبال صاحب کا نام بھی لیا ہے تو اس کے متعلق یہ ہے کہ ابتداءً اقبال صاحب سے (چونکہ وہ عالمِ دین نہیں تھے) کچھ ایسے اشعار واقع ہوئے جو شرعی لحاظ سے قابل مواخذہ تھے۔ مثلاً

تیرے شیشے میں مے باقی نہیں ہے — بتا کیا تو میرا ساقی نہیں
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم — بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے
چپ رہ نہ سکا حضرت یزداں میں بھی اقبال — کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا منہ بند

ممکن ہے تجانب والوں نے اس قسم کی باتوں پر کچھ کہا ہو۔ اگر اللہ واحد قہار کی عظمت شانِ رزاقی کی پاسداری میں ایسا کیا تو اس کیلئے تو خود ڈاکٹر صاحب نے بھی اجازت دی تھی کہ

کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا منہ بند

اور پھر جناب ڈاکٹر صاحب حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا بھی مانتے تھے بتایئے مصنف سیف حقانی کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مشکل کشا ماننے والا مسلمان ہے؟ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:۔

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز — از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمین — آں امام اوّلین و آخریں
بانوے آں تاجدار ھل آتے — مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا
مادر آں مرکز پرکار عشق — مادر آں قافلہ سالار عشق

بتایئے ڈاکٹر اقبال حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا مان کر مسلمان رہے یا نہیں؟ مصنف سیف حقانی سے تو اُمید نہیں کہ وہ اس موقع پر اپنا مذہب بیان کرے البتہ ہم ان کے اکابر کے فتاویٰ سنائے دیتے ہیں سنئے مولوی غلام خاں دیوبندی لکھتا ہے، کوئی کسی کیلئے حاجت روا اور مشکل کشا کس طرح ہو سکتا ہے ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں۔ ان کا کوئی نکاح نہیں۔ ایسے عقائد پر مطلع ہو کہ جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔ (جواہر القرآن، ص ۱۴۷۔ از مولوی غلام خاں دیوبندی)

تقویۃ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ، بہشتی زیور میں بھی مشکل کشا ماننے پر کفر و شرک کے فتاویٰ دیئے گئے ہیں ہمیں اختصار ملحوظ ہے ورنہ سب نقل کرتے۔ مذکورہ علمائے دیوبند کے فتاویٰ کے مطابق غیر خدا کو مشکل کشا ماننے والے کافر و مشرک ہیں اور جناب ڈاکٹر اقبال صاحب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا مان رہے ہیں۔ تو ان کے یہ فتاویٰ ڈاکٹر صاحب پر بھی پڑے اور ان کے ناپاک فتاویٰ کی رو سے وہ مشرک و کافر قرار پائے پھر "تجانب اہلسنت" کے مرتب پر کس منہ سے الزام لگا رہے ہیں؟

تیسرا فتویٰ

مصنف نے وہابیہ، دیوبندیہ، قادیانیہ ورافضی ونیاچر اووہابیہ غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ وغیرہ پر تجانب اہلسنت ص ۴۵۲ سے ثابت کیا ہے اور ان سب فرقوں پر ہم ابھی تھوڑا پہلے اکابر دیوبند کے فتاویٰ کفر بھی ثابت کر چکے ہیں۔ مصنف خواہ مخواہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔ حالانکہ اکابر اہلسنت نے جن فرقوں پر ان کے بدو باطل عقائد کی بنا پر تکفیر کا حکم شرعی واضح کیا ان سب فرقوں کو خود اکابر دیوبند بھی کافر قرار دے چکے ہیں جیسا کہ ابھی اسی باب میں بحوالہ کتب گذرا ہے۔

چوتھا فتویٰ

مصنف نے تجانب اہلسنت سے یہ نقل کیا ہے کہ عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر النجم صدر مدرسہ دیوبند حسین احمد اجودھیاباشی، شبیر احمد دیوبندی، عطاء اللہ بخاری، حبیب الرحمٰن لدھیانوی، احمد سعید دہلوی، ابوالکلام آزاد، کفایت اللہ شاہجہانپوری وغیرہ کے خلاف فتویٰ دیا۔ ہم مانتے ہیں یہ صحیح ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ ان کے خلاف فتویٰ کیوں دیا گیا۔ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان وغیرہ کتب کی گستاخانہ عبارات سب کے سامنے ہیں۔ ان عبارات کے قائل کو علماء عرب وعجم نے کافرومرتد قرار دیا اور برصغیر ہندوپاک کے ہر صوبہ ہر ضلع ہر ریاست کے اکابر علماء ومشائخ نے مذکورہ بالا کتب کے مصنفین پر تکفیر کا حکم شرعی واضح کیا۔ اور ایسا جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر تو مذکورہ بالا حضرات اکابر دیوبند اپنے اکابر کی ان کفریہ عبارات کی تاویل کرتے رہے ہیں۔ کفر کو اسلام ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہتے ہیں۔ لہٰذا وہ حکم شرعی کی زد میں آئے۔ مثلاً مولوی حسین احمد نے الشہاب الثاقب میں کفریات کو اسلام ثابت کرنے کیلئے پورا زورِ قلم صرف کیا۔ کفایت اللہ صاحب نے المہند مصنفہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کی تصدیق و تائید کی اور حصہ دار بنے۔ کاکوروی ایڈیٹر النجم خود مناظرے کرتے رہے اور باقی لوگ ان کے متبعین ہیں اور پھر مذکورہ اکابر دیوبند نے تو خود بھی آپس میں ایک دوسرے پر دلیرانہ فتوے لگائے ہیں۔

مفتی کفایت اللہ دہلوی نے ۱۳۳۲ھ میں مولوی شبلی نعمانی کے دور میں ایک فتویٰ تحفہ ہندیہ پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا جس میں لکھا ہے "علامہ (شبلی اعظم گڑھی) اہلسنت والجماعت سے خارج اور معتزلہ اور ملاحدہ (بے دینوں) کے ہمنوا بلکہ چودھویں صدی میں ان کی یادگار ہیں۔" (بحوالہ تواریخ مجددین حزب وہابیہ، ص ۲۳)

مولوی انور کاشمیری دیوبندی لکھتے ہیں "و انما الوحی علی عین الناس از لیس من الدین ان بغمیض عن کافر" یعنی میں شبلی نعمانی (اعظم گڑھی) کی یہ بد عقیدگی اور بد مذہبی لوگوں پر اس لئے ظاہر کرتا ہوں کہ دینِ اسلام میں کافر کے کفر کو چھپانا جائز نہیں ہے۔ (مقدمہ مشکلات القرآن، ص ۳۲)

لیجئے صاحب مولوی انور کاشمیری شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند نے تو بد عقیدہ بد مذہب اور کافر تک قرار دے دیا۔ اگر صاحب تجانب اہلسنت نے صلح کل اور نیچری کہہ دیا تو کون سا جرم ہو گیا کاش کہ مصنف اپنے اکابر کی کتب سے واقفیت رکھتا تو یوں چیخ و پکار نہ کرتا۔

الطاف حسین حالی

مصنف نے حالی کو بھی گھسیٹا ہے اور کہا کہ تجانب میں ان کو صلح کل اور نیچری وغیرہ کہا ہے۔ مصنف کو تجانب اہلسنت کی فکر پڑی ہے لیکن یہ نہیں دیکھا کہ جناب حالی نے کس بے دردی سے مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دیا تھا ملاحظہ ہو۔ حالی صاحب لکھتے ہیں۔

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں — اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں — شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

بتایا جائے کہ نبی کو خدا بنانا اور اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھانا کفر و شرک ہے یا نہیں؟ حالی صاحب مسلمانانِ اہل سنت پر نبی کو خدا بنانے اور اماموں کو نبی سے بڑھانے کا الزام لگا کر ان کو کافر و مشرک بنا رہے ہیں۔ کوئی بھی سنّی مسلمان نہ نبی کو خدا بناتا ہے۔ نہ اماموں کو نبیوں سے بڑھاتا ہے۔ بتایئے یہ کفر واپس پلٹا یا نہیں؟ حدیث شریف صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۹۰۱ صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۵۷ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "ایما امری قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما ان کان کما قال والا رجعت الیہ" یعنی جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں ایک پر یہ ضرور بلا پڑے اگر جسے کہا وہ سچ کافر ہے جب تو خیر ورنہ یہ لفظ اسی کہنے والے پر پلٹ آئیگا بتایئے حالی نے مسلمانانِ اہلسنت پر نبی کو خدا بنانے اور اماموں کو نبی سے بڑھانے کا الزام لگایا بلکہ دوسرے لفظوں میں اماموں کو نبی اور خدا سے بڑھانے کا الزام لگا کر کافر قرار دیا یا نہ اور بتایئے یہ کفر پلٹا یا نہ؟

مولوی عبد الشکور کاکوروی ایڈیٹر النجم

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا کی تاویل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ جس چیز کو ہم مانتے ہیں اس کو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات والا میں صفت علمِ غیب ہم نہیں مانتے اور جو مانے اس کو منع کرتے ہیں۔ لہٰذا علم غیب کی کسی شق کو رذیل چیز میں بیان کرنا ہرگز توہین نہیں ہوسکتی۔ (مباحثہ مونگیر کی دیوبندی روئیداد نصرت آسمانی، ص ۲۷)

مولوی عبد الشکور کاکوروی یہ کہہ رہے ہیں ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علمِ غیب نہیں مانتے لہٰذا اس لئے تھانوی صاحب نے جانوروں پاگلوں سے تشبیہ دی ہے۔ توہین اس وقت ہوتی جب ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب مانتے اور پھر کسی رذیل چیز سے تشبیہ دیتے۔ آیئے اب مولوی مرتضیٰ احسن دربھنگی چاندپوری کی پوچھتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں۔ وہ تھانوی صاحب کی عبارت کی تاویل کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے علم غیب کا اقرار کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ " عبارت حفظ الایمان کی شرح توضیح البیان کے ص ۱۳ پر ہے۔ بیان بالاسے یہ ثابت ہوگیا کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو علم غیب حاصل ہے۔ نہ اس میں گفتگو ہے نہ یہاں ہوسکتی ہے۔ اسی رسالہ کے صفحہ پر ہے۔ حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب باعطائے الٰہی حاصل ہے۔ " گویا مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے نزدیک حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل ہے۔ لہٰذا یہ مولوی عبد الشکور کاکوروی ایڈیٹر النجم کے اصول کے مطابق رذیل چیز سے تشبیہ کے باعث توہین ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین بالاتفاق کفر ہے۔ لہٰذا ایڈیٹر النجم کاکوروی صاحب کے اس اصول سے تھانوی صاحب اور دربھنگی صاحب ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند کافر ہوئے۔ یہی کچھ صدر مدرس دیوبند مولوی حسین احمد عبارت حفظ الایمان کی تاویل میں لکھتے ہیں۔ " غرض کہ لفظ عالم الغیب کے معنی میں دو شقیں فرمائی ہیں۔ ایک شق کو سب میں موجود مانتے ہیں۔ یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ جو علم غیب رسول علیہ السلام کو حاصل تھا۔ وہ سب میں موجود ہے بلکہ اس معنی کو سب میں موجود مانتے ہیں "۔ (الشہاب الثاقب، ص ۱۱۴) صدر دیوبند بھی "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب حاصل تھا" مان رہے ہیں اور یہ ایڈیٹر النجم مولوی عبد الشکور کاکوروی کے اصول سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے اور توہین کفر ہے تو کاکوروی صاحب کے فتویٰ سے صدر دیوبند بھی کافر ہوئے۔ اگر مصنف سیف حقانی صدر مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد اور ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند مولوی مرتضیٰ حسن چاندپوری کو کافر نہیں مانتا اور مولوی کاکوروی کی تکفیر کو غلط سمجھتا ہے تو پھر یہ کفر مولوی عبد الشکور کاکوروی کی طرف پلٹا اور وہ صدر دیوبند اور ناظم تعلیمات دیوبند کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کا مرتکب قرار دے کر کافر بنانے کے باعث خود کافر ہوئے۔

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا　　جو کچھ کیا تم نے کیا بے خطا ہوں میں

مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی

دیوبندی کہتے ہیں، دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کئے جن میں ہم کو ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ (مکالمۃ الصدرین، ص ۴۳)

لیجئے صاحب آپ تو مصنف تجانب اہلسنت کے فتویٔ تکفیر کی شکایت کر رہے ہیں وہ تو غیر تھے لیکن جناب مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی تو خود اقرار کر رہے ہیں کہ آپ کے مدرسہ دیوبند کے طلباء و اساتذہ نے ان کو ابوجہل تک قرار دیا۔

الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

آیئے اب عطاء اللہ بخاری صاحب کے کرتوت ملاحظہ کیجئے۔

مولوی عطاء اللّٰہ بخاری

احرار کی شریعت کے امیر مولانا عطاء اللہ بخاری نے امروہہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جو لوگ مسلم لیگ کو (پاکستان کیلئے) ووٹ دیں گے وہ سور ہیں اور سور کھانے والے ہیں۔ (چمنستان ص ۱۶۵۔ از مولوی ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار لاہور)

بتایئے مسلمانوں کو سور اور سور کھانے والا قرار دینا فتویٔ کفر سے کم ہے؟

ماہنامہ تجلی دیوبند اپریل ۱۹۵۷ء ص ۳۰ پر مولوی عامر عثمانی فاضل دیوبند رقمطراز ہیں کہ کسی صاحب نے (احراری لیڈر عطاء اللہ بخاری) کا ایک شعر۔

زکاف کعبہ تا کاف کراچی
سراسر کُفر و کفر دُونَ کفر

لکھ کر (بغیر نام بتائے) مولوی احمد علی صاحب لاہوری سے پوچھا یہ شعر کیسا ہے اس کے لکھنے والے کے بارے میں کیا رائے ہے؟ مولوی احمد علی صاحب نے جواب دیا یہ شعر نہایت ذلیل و خبیث ہے۔ اس کا لکھنے والا بصیرت سے محروم نااہل مودودی کا بھائی ہے۔ بدقسمت بے بصیرت بالکل جھوٹا مرزا غلام احمد کی طرح تاویلیں کرنے والا کفرانِ نعمت والا ہے۔ غیر سچا مسلمان ہے۔ (تجلی دیوبند مطابق اپریل ۱۹۵۷ء۔ ص ۳۰)

مودودی کا بھائی اور مرزا قادیانی کی طرح تاویلیں کرنے والا کہہ کر جناب عطاء اللہ صاحب بخاری کو کھلم کھلا کافر خود قرار دے رہے ہیں۔ لیکن الزام علمائے اہلسنت پر ہے کہ یہ تکفیر کرتے ہیں۔

"صدر دیوبند مولوی حسین احمد کانگریسی صدر جمیت العلماء ہند نے قائد اعظم کو کافر اعظم قرار دیا اور مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا۔" (مجموعہ خطبات و مکالمۃ الصدرین، ص ۴۸)

اگر مولوی حسین احمد صدر دیوبند کا فتویٰ صحیح ہے تو مصنف سیف حقانی واشگاف الفاظ میں اعلان کرے اور اگر صدر دیوبند مولوی حسین احمد کا یہ فتویٰ غلط ہے تو پھر یہ کفر بھی صدر دیوبند کی طرف پلٹا جیسا کہ ابھی حدیث شریف کے حوالہ سے گذرا۔

مولوی حسین احمد صاحب صدر مدرسہ دیوبند حفظ الایمان کی عبارت کی تاویل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ حضرت مولانا تھانوی عبارت میں ایسا فرمارہے ہیں تحریر ہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرمارہے اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذاللہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو اور چیزوں کے برابر کردیا۔۔۔ اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔ (الشہاب الثاقب، ص ۱۰۲)

ثابت ہوا کہ مولوی حسین احمد صدر دیوبند کے نزدیک حفظ الایمان میں لفظ ایسا تشبیہ کیلئے ہے۔ اب تشبیہ قرار دینے پر مشہور دیوبندی سلطان المناظرین مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان کی سنئے وہ کہتے ہیں۔ "حفظ الایمان کی عبارت میں بھی ایسا تشبیہ کیلئے نہیں ہے۔ بلکہ وہ یہاں بدون تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہے۔ (فتح بریلی کا دلکش نظارہ، ص ۳۲)

حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی ایسا تشبیہ کیلئے نہیں ہے۔ (ص ۳۴) اگر بالفرض اس عبارت کا وہ مطلب ہو جو مولوی سردار احمد صاحب بیان کررہے ہیں۔ جب تو ہمارے نزدیک بھی کفر ہے۔ (فتح بریلی کا دلکش نظارہ، ص ۳۵)

گویا مولوی منظور صاحب کے نزدیک لفظ ایسا بطورِ تشبیہ کہنا کفر ہے۔ اور صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب الشہاب الثاقب، ص ۱۰۲ پر تسلیم کررہے ہیں کہ لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے تو صدر دیوبند مولوی منظور صاحب کے فتوے سے کافر ہوئے۔

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا تم نے کیا بے خطا ہوں میں

باقی رہے مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی، کفایت اللہ صاحب اور ابو الکلام آزاد تو پہلے عثمانی صاحب کو لیجئے۔

مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی

میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی اس قدر جوش میں آئے کہ دانت پیستے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ دس ہزار جینا (محمد علی جناح) اور شوکت اور ظفر (مولوی ظفر علی خاں) جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جا سکتے ہیں۔ (چمنستان، ص ۱۶۵۔ از مولوی ظفر علی خاں)

ثابت ہوا جن حضرات کو نہرو جیسے پلید کافر و مشرک کی جوتی کی نوک پر قربان کیا جا رہا ہے ان کے نزدیک وہ یقیناً نہرو جیسے کافر و مشرک سے کئی گنا بڑے کافر و مشرک ہوں گے۔

اب مصنف سیف حقانی بتائیے کہ مولوی حبیب الرحمٰن کا یہ قول صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو صاف بتائیے ورنہ اتنا بتائیے بانی پاکستان محمد علی جناح جیسے حضرات کو نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کرنے والا خود کون ہوا؟ ان کے بعد اب ابو الکلام آزاد کو دیکھئے۔

خود لکھتے ہیں، میں خود سر سید احمد خاں کا نہ صرف مقلد اعمیٰ (اندھا پیروی کرنے والا) تھا۔ بلکہ تقلید کے نام سے پرستش کرتا تھا۔

- بتایئے غیر خدا کی پرستش کرنے والے کو کیا کہا جائے گا؟
- پھر یہ دیکھے کہ پرستش کس کی کی جارہی ہے۔ اس کی جس کو شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی انور کاشمیری نے بے دین و ملحد جاہل و گمراہ قرار دیا۔ (مشکلات القرآن، ص ۳۲۰)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے نیچری قرار دیا۔ (الافاضات الیومیہ، جلد ۵ صفحہ ۱۰۶) ایسے شخص کا اندھا مقلد اور پرستش کرنے والا کون ہو گا۔ جو جواب تمہارا وہ ہمارا۔

باقی رہے مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولوی احمد سعید صاحب دہلوی جن پر مصنف سیف حقانی کو تجاہب اہل سنت کے فتوے کی شکایت ہے تو مصنف کو چاہیئے وہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کی "المہند" کا مطالعہ کرے جس میں ان حضرات نے تحذیر الناس، حفظ الایمان، براہین قاطعہ کی توہین آمیز گستاخانہ کفریہ عبارات کی رکیک و ذلیل و مذموم تاویلات کی تصدیقات کی ہیں جن کو عرب و عجم اور برصغیر ہندوپاک کے جلیل القدر اکابر علماء و فقہاء نے کفر قرار دیا نیز مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولوی حسین احمد اجودھیاباشی نے قائداعظم کو کافرِ اعظم قرار دیا۔ (مجموعہ خطبہ عثمانی و کمالہ الصدرین، ص ۴۸)

یہ عجیب اور ناقابلِ فہم بات ہے کہ اکابر دیوبند تو جس کو چاہیں کافر و مشرک قرار دیں اور کافر اعظم بنا ڈالیں لیکن خود یہ علماءِ حق کی منکرین ضروریات دین کے خلاف حق تکفیر کے خلاف واویلا کرتے اور شور مچاتے ہیں اور خود بے دردی سے مسلمانانِ عالم کو اندھا دھند کافر و مشرک بے ایمان قرار دے ڈالتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

مولوی ظفر علی خاں

مصنف نے اخبار زمیندار کے ایڈیٹر وبانی مولوی ظفر علی خاں کی ایک طویل نظم بھی ص ۱۹ پر بہارستان سے نقل کی ہے۔

اوڑھ حامد رضا خاں آئے بدعت کا لحاف
ذات اس کی ہے مجدد بات اس کی لام کاف

یہ طویل نظم نقل کرنے کے بعد ص ۲۰ پر مصنف سیف حقانی لکھتا ہے "ظفر علی خاں نے اعلیٰ حضرت کے تعارف کا واقعی حق ادا کر دیا"۔

جی ہاں! کر دیا اور آپ نے بھی داد دینے کا فرض ادا کر دیا اور حق اور فرض ادا کرنے کے بعد ہم آپ دونوں کی لاعلمی و بے خبری کا بھانڈا پھوڑتے ہیں۔

بے خبری و لا علمی

مصنف سیف حقانی نے بہارستان سے ظفر علی خاں کی نظم تو نقل کر دی۔ اور اپنی گرتی ساکھ کو سہارا دے لیا لیکن کیا مصنف کو یہ علم بھی ہے کہ یہ نظم ظفر علی خاں نے کس کے متعلق کہی ہے۔ ظفر علی خاں نے بزعم خود یہ نظم کہی تو ہے شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ کے خلاف لیکن مصنف سیف حقانی یہ نظم نقل کر کے ص ۲۰ پر لکھتا ہے "ظفر علی خاں مرحوم نے اعلیٰ حضرت کے تعارف کا واقعی حق ادا کر دیا"۔ حالانکہ نظم کے پہلے مصرعہ میں حجۃ الاسلام کا نام گرامی حامد رضا خاں موجود ہے اور یہ نظم لاہور میں حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تشریف آوری کے موقعہ پر لکھی گئی تھی لیکن مصنف سیف حقانی کو کچھ پتا نہیں کہ وہ کون سی دنیا میں ہے وہ بے خبری میں مولانا حامد رضا خاں صاحب کو اعلیٰ حضرت (مولانا احمد رضا خاں) سمجھ رہا ہے اور حق ادا کرنے کی داد دے رہا ہے اور مولوی ظفر علی خاں کی یہ بے خبری وہ اس نظم کے پہلے مصرعہ میں تو کہتا ہے۔ ؎

اوڑھ کر حامد رضا خاں آئے بدعت کا لحاف

اور مصرعہ ثانی میں کہتا ہے۔ ؎

ذات ان کی ہے مجدد بات ان کی لام کاف

کیا بات ہے اس سخن فہمی اور سخن سازی کی۔ بتایا جائے مولانا حامد رضا خاں صاحب کو مجدد کون مانتا ہے؟ مجدد تو اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کو مانتے ہیں تو بات خود ظفر علی خاں کی لام کاف نہ کہ حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز کی۔ باقی رہا شعر و شاعری کا معاملہ اگرچہ ظفر علی خاں حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب قدس سرہ سے متعلق یہ بے ڈھنگی تک بندی کر ڈالی لیکن یہی ظفر علی خاں ان ہی حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کے شاگرد رشید شیخ القرآن مولانا محمد عبد الغفور صاحب ہزاروی علیہ الرحمۃ کی مدح میں کہتے ہیں۔ ؎

حج کو جب جا رہے تھے ہزاروی عبد الغفور
آسماں برسا رہا تھا ان پہ نور

(چمنستان از ظفر علی خاں)

تمام دنیا میں ایک بھی اہلِ ایمان موجود نہیں

بابائے وہابیت آقائے دیوبندیت مولوی اسماعیل دہلوی کا فتویٰ

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اپنی مشرک ساز کتاب تقویۃ الایمان صفحہ ۴۴ پر بحوالہ مشکوٰۃ نقل کرتے ہیں "پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی سو جان نکال لے گی جس کے دل میں ہو گا رائی کے دانہ بھر ایمان سو رہ جائیں گے وہی لوگ کہ ان میں کچھ بھلائی نہیں ہو پھر جائیں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر" پھر اس کے بعد صفحہ ۴۵ پر ایک حدیث شریف نقل کی اور خود ہی اس کا یہ ترجمہ کیا "نکلے گا دجّال سو بھیجے گا اللہ بیٹے مریم کو سو وہ ڈھونڈھے گا اس کو تباہ کر دے گا اس کو پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ ٹھنڈی (سرد ہوا) شام کی طرف سے سو نہ باقی رہے گا زمین پر کوئی کہ اس کے دل میں ذرا بھر ایمان ہو مگر مار ڈالے گی"۔ حدیث مذکورہ لکھ کر مولوی اسماعیل تقویۃ الایمان کے اسی صفحہ ۴۵ پر یہ نتیجہ اخذ کرتے اور صاف صاف لکھتے ہیں "سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا" یعنی ان کی قسمت کی وہ ٹھنڈی باؤ (سرد ہوا) چل بھی گئی اور اب کوئی بھی دنیا میں ایسا نہیں بچا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اب تمام دنیا میں (معاذ اللہ) کافر و مشرک و بے ایمان ہیں۔ (استغفر اللہ العظیم) کس قدر ناپاک جسارت اور جہالت ہے۔ ختمِ دنیا و قربِ قیامت کی حدیث خاص اپنے ہی زمانہ پر جڑ دی۔ مصنف سیف حقانی اب بتائیے جبکہ بقول مولوی اسماعیل دہلوی وہ ٹھنڈی باؤ چل گئی اور کوئی بھی ایسا شخص نہ بچا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو تو پھر مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی محمود الحسن، مولوی حسین احمد صدر دیوبند، کفایت اللہ دہلوی، احمد سعید دہلوی، ابو الکلام آزاد، مولوی عطاء اللہ بخاری وغیرہ وغیرہ۔ کیا اس دنیا سے باہر ہیں؟ کیا مولوی اسماعیل کے اس تقویۃ الایمانی فتوے سے یہ سب کے سب اور جملہ اکابر و اصاغر دیوبند ٹھیٹ کافر ثابت نہ ہوئے؟

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا تم نے کیا بے خطا ہوں میں

اکابر دیوبند کے آپس میں ایک دوسرے پر فتاویٰ کفر و شرک و ارتداد کا منظر دیکھنے کیلئے ہماری کتاب "اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ" (جو سولہ سال سے چھپ رہی ہے اور لاجواب ہے) اور کتابچہ "دیوبندی شاطر اپنے منہ کافر" کا مطالعہ کرو جس میں ان کے گھر کے فتاویٰ کفر کو منظر عام پر لایا گیا ہے۔

تعجب ہے کہ دیوبندی علماء اور مصنفین تکفیر کا رونا تو روتے ہیں۔ لیکن اپنے اکابر کی کتب میں موجود تنقیص و توہین ان کو نظر نہیں آتی۔ بہر حال تکفیر سے جس کو تکلیف ہے تو اس کا علاج توہین سے توبہ ہے۔

اور ایک دوسری جگہ ان ہی مولانا حامد رضاخاں صاحب کے شاگرد رشید مولانا عبدالغفور ہزاروی کی مدح میں اور احراری امیر شریعت عطاء اللہ بخاری صاحب سے موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ہوں آج سے مرید میں عبدالغفور کا　　چشمہ اُبل رہا ہے محمد کے نور کا

بند اس کے سامنے ہے بخاری کا ناطقہ　　ہو اس سے کیا مقابلہ اس بے شعور کا

مصنف سیف حقانی کو معلوم ہونا چاہئے۔ وہ اور زمانہ تھا۔ جب ظفر علی خاں نے مولانا حامد رضاخاں صاحب علیہ الرحمۃ کے خلاف یہ نظم لکھی۔ لیکن بعد میں وہ مولانا شاہ حامد رضاخاں نے مولانا حامد رضاخاں صاحب کے شاگرد رشید اور تلمیذ عزیز مولانا عبدالغفور ہزاروی کے مرید ہوگئے جس کا وہ مذکورہ بالا نظم میں خود اعتراف کر رہے ہیں۔ اور پھر یہی ظفر علی خاں ہیں جو صدر دیوبند مولوی حسین احمد کانگریسی کو یوں اُدھیڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

حسین احمد سے کہتے ہیں خزف ریزے مدینے کے
کہ لٹو آپ بھی کیا ہوگئے سنگم کے موتی پر

(چمنستان ص۱۸۷)

اور پھر دیوبندی مجلس احرار اور امیر الاحرار عطاء اللہ بخاری کی یوں دھجیاں اُڑاتے ہیں۔

ہندوؤں سے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے　　گلا رسوائی اسلام کا احرار سے ہے

پانچ ککوں کا ہے پابند شریعت کا امیر　　اس میں طاقت ہے تو کرپان کی جھنکار سے ہے

آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل　　سب یہ ذلت اسی طبقہ غدار سے ہے

(چمنستان ص۴)

اور سنئے "بابائے صحافت" ظفر علی خاں ایڈیٹر وبانی زمیندار کی ایک نظم یہ بھی ہے۔

ابن سعود کیا ہے؟ فقط اک حرم فروش　　برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر

اسلامیوں پر اس نے برسوائیں گولیاں　　پھر کیوں نہ کشتنی ہو زمیندار کا مدیر!

(چمنستان ص۲۵۲)

یہی ظفر علی خاں ہیں جنہوں نے ابوالکلام آزاد دیوبندی کانگریسی کو یوں لتاڑا ہے۔

جہاں اسلام کا نام آئے تو خاموش رہتا ہے　　قسم ہے مجھ کو اے آزاد تیری بوالکلامی کی

ارکان عشرہ

ہاں البتہ مصنف نے بڑا تیر مارا ہے اور سمندر سے موتی نکال لیا ہے۔ سمندر سے مراد کراچی کا وہ سمندر نہیں جس کے کنارے مصنف رہتا ہے۔ وہ سمندر ہے مولوی ریحان الدین قاسمی کا کتابچہ "نیا دین" اور اس نقال مصنف نے جو موتی نکالے ہیں وہ ہیں "رضاخانی شریعت کے ارکان عشرہ" واقعی مصنف نے بڑا کمال کیا ہے باب بھی العاشر اور ارکان بھی عشرہ اس میں ذرا شاعری کے آداب کو ملحوظ رکھا ہے خدا جانے مصنف سیف حقانی کو نقالی کا کیا مرض ہے۔ کبھی پروفیسر روحی کی نقل مارتا ہے کبھی مولوی ریحان الدین قاسمی کے پورے مضامین نقل کر ڈالتا ہے ویسے مصنف یہ خود ہے مصنف سیف حقانی ص ۷۱، ۷۲ پر جو ارکان عشرہ نقل کئے ہیں وہ بعینہٖ وہی ہیں جو مولوی ریحان الدین قاسمی نے "بریلی کا نیا دین" میں ص ۴۸ تا ۸۹ بیان کئے ہیں اس مفتری نے بھی بھیڑ چال چلتے ہوئے اسی انداز میں بلا کسی حوالہ و دلیل کے اہلسنّت کے ارکان عشرہ بنا ڈالے ہیں۔ مگر مصنف بے وقوف ہوتے ہوئے بھی اتنا بے وقوف نہیں کہ نقل بمطابق اصل کرتا بلکہ اس نے ارکان وہی رکھے البتہ ترتیب بدل دی۔ ریحان الدین نے پہلا رکن اعظم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب سمجھنا قرار دیا ہے۔ اس نے ذرا آگے پیچھے کر کے مصنف بننے کیلئے پہلا رکن میلاد شریف مع قیام صلوٰۃ و سلام قرار دیا۔ اُس نے دوسرا رکن انبیاء و اولیاء کو قادر بالذات و مختار مطلق قرار دیا تھا۔ اس نے سیف حقانی میں اِس کو آٹھ نمبر دے کر آٹھواں رکن بنا دیا۔ اُس نے تیسرا رکن بشریت رسول کے انکار کو قرار دیا تھا۔ اس نے تین دونی چھ بشریت کے انکار کو چھٹا رکن قرار دیا۔ اُس نے چوتھا رکن مسئلہ قیام کو قرار دیا ہے اس نے چوتھا رکن گیارہویں شریف بتائی ہے۔ اُس نے پانچواں رکن فاتحہ کا افتراء کیا تھا اس نے مقابر پر قبے بنانا عرس اور قوالیوں کو قرار دیا ہے اُس نے چھٹا رکن بڑے پیر کی گیارہویں بتائی تھی اس نے بشریت رسول کا انکار چھٹا رکن گردانا ہے۔ اُس نے ساتواں رکن اولیاء کا عرس بتایا تھا اِس نے حاضر ناظر کو یہ نمبر دیا ہے۔ اس نے آٹھواں رکن تعزیہ داری بتائی تھی اور اس نے انبیاء و اولیاء کے تصرفات کو یہ نمبر دیا ہے۔ اُس نے نواں رکن تیجہ بتایا تھا اس نے نبی کو عالم الغیب کہنے کے عقیدہ کو نواں نمبر دیا ہے۔ اُس نے دسواں رکن دسواں ششماہی برسی بتائی تھی اور اس نے غیر اللہ کی نذر اور ندا اور استعانت کو یہ نمبر دیا ہے۔ البتہ محنت اس کی بھی ہوئی ہے اس نے ہر نمبر کے عنوان کے ساتھ صرف ایک ایک مسئلہ لکھا تھا اس نے ایک نمبر کے ساتھ دو سے تین اور چار تک بلکہ اس نے زیادہ مسائل کے مجموعہ کو ایک ایک نمبر دے دیا ہے اور علیحدہ مستقل مصنف بن بیٹھا۔ خدا جانے دیوبندیوں کی شرم و حیا کہاں رُخصت ہو گئی ہے الزام لگاتے ہیں بڑی دیدہ دلیری اور جرأت مندی کے ساتھ لیکن حوالہ لکھنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتے۔ مصنف سیف حقانی نے یا اس کے پیش رو ریحان الدین نے ارکان عشرہ کا افتراء کرتے ہوئے ان عقائد و اعمال کو اہلسنّت کے ارکان ہونے کا قطعاً کوئی ثبوت پیش نہیں کیا اور کوئی حوالہ بطورِ ثبوت نہیں لائے اور زبانی کلامی الزام تراشیوں سے دل بہلایا ہے اور عوام کو گمراہ کرنے کی ناپاک سعی کی ہے۔ کوئی انصاف پسند بتائے کہ یہ کھلم کھلا الزام تراشیاں اور بہتان پردازیاں علم و تحقیق کا کون سا حصہ ہیں؟

احرار کا جنازہ

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار
اسلام اور ایمان احسان سے بیزار
ناموس پیغمبر کے نگہبان سے بیزار
کافر سے موالات مسلمان سے بیزار
اسی پر ہے یہ دعویٰ کہ ہیں اسلام کے احرار
احرار کہاں کے یہ ہیں اسلام کے غدار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

بیگانہ یہ بدبخت ہیں تہذیب عرب سے
ڈرتے نہیں اللہ تعالٰی کے غضب سے
مل جائے حکومت کی وزارت کسی ڈھب سے
سرکارِ مدینہ سے نہیں ان کا سروکار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

جا کر کہے ان سے کوئی اللہ کا بندہ
جب دین کی حرمت کا گلے میں نہیں پھندا
اور شرع کی تذلیل ہے احرار کا دھندا
پھر کیوں ہیں مسلمان سے چندے کے طلبگار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

کھاتا ہے مسلمان کوئی سینہ میں جو گولی
گالی اسے دیتی ہے یہ احرار کی ٹولی
اسلامیوں کے خون سے چلی کھیلنے ہولی
احرار کو پھر آج سے کیوں لکھئے نہ اشرار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

سوجھی شہداء پر انہیں مردار کی پھبتی!
سکھوں کی یہ پھبتی ہے نہ سرکار کی پھبتی
توحید کے بیٹو یہ ہے احرار کی پھبتی
گمراہ ہیں خود اور ہمیں کہتے ہیں غلط کار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

اللہ کے گھر کو کوئی ڈھاوے تو یہ خوش ہیں
مسجد کا نشاں کوئی مٹاوے تو یہ خوش ہیں
مسلم کا کوئی خون بہاوے تو یہ خوش ہیں
لاہور میں آثارِ قیامت ہیں نمودار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

(نگارستان ۲۳۱، ۲۳۲۔ از مولوی ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار لاہور)

بتایئے جناب دیوبندی ملاؤں کے تعارف کا بھی ظفر علی خاں نے حق ادا کیا ہے یا نہیں؟

کسے خبر تھی کہ لے کے چراغ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

مصنف نے صفحہ ۱۴۱ تا صفحہ ۱۶۴ گویا کل ۲۴ صفحات پر آٹھواں باب اور باب نہم کے تحت انگریز پرستی کا رونا رویا ہے اور مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلا دلیل و ثبوت اپنا ہم عقیدہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اور ہم ان دونوں موضوعات پر باب اوّل میں انگریز پرستی کے عنوان مصنف کو ایسا مدلل و مسکت جواب دے چکے ہیں جن کا جواب اِن شاء اللہ العزیز تا قیامِ قیامت ان کے اکابر و اصاغر کے بس کی بات نہیں۔ ہوائیاں اُڑانا اور بات ہے مگر ہم چیلنج سے کہتے ہیں کہ ہمارے دلائل و حوالہ جات کا نمبر وار توڑ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ۔

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے

سیف حقانی میں ص ۱۶۵ تا ۱۷۶ کے گیارہ صفحات باب العاشر کی نذر ہیں مصنف نے باب العاشر ختم مرتبت جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الفاظ سے شروع کیا ہے بانی دیوبند کا وہی قاسمی نانوتوی انداز ہے۔ ختم زمانی کے تو یہ قائل ہی نہیں کیونکہ تحذیر الناس والا یہی سبق پڑھا گیا ہے۔ لہٰذا جب لکھیں گے ختم مرتبت یا ختم مرتبی لکھیں گے۔ بہر حال مصنف نے اس آخری باب میں ص ۱۶۵ تا ص ۱۷۰ ایک اچھی خاصی تقریر فرمائی ہے جس میں وہ ساری باتیں اور متعدد احادیث جو حقیقی اہلسنّت و جماعت کی حقانیت و صداقت کا پتا دے رہی ہیں اپنے کھاتہ میں ڈال لی ہیں اور اپنے نو مولود مذہب پر چسپاں کر لی ہیں۔ حالانکہ ان احادیث سے اہلسنّت کی حقانیت صداقت کا پتا چلتا ہے اور کچھ باتیں بالکل ہی بے ربط و بے ڈھنگی کی ہیں جن کا کہیں ہاتھ ہے تو کہیں پاؤں، کہیں سر تو کہیں آنکھیں اور چند بار حسبِ عادت تردید شدہ پرانی باتوں کا اعادہ کیا گیا ہے۔

مصنف سیف حقانی نے یوں تو "رضاخانی شریعت کے ارکان عشرہ" کی سرخی جمائی ہے اور اپنی من گھڑت ترتیب میں نمبر بھی ایک تا دس لکھے ہیں لیکن ایک نمبر میں کئی کئی مسائل کو ٹھونس دیا ہے اس کی ترتیب یوں ہے:۔

(۱) میلاد شریف مع قیام و صلوٰۃ و سلام (۲) فاتحہ مع لوازمات مطابق وصیت اعلیٰ حضرت (۳) گیارہویں شریف (۴) مقابر پر قبے بنانا کعبہ کی طرح چادریں ڈالنا پھر عرس اور قوالیاں کرنا میلے ٹھیلے اور مقابر کا طواف اور چوماچاٹی نیز محرم کا کھچڑا۔ کونڈے اور تعزیے نکالنا (۵) نبی اکرم کی انسانیت آدمی و بشریت کا انکار (۶) حاضر و ناظر (۷) انبیاء و اولیاء کا تصرف (۸) عالم الغیب اور عالم ماکان ومایکون (۹) غیر اللہ کی نذر ان سے استغاثہ۔ اُن کی ندا پکارنا۔ گویا عنوان ارکان عشرہ اور عشرہ کے ذیل میں بیان ہے بائیس ارکان کا۔

کہتے ہیں کوئی شخص اُلو فروخت کر رہا تھا ایک چھوٹا ایک بڑا دو اُلو تھے کسی نے قیمت پوچھی تو بتایا کہ بڑے الو کے پانچ روپے اور چھوٹے کے دس روپے۔ خریدار نے اس کی وجہ پوچھی کہ بھئی چھوٹے الو کے دس روپے کیوں ہیں تو فرمایا کہ بڑا تو صرف الو ہی ہے اور چھوٹا الو بھی اور اُلو کا پٹھہ بھی ہے۔ یہی حال ان کا ہے مصنف "نیا دین" نے دس ارکان عشرہ قرار دے کر افتراء کیا تھا اور مصنف سیف حقانی نے ۲۲ عقائد کو ارکان عشرہ قرار دے کر افتراء کیا۔ یہ ہے ان کی دیانت و امانت۔۔۔

شرم نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اکابر دیوبند کو چیلنج

مصنف سیف حقانی تو ہے ہی سو فیصد خالص کذاب اور اعلیٰ درجہ کا مفتری ہم اس نقال مصنف کے اکابر کو چیلنج کرتے ہیں وہ آگے آئیں بتائیں کہ دیوبندی مذہب کے اِس نامور مصنف کے ارکان عشرہ کے تحت جو بے دریغ الزام تراشیاں کی ہیں وہ کہاں سے ثابت ہیں مدرسہ دیوبند کے مہتمم قاری طیب صاحب بتائیں مصنف کے استاد مفتی محمود صاحب بتائیں کہ علماءِ اہلسنّت نے (۱) میلاد شریف (۲) فاتحہ شریف (۳) تیجہ دسواں چالیسواں برسی (۴) گیارھویں شریف (۵) مقابر پر قبوں (۶) عرس قوالی (۷) مقابر کے طواف (۸) چھاچائی (۹) محرم کے کھچڑا (۱۰) کونڈے اور (۱۱) تعزیوں (۱۲) انبیاء علیہم السلام کی بشریت کے انکار (۱۳) انبیاء واولیاء کے تصرفات (۱۴) انبیاء کو عالم الغیب ہونے نذر غیر اللہ ندا استعانت وغیرہ کو کہاں کس کتاب میں ارکان اسلام قرار دیا ہے۔ مذکورہ اکابر دیوبند میں سے کوئی ان عقائد و اعمال کو اپنے بقول بریلوی مذہب کے ارکان ثابت کردے تو ہم دس ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے اگر اکابر دیوبند مذکورہ بالا عقائد و اعمال کو بریلویوں کے ارکان اسلام ثابت نہ کرسکیں تو اپنی جماعت کے ایسے زبان دراز اور بھانڈ مصنفین کے منہ میں لگام دیں۔ ان کی قلمی ضلالتوں اور تخریبی سرگرمیوں کا محاسبہ کریں۔ یہ لوگ اپنی مذموم حرکتوں سے اپنی جماعت کو بدنام کر رہے ہیں اور اپنے غیر ذمہ دارانہ طرز عمل سے اپنے اکابر کی پگڑیاں اُچھلوا رہے ہیں۔ جہاں تک مسائل میں اختلاف کا تعلق ہے ان پر گالی گلوچ اور بے ہودہ گوئی کے بغیر بھی گفتگو ہوسکتی ہے مگر خدا جانے اس دور میں دیوبندی مصنفین کو ایک کہہ کر دو سننے کی عادت کیوں پڑگئی ہے اور یہ خدمتِ دین کا کون سا حصہ ہے؟

دیوبندی مذہب

مصنف سیف حقانی نے اہل سنت وجماعت کے ارکان عشرہ بلا دلیل وثبوت من گھڑت بیان کئے تھے ہم دیوبندی مذہب کا مکمل نقشہ بحوالہ کتب بیان کرتے ہیں ہمارے نقل کردہ حوالہ جات کی جو چاہے اصل کتابوں سے مطابقت کر سکتا ہے جس کے پاس کتابیں نہ ہوں وہ ہم سے میلسی آکر دیکھ سکتا ہے۔

دیوبندی کلمہ

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے ایک مرید لکھتے ہیں:۔

"خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (تھانوی صاحب) کا نام لیتا ہوں (لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کہتا ہوں) اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا۔۔۔ لیکن حالت خواب و بیداری میں حضور (تھانوی صاحب) ہی کا خیال تھا۔" (رسالہ الامداد۔ماہ صفر ۱۳۳۶۔ص ۳۵)

نوٹ۔ دیوبندی یہاں پر فریب مغالطہ دیتے ہیں کہ اجی یہ تو خواب کی بات ہے خواب کی باتوں پر حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے۔

- اولاً یہ ایک حقیقت ہے کہ گستاخوں کو گستاخانہ خواب نظر آتے ہیں وہ ان کے حسب حال ہوتے ہیں لیکن حوالہ بالا عبارت کے خط کشیدہ الفاظ ملاحظہ ہوں تھانوی صاحب کا مرید اقرار کر رہا ہے "لیکن خواب و بیدار میں حضور (تھانوی صاحب) ہی کا خیال تھا"۔
- دوم ایک واقعہ کے آخر میں تھانوی صاحب نے توبہ واستغفار کی تلقین کرنے کی بجائے اپنے مرید کو تسلی دیتے ہوئے کہا:۔

"اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس (اشرف علی) کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالےٰ متبع سنت ہے"

مرید مان لیا خواب میں تھا لیکن پیر جی تو خواب میں نہیں تھے وہ تو بیداری کے عالم میں بقائمی ہوش وحواس تسلی دے کر اپنا کلمہ جپنے کی ترغیب دے رہے تھے۔

دیوبندی درود

پھر اس کے ساتھ ہی مرید تھانوی کہتا ہے:۔

پھر بیدار ہو کر۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی کہتا ہوں "اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولنا اشرف علی" حالانکہ اب بیدار ہوں خواب میں نہیں۔۔۔۔ لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔۔۔۔ دوسرے روز بیداری میں (یہی) رِقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور (تھانوی) کے ساتھ باعثِ محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔ (رسالہ الامداد۔ ماہ صفر ۱۳۳۶۔ ص ۳۵)

غور کیجئے اب تو قطعی بیداری ہے خواب نہیں ہے بلکہ دوسرے روز بھی بیداری میں یہی حالت بتا رہا ہے اور بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان قابو میں نہیں کے بہانے بنا کر تھانوی صاحب کو نبی و رسول قرار دے رہا ہے اور دیوبندی حکیم الامت کی نبوت و رسالت کا اعلان کر رہا ہے اور اس کو باعثِ محبت گردان رہا ہے بتائیے اس کی کیا رکیک و ذلیل تاویل ہو سکتی ہے؟

بانی اسلام کا ثانی

دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب اپنے پیر و مرشد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے انتقال پر ان کو بانی اسلام حضرت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

زبان پر اہل اہوا کی ہے کیوں اُعل ہبل شاید اُٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی
جہاں تھا آپ کا ثانی وہیں جا پہنچے خود حضرت کہیں کیونکر بھلا کس منہ سے مولانا تھے لاثانی

(مرثیہ گنگوہی، ص ۴ و ص ۱۰)

دیوبندی کی سچی کتاب

اللہ تعالیٰ قرآن عظیم کے متعلق فرماتا ہے "ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ الخ" لیکن مولوی رشید احمد صاحب لکھتے ہیں:۔

- کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۳۵۶)
- تقویۃ الایمان پر عمل کرنا عین اسلام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۳۵۱)

گنگوہ خانہ کعبہ سے افضل (معاذ اللہ)

یہی مولوی محمود الحسن صاحب اپنے پیر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے گاؤں گنگوہ کو خانہ کعبہ سے نمایاں کرتے ہوئے اس کی عظمت یوں بیان کرتے ہیں:۔

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

(مرثیہ گنگوہی، ص۹)

دیوبندی صدیق و فاروق

بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی قرار دینے کے بعد ہی مولوی محمود الحسن صاحب اپنے پیر گنگوہی صاحب کو بعینہٖ صدیق اکبر و فاروقِ اعظم قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہئے عجب کیا ہے
شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی

(مرثیہ گنگوہی، ۱۲)

صاف صاف اعلان ہو رہا ہے اس میں کیا تعجب کی بات ہے کہ (معاذ اللہ) وہ صدیق و فاروق تھے۔

دیوبندی امام اعظم

سنّی حنفی مسلمان اور ائمہ اربعہ سیّدنا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا امام اور پیشوا مانتے ہیں لیکن دیوبندی فرقہ نے اپنا امام بھی علیحدہ گھڑ لیا ہے اور اس کو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑا عالم و محدث قرار دیا ہے یقین نہ آئے تو خدام الدین دیکھ لیں لکھا ہے:۔

"میں نے شام سے لے کر ہند تک اس دیوبندی مولوی انور کاشمیری کی شان کا کوئی محدث اور عالم نہیں پایا۔ اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ (مولوی انور کاشمیری) امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی بڑے عالم ہیں تو میں اس دعویٰ میں کاذب نہ ہوں گا۔ (خدام الدین لاہور ۱۸/دسمبر ۱۹۶۴ء)

دیوبندی غوثِ اعظم

شرق و غرب کے اکابر اولیائے کرام و مشائخ عظام سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثِ اعظم قطبِ عالم اور محی الدین مانتے ہیں لیکن دیوبندیوں نے اپنا غوثِ اعظم محی الدین بھی علیحدہ تیار کر لیا ہے چنانچہ مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی دیوبندی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی دیوبندی کی سوانح حیات میں لکھتے ہیں:۔

"قطب العالم قدوۃ العلماء غوث الاعظم۔۔۔ شیخ المشائخ مولانا الحافظ الحاج المولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہ العزیز"

(تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۲)

مذکورہ بالا حوالہ میں مولوی گنگوہی صاحب کو قطب عالم اور غوث اعظم بنانے کے بعد محی الدین بھی قرار دیتے ہیں تاکہ کسی کو شک باقی نہ رہے۔ یہ فرض مولوی محمود الحسن صاحب شیخ دیوبند نے ادا کیا تاکہ کوئی بھی کمی نہ رہ جائے لکھتے ہیں:۔

محی الدین اکبر جاتے ہیں دار فنا سے بس
اُٹھے اُف دیر ویراں سے محی الدین گیلانی

لو صاحب محی الدین بھی ہو گئے نہیں بلکہ محی الدین اکبر یعنی بڑے محی الدین محی الدین گنگوہی نہیں بلکہ بعینہ محی الدین گیلانی ملاحظہ ہو مرثیہ گنگوہی ص ۱۳۔ اب صرف مولوی رشید گنگوہی صاحب کے نام پر گیارہویں شریف کرنا باقی رہ گیا۔

حضور پُر نور سیّدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محی الدین ہونے کا واقعہ بہجۃ الاسرار شریف میں علامہ نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف شطنوفی قدس سرہ نے بیان فرمایا کہ کس طرح حضور پُر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین اسلام کو زندہ فرمایا طاقت بخشی اور اکابر اولیاء اللہ نے محی الدین تسلیم فرمایا۔ لیکن یہ لوگ ہلدی لگی نہ پھٹکڑی گھر بیٹھے چیلے چانٹوں کی لفاظی کے زور پر غوث اعظم اور محی الدین بن گئے۔ دنیا بھر کے اکابر اولیائے کرام مانتے ہیں کہ حضور غوث اعظم سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رب کے حکم پر فرمایا "قدمی ھٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ" میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے جس مجلس میں واقعہ پیش آیا۔ عارف کامل شیخ علی بن ابو نصر الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گردن جھکا دی اور آپ کا پاؤں مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا۔ سلطان الہند خواجہ غریب نواز محمد معین الدین حسن اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خراسان کے پہاڑوں میں یہ اعلان سن کر اپنی گردن مبارک جھکا دیتے ہیں مگر مولوی محمود الحسن دیوبندی کہتے ہیں یہ اولیاء اللہ غوث الاعظم قطب العالم شیخ عبد القادر محی الدین جیلانی قدس سرہ کے سامنے اپنی گردنیں خم نہیں کر رہے تھے بلکہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے سامنے اپنی گردنیں خم کر رہے تھے لکھا ہے:۔

رقابِ اولیاء کیوں خم نہ ہوتیں آپ کے آگے
وہ شہباز طریقت تھے محی الدین گیلانی

(مرثیہ گنگوہی، ص ۸)

ان کے بس میں ہوتا تو یہ لوگ مولوی رشید کا نام بھی عبد القادر رکھ دیتے۔

ہدایت و نجات دیوبندی مولوی کے اتباع پر موقوف

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہدایت قرآن مجید ہے اور نجات سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع پر موقوف ہے لیکن بقلم خود مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں:۔

"سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد (گنگوہی) کی زبان سے نکلتا ہے اور میں بقسم (قسم کھاکر) کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر"۔ (تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۱۷)

چلو چھٹی ہوئی نہ قرآن وحدیث کی ضرورت نہ اتباع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاجت۔ چلتے چلتے ذرا شیخ الہند محمود الحسن کا پھڑکتا ہوا مرثیہ بھی سن لو وہ زار و قطار رو رو کر اپنے پیرجی مولوی رشید صاحب کے اس دعویٰ کی ڈبڈباتی آنکھوں یوں تائید کرتے ہیں:۔

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جا ہو گیا گمراہ
وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی

(مرثیہ گنگوہی، ص ۹)

بھلا مولوی رشید احمد گنگوہی کے سرچشمہ ہدایت ہونے میں کیا شبہ اور نص قرآنی کی کیا حاجت وہ تو نص قرآنی سے بھی زیادہ قوی دلائل سے میزاب ہدایت ہیں اور جو نہ مانا وہ گمراہ ہو گیا۔ اور جو آپ کے اتباع کو چھوڑ کر دوسری جگہ گیا وہ بھی گمراہ ہو گیا۔

استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

یہ ہے وہ ناپاک سازش کہ خدا اور سول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن وحدیث سے برگشتہ کر کے ہدایت و نجات کیلئے اپنی طرف بلانے کیلئے جدید مذہب کی بنیاد رکھی گئی نہ ماننے والوں کو گمراہ بلکہ اس سے بڑھ کر مشرک وبدعتی بنایا گیا۔

دیوبندی تمغہ مسلمانی

دیوبندی فرقہ نے جہاں اپنے مذہب میں ہر چیز نئی پیدا کی۔ وہاں مذہبی صنعت سازی میں انہوں نے مسلمانی کے تمغے بھی تیار کئے ہیں چنانچہ دیوبندیوں کے نزدیک محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی تمغہ مسلمانی نہیں بلکہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا داغ غلامی تمغہ مسلمانی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

زمانہ نے دیا اسلام کو داغ اس کی فرقت کا
کہ تھا داغ غلامی جس کا تمغہ مسلمانی

(مرثیہ گنگوہی، ص ۴)

دیوبندی علی ھجریوی

مسلمان حضرت داتا گنج بخش لاہوری کو علی ہجویری مانتے ہیں دیوبندیوں نے اپنا سارا مذہب از سر نو تعمیر کرتے کرتے اپنا علی ہجویری (داتا گنج بخش) بھی علیحدہ بنالیا ہے۔ خدام الدین میں لکھا ہے:۔

"ایک مجذوب نے کچھ محویت وجذب کے عالم میں چند باتیں فرمائیں۔۔۔۔ کہنے لگے لوگو! تمہارا یہ خیال ہے لاہور میں صرف ایک علی ہجویری علیہ الرحمۃ ہیں آؤ اگر زندہ علی ہجویری دیکھنا ہو تو شیر انوالہ دروازہ میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب کو دیکھ لو"۔

(خدام الدین لاہور ۲۰/ اپریل ۶۴ء)

گویا داتا گنج بخش تو معاذاللہ مردہ علی ہجویری تھے مگر مولوی احمد علی صاحب زندہ علی ہجویری ہیں۔ مگر خدا نے اس کو بھی مردہ کردیا اب حقیقی علی ہجویری کے مزار پُر انوار پر خلق خدا کا ہجوم ہے اور ایک دنیا اُن کے فیض سے سیراب ہو رہی ہے مگر نقلی علی ہجویری تن تنہا لیٹے ہوئے ہیں یعنی

جن کی فاتحہ نہ درود ۔۔۔

دیوبندی فرشتہ مقرب

"میں نے انسانیت سے بالا درجہ ان (مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند) کا دیکھا وہ ایک فرشتہ مقرب تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا۔" (ارواح ثلثہ ص ۲۸۶ حکایت ۲۴۲)

حالانکہ مقرب فرشتے حضرت جبرئیل میکائیل عزرائیل اسرافیل ہیں جو معصوم ہیں اور رسل ملائکہ میں شمار ہوتے ہیں کسی مولوی کو رسل ملائکہ قرار دینا کفر ہے اور یہ مسئلہ اجماعی ہے۔

ذخیرہ آخرت

مولوی احمد علی صاحب لکھتے ہیں، میرے پاس حضرت (مولوی حسین احمد) مدنی کا ایک مکتوب ہے جو میرے لئے ذریعہ نجات ہے جسے میں ذخیرہ آخرت سمجھتا ہوں۔ (خدام الدین لاہور ۶۳/۲/۲۲)

نجات اخروی کا طریقہ

آج تک تو یہ سنتے آئے کہ کتاب و سنت پر عمل اور سیّد الانبیاء حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع سے نجاتِ اخروی ممکن ہے لیکن چودھویں صدی میں یہ انکشاف ہوا ہے کہ نجات اخروی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے پاؤں دھو کر پینے پر موقوف ہے خود لکھتے ہیں، واللہ العظیم (خدا کی قسم) مولانا (اشرف علی) تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے۔

(تذکرۃ الرشید، ج ا ص ۱۱۳۔ از مولوی عاشق الٰہی میرٹھی)

عذابِ الٰہی سے بچنے کا دیوبندی طریقہ

مسلمان تو ایمانِ کامل اور اعمالِ صالح خوفِ خدا اور عشقِ رسالت کو عذابِ قیامت سے بچنے اور نجات پانے کیلئے ضروری خیال کرتے ہیں لیکن دیوبندی مذہب کا فلسفہ ہی کچھ عجیب ہے۔ خدام الدین کے شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری لکھتے ہیں:۔

"میں نے کئی سال سے دل میں یہ پروگرام بنایا ہوا تھا کہ میری داڑھی کے جو بال کنگھی کرنے سے نکلتے ہیں وہ ـــــ حضرت (مولوی حسین احمد مدنی) کو اطلاع دیئے بغیر موچی کو دوں کہ حضرت کے جوتے کے تلوؤں میں یہ بال رکھ کر سی دے تاکہ حضرت سے اسی نسبت کے باعث میری قیامت کے دن عذابِ الٰہی سے نجات ہو جائے۔" (خدام الدین لاہور ۵۸/۱/۲۴)

اب پتا چلا کہ سارا جھگڑا تو شخصیت پرستی کا ہے انبیاء ورسل علیہم السلام اولیاء عظام و مشائخ کرام سے بدظن کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اپنا اتباع کرایا جائے اپنا گرویدہ بنایا جائے اس لئے اسلام کے مقابلہ میں ایک جدید مذہب کی فکری بنیاد رکھی کہیں کلمہ نیا گھڑا تو کہیں خود پر درود پڑھوایا۔ کہیں اپنے ملاؤں کو بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی قرار دیا تو کہیں صدیق و فاروق بتایا۔ کہیں اپنے مولویوں کو امام اعظم سے بڑھایا تو کہیں ان کو غوث اعظم محی الدین تک بنا ڈالا۔ کہیں اپنے عالم کو زندہ علی ہجویری داتا گنج بخش قرار دیا تو کسی جگہ مقرب فرشتے بنا کر پیش کیا۔ ان کی غلامی کو تمغہ مسلمانی قرار دیا۔ ہدایت و نجات ان کے اتباع پر موقوف بتائی۔ یہ ساری باتیں اسلام کا حلیہ بگاڑنے کے مترادف ہیں یا نہیں؟ بھلا ایسے عقائد و اعمال کا اہلسنّت وجماعت سے کوئی دور کا بھی تعلق ہے مصنف نے سیف حقانی کے آخری باب میں بزعم خود رضاخانی دین کے ارکان عشرہ پیش کئے تھے اور ان من گھڑت ارکان عشرہ کا کوئی حوالہ بھی نقل نہ کیا تھا۔ ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ دیوبندی مذہب کے چودہ بنیادی اصول نقل کئے ہیں اور سب کو دیوبندی وہابی اکابر علماء کی مستند کتب سے ثابت کیا ہے اور کوئی ایک بات بھی بلا دلیل و ثبوت نہیں لکھی۔

حرفِ آخر و اعلانِ عام

قارئین کرام! ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ ضد و عناد سے بالاتر ہو کر سیف حقانی کا جواب لکھا ہے ایسا نہیں کیا جیسا کہ مصنف سیف حقانی نے کیا زلزلہ اور تبلیغی جماعت کے دلائل و حوالہ جات کو چھوا تک نہیں اور اپنی طرف سے بے دریغ الزام تراشی شروع کر دی۔ ہم نے مصنف سیف حقانی کی حتی الامکان جملہ الزام تراشیوں افترا پردازیوں کا طلسم توڑا ہے اور اپنے موقف کی تائید میں مستند و معتبر کتب سے حوالہ جات نقل کئے ہیں اب مصنف سیف حقانی یا کوئی بھی دیوبندی وہابی مصنف برہانِ صداقت کا جواب لکھنا چاہے تو وہ ہماری طرح دلائل لائے ہمارے حوالہ جات کا نمبر وار توڑ کرے اور اپنے موقف کے ثبوت میں دلائل پیش کرے اور برہانِ صداقت کا صفحہ اور نمبر وار پورا جواب دے غلیظ انداز گفتگو عامیانہ و سوقیانہ طرزِ تحریر سے اجتناب کرے تا کہ پھر اس کے جواب سے اس کو تکلیف اور شکایت نہ ہو۔ مولیٰ تعالیٰ ضد و عناد سے بچائے، حق کہنے حق سمجھنے حق ماننے اور حق کو جاننے کی توفیق رفیق فرمائے۔ آمین

اس کے ساتھ ہی ہم دیوبندی مصنفین سے استدعا کریں گے کہ وہ مہذب طرزِ تحریر کو اپنائیں۔ وہ الزام لگاتے وقت خوفِ خدا جل جلالہ شرم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مدِّ نظر رکھیں۔ ہر الزام پر دلیل اور حوالہ جات نقل کریں۔ حوالہ جات اصل کتب سے بعینہٖ وبلفظہٖ نقل کریں اور ہم سے جواب لیں۔

چیلنج

ہم بفضلہٖ تعالیٰ مخالفین اہل سنت کے جملہ مصنفین کو عام چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اپنی جس کتاب کو ناقابل تسخیر سمجھتے ہوں ہمیں ارسال کریں اور جواب لیں۔ اور اختلافی مسائل پر علمی حدود اور مہذب انداز میں طبع آزمائی کریں۔ بات کو بات اور دلیل سے جھٹلائیں تو ہم کو ہر وقت حاضر پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ سے مذہبِ حق اہلسنت و جماعت پر استقامت دے اور ضد و عناد سے بچائے اس حقیر خدمت کو قبول فرما کر اس کا فائدہ عام فرمائے۔ جو حضرات اس کتاب سے فائدہ اُٹھائیں فقیر کیلئے خدمتِ دین اور حسن خاتمہ کی دعا فرمائیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه ونور عرشه سیّدنا ومولانا محمد وآلہٖ وصحبه اجمعین

محمد حسن علی قادری رضوی غفرلہ

مدرسہ انوار رضا میلسی